قال الله سبحانه وتعالي

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا

قال النبي صلي الله عليه وسلم

الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة

معارف التجوید

قرائت عاصم بروایت حفص و شعبہ از طریق الشاطبیہ والطیبہ

پر ایک جامع منفرد کتاب

تأليف

حافظ وقاري سيد لطف الله حسيني

ایم اے عربک جامعہ عثمانیہ وسابق عربک ریسرچ اسکالر گورنمنٹ آف انڈیا

زیر اہتمام

ڈاکٹر محمد مشتاق علی M.D

ڈاکٹر خالد غلام محی الدین B.U.M.S

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا (القرآن)

الماهِرُ بالقرآن مع السَّفَرة الكرام البَرَرة (الحديث)

معارف التجوید

تالیف

حافظ و قاری سید لطف اللہ الحسینی

ایم اے جامعہ عثمانیہ، سابق عربک ریسرچ اسکالر، گورنمنٹ آف انڈیا

ناشر

دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

اسم الکتاب	: **معارف التجوید**
مؤلف	: حافظ و قاری سید لطف اللہ الحسینی
نظر ثانی کردہ	: مولانا ڈاکٹر محمد سراج احمد صاحب، پی ایچ ڈی سابق سینیر عربک ٹیچر دمام انٹر نیشنل انڈین ایمبیسی اسکول
	: مولانا حافظ و قاری سید رؤوف علی صاحب ایم اے جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد
	: مولانا حافظ و قاری ڈاکٹر محمد عمادالدین انور صاحب چیرمین بورڈ آف اسٹڈیز (عربک، اورینٹل) جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد
سرورق	: حافظ سید ہدایت اللہ قادری (UK)
زیر اہتمام	: ڈاکٹر محمد مشتاق علی M.D
	: ڈاکٹر خالد غلام محی الدین B.U.M.S
صفحات	: 258
ناشر	: دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
تعداد	: ایک ہزار
سن اشاعت اول	: ماہ شعبان 1446ھ/2025ء
جدید اڈیشن	: ماہ رجب 1447ھ/2026ء

ملنے کے پتے

(۱) دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

(۲) نظام عطار، محبوب چوک، حیدرآباد

....فہرست....

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرض مصنف،

حروف و مخرج و لہجہ یہ فن سنوار دیتا ہے

قران جیسے اترا ویسے دل میں اتار دیتا ہے

آغاز سخن ذکر رب العالمین سے، جس کی ذات یکتا، صفات بے پایاں، جس کا کلام فصاحت و بلاغت میں ایک لازوال معجزہ ہے، جو اتنا عظیم اور خوبصورت کہ اسکے معانی روح کو تازگی اور الفاظ قلب انسانی کو تسکین بخشتے ہیں اسی ذات یکتا نے سینوں میں قرآن کی محبت ودیعت فرمائی زبانوں کو گویائی بخشی تاکہ اس زمزمہ حق کی تلاوت سے ہمارے سینے نور بصیرت سے منور ہوں، مضطرب روحوں کو قرار ملے اور ہمارا ہر عمل قرآن کے سانچے میں ڈھل جائے۔ ہر تعریف ہر ثنا ہر ستائش اسی کے لیے مختص ہے جس نے اپنی آخری کتاب کو سراپا ہدایت اور مکمل ضابطہ حیات بناکر نازل فرمایا اور اسکی حفاظت کا ذمہ خود لیا۔ بعد از حمد و ثنا اس مبارک ہستی پر بے شمار درود و سلام ہوں جو سر چشمہ ہدایت ہیں، جنہیں رب تعالیٰ نے معلم الکتاب بنایا اور جنہوں نے امت کو قرآن کی تلاوت کا وہ طریقہ سکھایا جو حضرت جبریل علیہ السلام کی تلاوت سے عین مطابق تھا، آپ نے امت کو

قرآن کا ادب سکھایا اس کے حقوق بتائے اور تجوید عملی کی صورت گری فرمائی۔ یہ فن قرائت دراصل آپ ہی کے مبارک اسلوب کی پیروی، اور آپ کی "سنت مطہرہ" کا تسلسل ہے۔ فن قرائت ایک "سنت متبعہ" ہے یعنی یہ علم روایت اور سند کے ذریعے تواتر کے ساتھ منتقل ہوتا آیا ہے جسکی متعدد متواتر قرائتیں ہیں جن میں سے ہر ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

علوم قرآن گہرے سمندروں کے مثل ہیں انکی وسعتیں بے کراں ہیں، انہیں علوم میں سے علم تجوید وہ درخشندہ موتی ہے جس کے بغیر کلام الٰہی کی تلاوت اس کے شایان شان مکمل نہیں ہوتی۔ فن قرائت علوم قرآنی کی بنیادوں میں سے ہے اور یہ فن سند متصل کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے، اس بحر ذخار میں متعدد موتی بکھرے ہوئے ہیں جنہیں "قرائت سبعہ "اور" عشرہ " کے نام سے جانا جاتا ہے۔ زیر نظر کتاب "معارف التجوید" اسی مقدس فن کی آبیاری کے لیے ایک مخلصانہ کاوش ہے، امید ہے کہ یہ کتاب علم کے متلاشی دلوں، اور قرآنی فنون کے شائقین کے لیے ایک روشنی کا مینار بنے گی۔ اس تصنیف کا مرکزی مقصد قرائت امام عاصم کوفی ہے جو امت مسلمہ میں سب سے زیادہ رائج اور مقبول ہے۔ یہ کتاب قرائت امام عاصم کی صرف ایک روایت پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ اس قرائت کے دو عظیم راویوں، حفص اور شعبہ کی روایات کو ایک ہی علمی بساط پر

نہایت خوبصورتی اور تفصیل کے ساتھ جمع کرتی ہے۔ یہ کتاب ایک عمدہ امتزاج ہے جو قاری کو دونوں روایات کے فرق اور ان کے جمالیاتی پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے۔ جہاں حفص کی روایت سلاست لفظی و معنوی، اتقان کامل، ضبط و درایت کی وجہ سے جو دنیا بھر میں عام ہوئی وہیں شعبہ کی روایت فصاحت و بلاعنت، اپنی فنی ندرت، اسلوبی انفرادیت کے سبب علمی حلقات، مدارس قرآنی و علم قرائت کے گلستاں میں یکساں قدر و منزلت و اہمیت کی حامل ہوئی۔

جمع کی ہیں روایتیں ایک ہی کتاب میں
نورِ تجوید چھپا ہے اسکے ہر ایک باب میں
حفص و شعبہ کا نوری سنگم کاوشِ ناچیز
فیضِ قرآن رواں ہو سبھی احباب میں

اس تالیف کا ایک اور مقصد قاری کو بیک وقت ان دونوں متبرک سلسلوں کے قواعد، فروقات اور انفرادی پہلوؤں سے آگاہ کرنا ہے۔

" وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" (القرآن) "اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو"۔ ترتیل کے معنی خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور حروف کو اچھی طرح ظاہر کرنے کے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تلاوت فرمایا کرتے تو آپ نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی تلاوت مد کے ساتھ ہوتی پھر آپ نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی تلاوت کی بِسۡمِ اللّٰہِ اور الرَّحۡمٰنِ اور الرَّحِیۡمِ کو کھینچ کھینچ کر پڑھا(بخاری)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلۡمَاھِرُ بِالۡقُرۡاٰنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الۡکِرَامِ الۡبَرَرَۃِ " قرآن کا ماہر (اسے عمدگی سے پڑھنے والا) معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا علماء کہتے ہیں ماہر وہ ہے جو تلاوت میں مخارج وصفات مدود، وقف، ابتداء وغیرہ میں اتنی مہارت رکھتا ہو کہ تلاوت کے دوران اس سے کوئی غلطی نہ ہو ظاہر ہے کہ یہ مہارت بغیر علم تجوید کے حاصل ہونا مشکل ہے "اَلسَّفَرَۃُ" سے مراد معزز فرشتے ہیں چونکہ تجوید کا ماہر قرآن کو اسی طرح پڑھتا ہے جیسے وہ نازل ہوا اس لیے اسے ان معزز فرشتوں کی رفاقت نصیب ہوتی ہے۔ کتاب ہذا میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ فن کے باریک مسائل کو انتہائی شگفتہ، رواں اور آسان زبان میں پیش کیا جائے تاکہ مبتدی سے لیکر منتہی تک ہر قاری اس چشمہ فیض سے سیراب ہو سکے۔

کلام ربّ بَر حق ہے یہ نورِ ربّ ِ دو جہاں
پڑھو جیسے نازل کیا خالق کون و مکاں
ترتیل اس کا حق ہے تجوید اسکی روح
ادا ہو حق ہر حرف کا، یہی اس کا بیاں

یہ عاجزانہ کاوش محض اللہ رب العزت کی رضااور اسکے کلام کی خدمت کیلئے وقف ہے دعاہیکہ مولی کریم اس سعی کو شرف قبولیت بخشے، اس کتاب کو امت مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور ہماری لغزشوں کو در گزر فرمائے۔آمین یارب العالمین

یہ کاوشِ ناچیز درگاہِ حق میں قبول ہو
ہر طالبِ قرآن کے لیے یہ ایک اصول ہو
لغزشیں ہوں معاف ملے اجر عظیم
شب و روز تلاوت میرا معمول ہو

فقط والسلام،

بندہ ناچیز

حافظ و قاری سید لطف اللہ حسینی

ایم اے عربک جامعہ عثمانیہ

سابق عربک ریسرچ اسکالر گورنمنٹ آف انڈیا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

علم تجوید کا بیان

علم تجوید کی تعریف: تجوید کے لغوی معنی عمدہ بنانے، سنوارنے، اور کسی چیز کو زینت بخشنے کے ہیں۔ قراء کی اصطلاح میں الفاظ قرآن کو انکے مخارج، صفات لازمہ وصفات عارضہ (یعنی غنوں، مدود کے کرنے یا نہ کرنے، کسی حرف کو موٹا یا باریک پڑھنے) اور دیگر قواعد کیساتھ انکا حق اداء کرتے ہوئے تلاوت کرنے کا نام علم تجوید ہے۔

علم تجوید سیکھنے کی غرض وغایت: تجوید سیکھنے کی غرض یہ ہیکہ قاری قرآن، تلاوت کی غلطیوں سے محفوظ رہ سکے۔ نبی مکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ سے تواتر اور تسلسل کیساتھ جس طرح قرآن پڑھنا ثابت ہے، اس طرح ہی قرآن کریم پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہیکہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن کریم پڑھیں سمجھیں عمل کریں تاکہ دونوں جہاں میں اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہو۔

علم تجوید کا موضوع: علم تجوید کا موضوع قرآنی الفاظ و کلمات ہیں۔

علم تجوید سیکھنے کا حکم: قرآن کریم کو تجوید کیساتھ تلاوت کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض و لازم ہے۔ (یعنی قرآن کریم کے تمام الفاظ کو انکے مخارج و صفات کیساتھ اداء کرنا' غنہ ومدود کا خیال کرنا' وقف ووصل سے آگاہ ہونا وغیرہ لازم ہے)

البتہ علم تجوید کا تفصیلی علم سیکھنا فرض کفایہ ہے۔(یعنی کسی حرف کا مخرج جاننا کہ یہ کہاں سے اداء ہوتا ہے، اسکے کیا کیا صفات ہیں کس جگہ پر غنہ ہوتا ہے یا غنہ کیوں نہیں ہوتا، کہاں وقف کرنے سے مفہوم پورا ہوتا ہے یا وقف نہ کرنے سے معنی و مفہوم کے بدل جانے کا احتمال رہتا ہے وغیرہ۔ ان چیزوں کا جاننا فرض کفایہ کہلاتا ہے) قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا" (اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو) ترتیل کے معنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور حروف کو اچھی طرح ظاہر کرنے کے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کس طرح تلاوت فرمایا کرتے تو آپ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کی تلاوت مد کیساتھ ہوتی پھر آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تلاوت کی بِسْمِ اللّٰهِ اور الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ کو کھینچ کھینچ کر پڑھا۔ یہی طریقہ تلاوت ہم تک بہت ہی مضبوط روایات کیساتھ پہنچتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے جس طرح قرآن کو لیا اسی طرح صحابہ کرام سکھلایا اور اسی طریقہ پر قرآن کو سیکھنے کی ترغیب بھی دی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح سے پڑھے جس طرح سے نازل ہوا ہے تو اسے چاہئے کہ ابن ام عبد (یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کے طریقہ سے قرآن کو پڑھے۔اسے امام احمد رحمہ اللہ، بزار، اور طبرانی نے روایت کیا

ہے۔ صحابہ کرام میں سے بعض صحابہ کو قرائت قرآن میں اتنی مہارت حاصل ہوئی کہ وہ بہت مشہور ہوگئے جن میں حضرت ابی ابن کعب، عبد اللہ ابن مسعود، علی ابن ابی طالب ، ابو موسی الاشعری، عثمان بن عفان، ابو الدرداء ،زید بن ثابت رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وغیرہ ہیں یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ قرآن سیکھنے کیلئے ان صحابہ کرام سے رجوع فرماتے۔ مختلف روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی تلاوت مخصوص طریقہ اور کیفیت کیساتھ ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے یہی مخصوص طریقہ تلاوت اور کیفیت کا نام بعد میں علم تجوید رکھا گیا۔

علم تجوید سیکھنے کی فضیلت: علم تجوید تمام علوم میں افضل واشرف علم ہے۔ چونکہ اسکا تعلق تمام کتابوں میں اعلی، افضل، اشرف ومقدس کتاب سے ہے۔

علم تجوید کا آغاز : علم تجوید بحیثیت ایک فن کے قرون اولی میں مشہور نہیں تھا البتہ تلقین قرآن اور تدریس قرآن میں یہ علم جملہ خصوصیات کے ساتھ شامل تھا. نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ اس طرح اس فن کا آغاز خود حضور ﷺ کے دور ہی سے ہو چکا تھا۔ البتہ تابعین کے دور میں ایک مستقل فن بن کر ابھرنے لگا۔ ائمہ قرائت واکابرین امت جنہیں قرائت قرآن حکیم پر مکمل عبور حاصل تھا اور جنکی روایت کا سلسلہ مکمل ثبوت کیساتھ نبی مکرم ﷺ تک جا پہنچتا ہے، اس علم کے قواعد اور احکام ترتیب دئے ہیں۔

آداب تلاوت

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالی کا کلام ہے اللہ تبارک وتعالی نے خود اسے "قران مجید"، "قران کریم" کا نام دیا ہے یعنی باعظمت قرآن، باعزت قرآن فرمایاہے اسلئے کلام اللہ کا مکمل ادب واحترام کرنا چاہیئے۔ علماء نے آداب تلاوت کو بڑے تفصیل سے لکھاہے کچھ آداب تلاوت یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) طہارت: بلاوضوء مصحف (قرآن کریم) کو چھونا درست نہیں (۲) جگہ پاک وصاف ہو، ممکن ہوتو قبلہ رو ہوکر تلاوت کرے، بدبودار جگہ تلاوت سے پرہیز کرے (۳) اگر میسر ہوتو مسواک کرے (۴) تلاوت سے پہلے خوشبو لگائے
(۵) خشوع وخضوع، دل جمعی اور اطمینان سے تلاوت کرے (٦) ممکنہ حد تک خوش الحانی سے تلاوت کرے کہ جملہ حروف کے حقوق اداء ہوں (۷) گانوں یاکوئی عجمی طرز، قوالی یا نظموں کا انداز نہ ہ (۸) دوران تلاوت کھیل، بات چیت، ہنسی مذاق سے مکمل پرہیز کرے (۹) قرآن کی تلاوت کا مقصد عبادت کیساتھ تدبر وتفکرہے اسلئے ہر آیت پر ٹھیر کر اسکے معنی میں خوب غور کرے (۱۰) دوران تلاوت جہاں اللہ کے عذاب کا، دوزخ اور اسکی گرمی، قیامت اور اسکی ہولناکیوں کا ذکر ہو، وہاں روتے ہوئے پناہ مانگے رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی صورت بنائے (۱۱) جہاں جنت کا ذکر ہو نیک لوگوں کیساتھ اچھے وعدے ہوں، وہاں خوشی کا اظہار کرے اور اسکی آرزو وامید کرے، اسکی نعمتوں اور خوشنودی کا ہمیشہ طلبگار رہے۔

مسئلہ: قرآن مجید کو بلاوضوء زبانی، یا دیکھ کر بغیر ہاتھ لگائے تلاوت کرنا درست ہے البتہ ورق گردانی کسی پاک چیز جیسے کپڑا کاغذ وغیرہ سے کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ : اگر غسل کی حاجت ہو تو قرآن مجید کو زبانی یا دیکھ کر پڑھنا یا چھونا سب حرام ہے البتہ سننا حرام نہیں۔

مسئلہ : اگر باآواز بلند تلاوت کی جارہی ہو تو تو اسکا سننا بھی واجب ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ "**وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسکو کان لگا کر غور سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہیکہ (اسکی برکت سے) تم پر رحم کیا جائے۔

فضیلت تلاوت قرآن

تلاوت قرآن کے بیشمار فضائل ہیں تبر کا چند کا ذکر کیا جاہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ، وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ فِیْمَا بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ، وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِکَةُ، وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنْ عِنْدَهٗ رواہ مسلم (2699)۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِهٖ رواہ مسلم (804).

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو سکھاتے ہیں درس دیا کرتے ہیں تو ان پر اللہ تعالی کی طرف سے سکینت (سکون قلبی) اترتی ہے رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالی اپنے پاس موجود فرشتوں میں بطور اعزاز انکا ذکر فرماتا ہے۔ ابو امامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کو پڑھا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والوں کے پاس شفیع، مددگار بنکر آئیگا۔ حضرت معاذ ابن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے قرآن کو پڑھا اور اسپر

عمل کیا اللہ تعالی قیامت کے دن اسکے والدین کو ایسا تاج پہنائیں گے کہ اسکی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھکر ہو گی تو پھر اس شخص کے بارے میں تم اللہ سے کیا امید کرتے ہو جس نے پڑھا اور عمل کیا ؟ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے ، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن پڑھو اسلئے کہ اللہ تعالی جس دل میں قرآن ہو اسکو عذاب نہیں دیتے اور یہ قرآن اللہ کا مادبہ (دستر خوان) ہے جو اسمیں داخل ہو گیا وہ امن میں آگیا اور جس نے قرآن سے محبت کی اسکو خوشخبری ہے۔

ائمہ تجوید کے مختصر حالات

امام عاصمؒ کوفی تابعی کے مختصر حالات زندگی

نام ونسب : عاصم بن ابی النجود عبداللہ الاسدی الکوفیؒ **کنیت :** ابو بکر

والدہ کا نام : بھدلہ (بعض کے نزدیک والد کا نام)،

تاریخ وفات : ۱۲۷ھ (بعضوں کے نزدیک ۱۲۸ھ)

مقام وفات : کوفہ

مشہور راویان : (۱) حفص بن سلیمان المغیرہؒ (۲) ابو بکر شعبہ بن عیاش الاسدی الکوفیؒ

تعلیم : آپ نے قرآن کی تعلیم ابو عبد الرحمٰن عبداللہ السلمیؒ، ابو مریم زر بن حبیش الاسدی الکوفیؒ وغیر ہم سے حاصل کی۔

ہمعصر علماء کا اعتراف : آپکا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔آپکا انداز تلاوت نہایت دل کش، و دل نشین تھا خوش الحانی میں آپ اپنا جواب نہ رکھتے تھے جس کا اقرار ابو اسحٰق سبیعیؒ نے ان الفاظ میں کیا ہے "میں نے عاصم بن ابی النجودؒ سے بہتر قرآن پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا" امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد سے عاصم بن ابی النجودؒ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ قابل اعتماد، نیک اور بہترین انسان ہیں پھر میں قرائت قرآن کے بارے میں پوچھا کہ آپ کس کی قرائت پسند

فرماتے ہیں تو فرمایا اہل مدینہ کی قرائت، دوبارہ میں نے پوچھا اگر وہ میسر نہ ہو؟ فرمایا قرائت عاصم۔

مسند قرأت پر آپکا انتخاب : امام ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ کی وفات کے بعد کوفہ کی مسند قرائت پر آپکا انتخاب عمل میں آیا۔اور بحیثیت امام القراء تقریبا پچاس برس تک آپ اس عہدہ پر فائز رہے۔ دنیا کے کونے کونے سے لوگ جَوق در جَوق آپ سے قرأت سیکھنے کیلئے آتے تھے۔

وفات : ابو بکر شعبہ بن عیاشؒ کہتے ہیں کہ میں آپکے مرض الموت میں عیادت کیلئے گیا تو دیکھا کہ آپ کا آخری وقت آ پہنچا ہے اور اسوقت آپ یہ آیت نہایت اہتمام سے اس طرح تلاوت فرما رہے ہیں گویا کہ نماز میں ہیں اور اسکو بار بار دہرا رہے ہیں "ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ" پھر (قیامت کے دن سب) لوگ اپنے مالک حقیقی (اللہ) کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اس آیت شریفہ کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۲۷ھ میں بمقام کوفہ داعی اجل کو لبیک کہا (غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ وَجَزَى اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَالْجَزَآءِ)۔ بعض مؤرخین نے آپکی تاریخ وفات ۱۲۸ھ بھی بتلایا ہے۔آپ سے ہزاروں لوگوں نے علم قرائت سیکھا اور روایت کی لیکن جو قبولیت آپکے دو راویوں (۱) امام حفص بن سلیمان المغیرۃؒ (۲) ابو بکر شعبہ بن عیاش بن سالم الاسدی الکوفیؒ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی۔

امام حفص بن سلیمان المغیرہؒ کے مختصر حالات زندگی

نام و نسب: حفص بن سلیمان بن المغیرہ بن ابی داؤد الاسدی البزاز الکوفیؒ

کنیت: ابو عمر　**تاریخ پیدائش:** ۹۰ھ ،　**مقام پیدائش:** کوفہ

تاریخ وفات: ۱۸۰ھ　**مقام وفات:** کوفہ

پیشہ: کپڑوں کی تجارت۔ کپڑا بیچنے والے کو بزاز کہتے ہیں اسی لئے آپکے نام کیسا تھ البزاز منسوب ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ امام ابو حنیفہؒ کے ہمدرس اور امام عاصمؒ کے فرزند ربیب ہیں۔ امام عاصمؒ کے گھر ہی آپکی تربیت ہوئی۔ زیادہ تر آپ انہی کی صحبت میں رہے اور انہی سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور اسے خوب نکھارا۔ حافظہ بہت عمدہ اور فن قرائت میں نہایت مہارت حاصل تھی۔

علم قرائت میں آپکا مقام: آپکے ہمعصر علماء آپکی علمی قابلیت کے معترف تھے۔ امام شاطبیؒ جو خود بھی مشہور قاری ہیں اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں " وَ حَفْصٌ وَبِالْاِتْقَانِ کَانَ مُفَضَّلًا" اور حفصؒ کو فن قرائت میں نہایت مہارت و دیگر پر ممتاز درجہ حاصل ہے ابو ہشام الرفاعیؒ کہتے ہیں کہ حفصؒ امام عاصمؒ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور حفصؒ کو ابو بکر بن شعبہؒ پر ضبط حروف میں فضیلت حاصل تھی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ حفصؒ قرائت میں معتبر قاری ہیں۔ ابن منادی نے یوں بیان کیاہے کہ " حفصؒ نے امام عاصمؒ کو قران کئی بار سنایاہے۔ متقدمین حفظ و قرائت میں حفصؒ کو ابو بکر بن شعبہؒ پر ترجیح دیتے اور انکی بیحد تعریف کرتے "آپ نے امام عاصمؒ کی وفات کے بعد بہت کوشش اور محنت سے فن قرائت کی اشاعت فرمائی اور تقریباً پچاس برس تک درس دیتے رہے۔ آپ ہی کی محنت و کوششوں کا نتیجہ ہیکہ آج تقریباتمام دنیامیں آپ ہی کی روایت سے قرآن پڑھااور لکھا جاتا ہے۔ قرأت سبعہ میں یہ قرائت سب سے آسان و اسہل ہے۔ حفصؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے استاد امام عاصمؒ سے شکایت کی کہ ابو بکر بن شعبہؒ قرائت میں میری مخالفت کرتے ہیں توامام عاصمؒ نے کہا میں نے تمکو وہ قرائت سکھلائی ہے جسکو میں نے ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ سے سیکھی تھی اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سیکھا تھااور ابو بکر بن شعبہؒ کو وہ قرائت سکھلائی ہے جو زر بن حبیش نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سیکھ کر مجھے سکھلائی تھی امام حفصؒ نے امام عاصمؒ سے پوری قرآن میں صرف ایک جگہ اختلاف کیاہے سورہ الروم کی آیت نمبر ۵۴ "اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ ۔الی آخرہ" اس آیت مبارکہ میں "ض" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔ اس آیت میں کلمہ ضعف تین مرتبہ آیاہے۔

وفات : تقریبانوے سال کی عمرپاکر بمقام کوفہ وفات پائی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَّاسِعَةً

امام شعبہ بن عیاش الاسدیؒ الکوفی کے مختصر حالات زندگی

نام ونسب : شعبہ بن عیاش بن سالم الاسدی الکوفیؒ

کنیت : ابو بکر

تاریخ پیدائش : ۹۵ھ **مقام پیدائش** : کوفہ

تاریخ وفات : ۱۹۳ھ جمادی الاول **مقام وفات** : کوفہ

تحصیل علم : آپ امام عاصمؒ کے بہت ہی خاص شاگرد تھے۔آپکاامتیاز یہ ہیکہ آپ نے از اول تاآخر صرف اور صرف امام عاصمؒ ہی سے علم حاصل کیا کسی اور کے پاس کبھی نہیں گئے۔امام عاصمؒ نے شعبہؒ کو قرائت بروایت زر بن حبیش سکھایا تھا۔

آپ کے نام کے متعلق کئی اقوال ہیں لیکن سب میں مشہور نام شعبہؒ ہی ہے آپ نے بچپن ہی سے قرآن کی تعلیم امام عاصم سے حاصل کی۔آپ روزانہ صرف پانچ آیت سبق لیاکرتے تھے۔ آپ خودفرماتے ہیں کہ میں نے امام عاصمؒ سے قرآن حرفاحرفااس طرح سیکھاہے جس طرح ایک چھوٹابچہ ایک استاذ سے سیکھتا ہے میں نے صرف امام عاصمؒ سے قرآن سیکھاہے کسی اور کے پاس نہیں پڑھاہے۔

امام شعبہؒ علماء کی نظر میں : روایت امام شعبہؒ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ شعبہؒ ثقہ قابل اعتماد صاحب قرآن اور نیک ہیں۔ابن مبارک فرماتے ہیں میں نے سنت کی پیروی میں ابو بکر بن عیاشؒ سے زیادہ پابند کسی کو

نہیں دیکھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ شعبہؒ قرائت امام عاصمؒ کے بہت ہی مضبوط راوی ہیں۔ امام حفصؒ نے پانچ سو سے زیادہ الفاظ میں امام شعبہؒ کی مخالفت کی ہے اور امام حفصؒ بھی قرائت قرآن میں ایک مستحکم درجہ رکھتے ہیں۔

زہد و قناعت و عبادت: یزید بن ہارون کہتے ہیں ابو بکر شعبہؒ بن عیاش بہت نیک اور فضیلت والے تھے انہوں نے چالیس سال تک اپنا بازو زمین پر نہیں رکھا۔ (یعنی قیام اللیل کی وجہ سے نہیں سویا) اور یحی بن معین کہتے ہیں کہ پچاس سال تک ابو بکر شعبہ بن عیاشؒ کیلئے بستر ہی نہیں بچھایا گیا آپ چالیس سال تک ہر رات ایک قرآن ختم فرماتے۔ ابو العباس بن مسروقؒ کہتے ہیں کہ جب ابو بکر شعبہ بن عیاشؒ کا آخری وقت آ پہنچا تو انکی بہن رونے لگیں ابو بکر نے اپنی بہن کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تو روتی کیوں ہو؟ دیکھو اس کونے کی طرف اسمیں تمہارے بھائی نے اٹھارہ ہزار بار قرآن ختم کیا ہے۔

وفات: ۱۹۳ھ جمادی الاول کے مہینے میں رحلت پائی (نَوَّرَاللّٰہُ قَبْرَہٗ بِنُوْرِ الْقُرْاٰنِ)

امام ابو محمد القاسم شاطبیؒ کے مختصر حالات زندگی

نام ونسب: ابو محمد القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد الرعینی الاندلسی الشاطبیّ الضریرؒ

مقام پیدائش: شاطبیہ (اندلس) تاریخ پیدائش: ۵۳۸ھ

مقام رہائش: مصر **تاریخ وفات:** ۲۸ جمادی الثانی ۵۹۰ھ

مقام وفات : قاہرہ مصر

آپ بے انتہا ذہین تھے قرائت و رسم قرآن میں آپکو مکمل عبور حاصل تھا جبکہ علم حدیث، علم فقہ، علم نحو میں بھی آپ کو دسترس حاصل تھی۔ زہد و تقوی کے پیکر تھے۔ پیدا تو اندلس کے مقام شاطبیہ میں ہوئے تھے لیکن مصر میں آکر سکونت اختیار کی اور اسے اپنا وطن بنالیا پھر جہاں میں ہر سو آپکی لیاقت کا ڈنکا بجنے لگا۔ ابار کہتے ہیں کہ آپ نے مصر کو آکر اسے شان و عظمت بخشی۔

درس وتدریس میں آپکو مکمل عبور حاصل تھا، آپکے قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ موطا، بخاری و مسلم جیسی کتابوں کی تصحیح اپنے حافظہ سے فرماتے پھر لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ آپ علم کے سمندر ہیں۔ علم کے بڑے حصہ کے آپ حافظ تھے فضول باتوں سے مکمل اجتناب کرتے صرف ضرورت کے مطابق بات کرتے جب پڑھانے کیلئے رونق افروز ہوتے تو پاکی صفائی کا بے حد خیال رکھتے۔

اساتذہ : آپ نے جن علماء سے اکتساب علم کیا ان میں ابو عبد اللہ بن ابی العاصؒ، النفری اور ابو الحسن بن ھذیلؒ، وابو الحسن بن النعمۃؒ وغیرہ ہیں۔

تلامذہ: آپکے تلامذہ میں ابو موسی عیسی بن یوسف المقدسیؒ، عبد الرحمٰن بن سعید الشافعیؒ، ابو عبداللہ محمد بن عمر القرطبیؒ، ابو الحسن علی بن السخاویؒ، کمال علی بن شجاع وغیرہ ہیں آپکے تصانیف میں قصیدہ "حِرْزُ الْاَمَانِیْ وَ وَجْهُ التَّهَانِیْ" علم قرائت سبعہ میں ہے جو دراصل کتاب اَلتَّیْسِیْرُ کا خلاصہ ہے جس کے اشعار تقریبا۱۱۷۳ ہیں یہ ایک دستاویز کادرجہ رکھتی ہے۔اور یہ بہت ہی عظیم شاہ کار اور عوام وخواص میں یکساں بیحد مقبول ہے۔آج کوئی بھی قاری وشائق قرآن اس قصیدہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔قرائت عاصم وقرائت سبعہ آج بطریق شاطبیہؒ ہی زیادہ رائج ہے۔ اس قصیدہ کو ہزاروں لوگوں نے پڑھا، یاد کیااور کررہے ہیں۔بڑے بڑے قراء شعراء فصحاء آپکے علم کے معترف اورآپکواپناامام مانتے ہیں۔آپ اپنی تصنیف "حِرْزُ الْاَمَانِیْ وَ وَجْهُ التَّهَانِیْ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرے اس قصیدے کوپڑھے گا اللہ تعالی اسے ضرور فائدہ دیں گے کیوں کہ میں نے اسے صرف اللہ کیلئے لکھا ہے۔ قرائت سبعہ کا یہ امام، وروشن ستارہ، عالم جلیل، باون سال کی عمر پاکر ۲۸ جمادی الثانی ۵۹۰ھ کو بمقام قاہرہ مصر وفات پائی۔جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَآءِ وَاَنْ يَّدْخُلَهٗ فَسِيْحَ جَنَّاتِهٖ۔

امام محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری الدمشقیؒ

نام ونسب: محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری الدمشقیؒ

کنیت: ابو الخیر

مقام پیدائش: دمشق ، **تاریخ پیدائش:** ۲۵/رمضان المبارک ۷۵۱ھ

مقام رہائش: شام وشیراز، **تاریخ وفات:** ۵/ربیع الاول ۸۳۳ھ ،

مقام وفات: شیراز

الجزری یہ نسبت ہے جزیرہ ابن عمر کی طرف جو دیار بکر میں موصل کے قریب بغداد میں واقع ہے۔

حصول علم: آپکی ابتدائی پرورش شہر دمشق میں ہوئی یہیں پر آپ نے قرآن کا حفظ مکمل کیا۔ تکمیل حفظ قرآن کے بعد علماء وقت کے سامنے دیگر علوم قرآن کے حصول کیلئے زانوے ادب طے کیا۔آپکے اساتذہ میں ابو محمد عبدالوھاب بن السلارؒ اور شیخ احمد بن ابراہیم الطحانؒ اور شیخ ابو المعالی محمد بن احمد اللبان قاضیؒ ابو یوسف احمد بن الحسین الحنفیؒ ہیں۔ علماء مصر میں شیخ ابو بکر عبداللہ بن الجندیؒ ' ابو عبداللہ محمد بن الصائغ ' ابو محمد عبدالرحمٰن بن البغدادیؒ وغیرہ ہیں۔ پھر جب آپ ادائی فریضہ حج وزیارت حرمین کیلئے تشریف لے گئے تو وہاں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کے امام وخطیب محمد بن صالحؒ سے بھی اکتساب علم فرمایا۔ غرض اسوقت کے تمام مشاہیر علماء شام ومصر وحجاز سے انفرادی واجتماعی طور پر مختلف

کتابوں جیسے : شاطبیہ ، اَلتَّیْسِیْرُ، اَلْکَافِیْ، اَلْمُسْتَنِیْرُ، اَلتَّجْرِیْدُ وغیرہ کا درس لیا اور اس میں مہارت حاصل کی۔ حصول علم کیلئے بہت سارے اسلامی ممالک کا سفر کیا جس میں مصر، عراق ، حجاز، فارس وغیرہ کا سفر شامل ہے۔ یہاں تک کہ علوم قرآن میں آپ امام وقت ہوگئے۔علوم قرآن میں حصول مہارت کے بعد علوم حدیث کی طرف توجہ فرمائی اور حفاظ حدیث میں شمار ہونے لگا۔ پھر دیگر علوم ، فقہ، اصول فقہ، توحید، منطق، بلاغت، نحو وغیرہ کی طرف توجہ فرما کر اس میں بھی خوب مہارت حاصل کی۔ مسلک شافعی کو اختیار کیا۔

عملی زندگی : حصول علم سے فراغت کے بعد تدریس کی جانب توجہ کی دمشق کی جامع مسجد اموی میں کئی سال تک درس دیا۔آپ سے ہزاروں لوگ مستفید ہوئے کسی نے صرف ایک ہی کتاب پڑہی تو کسی نے کئی کتابیں پڑ ہیں کسی نے قرائت سبعہ سیکھا تو کسی نے قرائت عشرہ۔ جن لوگوں نے آپ سے قرائت عشرہ سیکھی ان میں آپ کے صاحب زادے ابو بکر احمد المکیؒ، شیخ محمود بن الحسین الشیرازیؒ، شیخ نجیب الدین عبداللہ بن الحسن البیہقیؒ، شیخ محمد بن احمد الہائمؒ وغیرہ ہیں جنکی صحیح تعداد کا بیان کرنا مشکل ہے۔

مختلف ممالک کے سفر : اشاعت علم کے سلسلہ میں سمرقند، خراسان، اصفہان، شیراز، بصرہ، نجد میں عنیزہ وغیرہ بیشمار ملکوں کا سفر کیا اور تشنگان علم کو جی بھر کر سیراب کیا۔ پھر آپ نے مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا اور وہاں کافی مدت تک قیام پذیر رہے اور اس قیام کے دوران "اَلنَّشْرُ فِی الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرِ "تالیف کی جو آج علوم

قرائت و تجوید میں ایک دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ اسمیں آپ نے تمام کتب سابقہ کا اہم مواد جمع کر دیا ہے تمام قراءات کا بھی احاطہ کر دیا ہے۔ مشہور اور شاذ روایتوں کا بھی ذکر کرتے ہوئے صحیح طریقہ روایت کو واضح کر دیا ہے۔ غرض یہ کتاب ایک مکمل تحقیقی کتاب ہے۔ علماء عصر کا ماننا ہیکہ اس موضوع پر آئندہ اس طرح کی کتاب لکھنا مشکل ہے۔ علم تجوید میں آپ نے ایک منظوم مقدمہ لکھا جسے مُقَدِّمَةُ الْجَزَرِيَّةُ کہا جاتا ہے۔ علم تجوید میں اتنا مقبول ہوا کہ تقریبا ہر زبان میں اسکے ترجمے اور شروحات لکھی گئیں۔اسکا شمار متون میں ہوتا ہے خواص و عوام سبھی اسے یاد کرتے ہیں۔اسکے علاوہ آپکی بیشمار تالیفات و تصانیف ہیں۔جو کافی شہرت و مقبولیت رکھتی ہیں۔آپ صرف علوم قرائت کے ہی جید عالم نہیں تھے بلکہ فن تفسیر، حدیث، فقہ، توحید، تصوف ، صرف، نحو، بلاغت وغیرہ سب میں جید عالم تھے۔ حدیث کی سماعت شیخ صلاح الدین بن ابراہیم المقدسی الحنبلیؒ اور امام المفسرین محدث جلیل ابو الفداءؒ، حافظ اسماعیل بن کثیرؒ، امام ابن عساکرؒ، وزین الدین بن عبد الرحیم الاسنویؒ وغیرہ سے حاصل کی۔آپکی عمر صرف چوبیس سال کی تھی کہ آپ کو تدریس وافتاء کی اجازت ملی سب میں پہلے ابن کثیر نے آپکو تدریس وافتاء کی اجازت دی۔ ۷۷۸ھ میں شیخ ضیاء الدینؒ اور ۷۸۵ھ میں شیخ الاسلام البلقینیؒ نے افتاء وتدریس کی اجازت دی۔بیت المقدس کی مشیخت کی ذمہ داری بھی ایک مدت تک سنبھالی۔شام اور شیراز کے ایک عرصہ قاضی بھی

رہے۔ شیراز میں علوم قرائت کی اشاعت کے سلسلہ میں ایک مدرسہ دار القرآن کے نام سے قائم کیا۔

وفات : جمعہ کے دن بوقت صبح ۵/ربیع الاول ۸۳۳ھ بمقام شیراز اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ جلوس جنازہ میں علماء، فضلاء، خواص وعوام امراء وغرباء ہزاروں لوگ شریک تھے جو کندھا دینے اور بوسہ دینے ٹوٹ پڑتے تھے۔ آپ ہی کے قائم کردہ مدرسہ دارالقرآن ہی میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کی ساری زندگی سیکھنے اور سکھانے اور نیک کاموں میں گذری اللہ تعالی آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے درجات کو بلند فرمائے اللہ تعالی ہم سب کو اہل قرآن کے زمرہ میں شامل فرمائے اور ان ہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ آمین

قرائت سبعہ وقرائت عشر

قرآن کریم کو دس طریقوں سے پڑھنا تواتر وتسلسل کے ساتھ ثابت ہے۔اسمیں سے سات طریقے تو بہت ہی مشہور ہیں جنہیں قرائت سبعہ کہا جاتا ہے ۔(اگران سات طریقوں میں مزید تین طریقوں کا اضافہ کیا جائے تو قرائت عشرہ بن جاتی ہے) ان روایات کی تائید میں بخاری شریف ومسلم میں اس طرح مذکور ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقْرَاَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ، وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ (بخاری: 4991)۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جبریل نے مجھے ایک طریقہ پر قرآن پڑھایا تو میں نے جبریل سے اور زیادہ طریقوں کا مطالبہ کیا، میں مطالبہ کرتا رہا جبریل طریقوں میں اضافہ کرتے گئے یہاں تک کہ سات طریقوں تک پہنچ کر ٹھیر گئے۔ ایک اور روایت میں ہیکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوْا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (بخاری: 4992)۔یقینا قرآن سات حروف یعنی سات طریقوں میں نازل کیا گیاہے، تمھیں جو طریقہ بھی آسان لگے اس میں تلاوت کرو۔

اس فن "قرائت سبعہ "و"قرائت عشر"میں مختلف اوقات میں مختلف کتابیں لکھی گئیں اس فن کی ابتدائی کتابوں میں ابو عمر عثمان بن سعید الدانیؒ (متوفی: ۴۴۴ھ

بمقام اندلس) کی کتاب اَلتَّیْسِیْر حافظ ابو بکر بن مجاہد البغدادیؒ (متوفی: ۳۲۴ھ) کی کتاب اَلسَّبْعَۃُ ابن خالویہ کی کتاب اَلْحُجَّۃُ فِی الْقِرَاءَاتِ السَّبْعَۃ شامل کی جاتی ہیں۔ جبکہ امام اہوازیؒ (متوفی: ۴۴۴ھ) کی کتاب اَلْوَجِیْزُ فِی الْقِرَاءَاتِ الثَّمَان بھی اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہے۔ جس میں انہوں نے قرائت سبعہ میں امام یعقوب حضرمیؒ کی روایت کا اضافہ کیا پھر اسکے بعد فن قرائت سبعہ وقرائت عشر میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں جس میں قرائت سبعہ میں بہت ہی مشہور وعظیم معرکۃ الاراء کتاب حِرْزُ الْاَمَانِی ہے جس کو امام شاطبیؒ نے قصیدہ کی شکل میں لکھا ہے جو کہ نہایت بہت ہی عمدہ انداز میں سہل زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد امام فن تجوید وقرائت عشر علامہ محمد بن محمد الجزریؒ نے عظیم الشان، نایاب بے مثال کتاب "اَلنَّشْرُ فِی الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرُ" لکھی جو اسلوب وبیان میں اور روایات وغیرہ میں ایک دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ امام شاطبی کی کتاب حِرْزُ الْاَمَانِی کے بعد اسی کتاب نے شہرت پائی آج اگر فن قرائت سبعہ میں امام شاطبیؒ کی کتاب کو اولیت حاصل ہے تو فن قرائت عشر میں محمد بن جزریؒ کی کتاب "اَلنَّشْرُ" کو اولیت حاصل ہے۔ (جنکی وفات ۸۳۳ھ میں بمقام شیراز ہوئی) اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں قرائت سبعہ بھی شامل ہیں اور ان ہی کا فن تجوید میں ایک مقدمہ بنام مَتَنُ الْجَزَرِیَّۃ بہت ہی مشہور ومعروف ہے۔ امام شاطبیؒ کے ذکر کردہ طریقوں میں مزید اضافہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اسی لئے

طریق شاطبیہ سے جو قرائت سبعہ کی تلاوت کی جاتی ہے اسے قرائت سبعہ صغری اور طریق شاطبیہ وطریق طیبہ دونوں روایات کے مطابق جو تلاوت کی جاتی ہے اسے قرائت سبعہ کبری کہا جاتا ہے۔

اصطلاح قراءت، روایت اور طریق میں فرق:۔

ائمہ قرائت کی اصطلاح میں ایسا طریقہ جسکی نسبت کسی امام کی طرف ہو وہ قرائت ہے اور ایسا طریقہ جسکی نسبت راوی کی طرف ہو وہ روایت ہے، کسی راوی سے جو نقل کرے وہ طریقہ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے قرائت عاصم، روایت حفص وغیرہ برخلاف اسکے روایت عاصم قرائت حفص نہیں کہیں گے۔

نسبتِ قرائت عشرہ کی حقیقت:

قران کریم کی مختلف طریقوں سے تلاوت کو ان ائمہ سے منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ علماء قرآن کریم کی تلاوت میں خوب مہارت رکھتے تھے اور انہوں نے اس علم کے سیکھنے اور سکھانے کیلئے خود کو وقف کرر کھا تھا زہد و تقوی کے پیکر تھے۔ اخلاص اور خشیت الہی انکے رگ رگ میں بسا ہوا تھا تمام عمدہ خصلتیں ان میں جمع تھیں۔ دوسرے یہ کہ یہ ایسے شہروں میں سکونت پذیر تھے جو کہ علم وعرفان کے سر چشمہ تھے جہاں کی آب وہوا میں علم نبوت پھوٹتا تھا اور یہ شہر اسلام کے مراکز تھے یہ تمام کے تمام قراء دوسری صدی ہجری کے ہیں۔ ان میں سے اکثر تابعی

ہیں جنھوں نے صحابہ کرام سے اس نورانی علم ' علم قرآن سیکھا اور اپنے سینوں کو اس نورانی علم سے منور کیا۔ ان قراء سبعہ میں سب سے پہلے وفات پانے والے امام ابن عامر شامیؒ ہیں جنھوں نے ۱۱۸ھ میں وفات پائی۔ اور سب سے آخر میں وفات پانے والے امام کسائیؒ ہیں جنھوں نے ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

امام زرکشیؒ اپنی کتاب اَلْبُرْهَانُ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ میں فرماتے ہیں کہ ان سات طریقوں کو ان ائمہ نے اختیار کیا ان میں سے ہر ایک نے اسی قرائت کو اختیار کیا اور روایت کیا جسکو انہوں نے سیکھا اور اسے عمدہ سمجھا اور اسی طریقہ کو اہمیت دی اور اسی نام سے مشہور ہوگئے پھر انہی کی جانب نسبت کی جانے لگی۔ کہا جانے لگا یہ نافع کے الفاظ ہیں یہ ابن کثیر کے الفاظ ہیں وغیرہ۔ قراء سبعہ و عشرہ آپس میں ایک دوسرے کی قرائت سے انکار بھی نہیں کرتے اور نہ ایک دوسرے کی قرائت کو برا سمجھتے بلکہ دوسروں کی قرائت کو جائز قرار دیکر اسکی تعریف کرتے اور اسے اچھا جانتے۔ اسکے بعد امام زرکشیؒ یوں فرماتے ہیں کہ ان شہروں کے تمام مسلمان ان ائمہ پر اعتماد کی وجہ سے انکی روایات پر متفق ہوگئے۔ اللہ تعالی نے ان سات قرائتوں میں قرآن کو نازل فرماکر اس امت پر عظیم احسان کیا ہے۔ ان قرائتوں میں قرآن کا نزول اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی آسانی ہے جو کہ امت پر بڑی رحمت ہے۔ اگر ہر کسی کو اس بات پر مجبور کیا جاتا کہ وہ اپنے لب ولہجہ کے خلاف پڑھے تو تلاوت مشکل ہو جاتی۔

قرائت عشرہ کے قراء اور راویان کے نام حسب ذیل ہیں۔

نمبر	نام	شہر	سن پیدائش	سن وفات	راویان
۱	امام نافع مدنی	مدینہ	۷۰ھ	۱۶۹ھ	۱۔ قالون (عیسی بن مینا) ۲۔ ورش (عثمان بن سعید)
۲	امام ابن کثیر مکی	مکہ	۴۵ھ	۱۲۰ھ	۱۔ بزی (احمد بن محمد) ۲۔ قنبل (محمد بن عبدالرحمٰن)
۳	امام ابو عمرو بصری	بصرہ	۷۰ھ	۱۵۴ھ	۱۔ دوری ۲۔ سوسی
۴	امام ابن عامر شامی	شام	۸ھ	۱۱۸ھ	۱۔ ہشام ۲۔ ابن ذکوان
۵	امام عاصم کوفی	کوفہ	۔	۱۲۷ھ	۱۔ حفصؒ ۲۔ شعبہؒ
۶	امام حمزہ کوفی	کوفہ	۸۰ھ	۱۵۴ھ	۱۔ خلف ۲۔ خلاد
۷	امام الکسائی کوفی	کوفہ	۱۱۹ھ	۱۸۹ھ	۱۔ اللیث (دوری) ۲۔ ابوالحارث حفصؒ الدوری
۸	امام ابو جعفر مدنی	مدینہ	۔	۱۳۰ھ	۱۔ عیسی بن وردان ۲۔ سلیمان بن جماز
۹	امام یعقوب بصری	بصرہ	۱۳۱ھ	۲۰۵ھ	۱۔ رویس ۲۔ روح
۱۰	امام خلف البزاز بغدادی (العاشر)	کوفہ	۱۰۵ھ	۲۲۹ھ	۱۔ اسحٰق ۲۔ ادریس

انکے مختصر احوال یہاں درج کیئے جاتے ہیں۔

۱۔امام نافع مدنیؒ:۔ آپکی کنیت ابو رویم مکمل نام نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم اللیثیؒ ہے۔ آپکا تعلق اصفہان سے ہے۔ ۷۰ھ میں پیدا ہوئے آپ کا رنگ گندم نما تھا آپ نے خواب میں دیکھا کہ ارواحنا فداہ نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہیں اور آپ

کے منہ میں پڑھ رہے ہیں پھر اسکے بعد سے آپ جب بھی بات کرتے توآپ کے منہ سے مشک کی خوشبو آتی۔ تقریبا ستر سال تک مدینہ منورہ میں درس قرآن دیتے رہے اور اس درس وتدریس میں آپ کو عرج حاصل تھا۔۱۶۹ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔آپکے دوراوی قالون اور ورش ہیں۔

* **قالون:** آپکی کنیت ابو موسی نام عیسی بن مینامدنیؒ ہے۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ روایت ہیکہ امام نافعؒ نے آپکی عمدہ قرائت ہونے کی وجہ سے قالون کا لقب دیا کیونکہ قالون کے معنی رومی زبان میں عمدگی اور بہتر کے ہیں مدینہ منورہ کے نامور قراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔۲۲۰ھ میں وفات پائی۔

* **ورش:** آپکی کنیت ابو سعید اور نام عثمان بن سعید المصریؒ ہے۔ ۱۱۰ھ میں بمقام مصر ولادت ہوئی۔آپ مدینہ منورہ پہنچے جہاں امام نافعؒ کے پاس قرآن پڑھا تقریبا دو مہینوں میں چار بار قرآن ختم کیا پھر مصر لوٹ آئے جہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔آپکی آواز بہت عمدہ تھی ۔کہاجاتا ہیکہ آپ بہت گورے تھے جسکی بناء پر آپکو ورش کا لقب دیا گیا۔۱۹۷ھ میں بمقام مصر وفات پائی۔

۲۔امام ابن کثیر مکیؒ: ۔آپ کی کنیت ابو سعید نام عبدا اللہ ابن کثیر المکیؒ ہے ۔ ۴۵ھ میں بمقام مکہ المکرمہ آپکی ولادت ہوئی ۔آپ نے عبداللہ بن زبیرؓ، ابو ایوب الانصاریؓ، انس بن مالکؓ، کو دیکھا ہے جسکی وجہ سے آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ قرائت قرآن میں آپکو مکہ میں امام القراء کا درجہ حاصل تھا۔آخر دم تک

درس وتدریس کو جاری رکھا ۱۲۰ھ میں بمقام مکہ المکرمہ وفات پائی۔آپکے مشہور دوراوی بزی اور قنبل ہیں۔

***بزی:** آپکی کنیت ابوالحسن نام احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی بزہ المکیؒ ہے۔ ۱۷۰ھ میں بمقام مکہ المکرمہ پیدا ہوئے۔ مسجد حرام کے مؤذن اور قرائت میں امام تھے۔ ۲۵۰ھ میں بمقام مکہ المکرمہ وفات پائی۔

***قنبل:** آپکی کنیت ابو عمرو اور نام محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن خالد بن سعید المکی المخزومیؒ ہے۔ ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے آپکا لقب قنبل ہونے کی یہ وجہ بتلائی جاتی ہیکہ آپکا جس گھرانے سے تعلق تھا وہ قنابلہ کہلاتا تھا۔ سخت طبیعت کے مالک تھے۔ قرائت میں حجاز کے امام کہلاتے تھے۔ ۲۹۱ھ میں وفات پائی۔

۳۔ابو عمرو البصریؒ:۔ آپکی کنیت ابو عمرو، نام زبان بن العلاء بن عمار المازنی البصری ہے۔ ۶۸ھ یا ۷۰ھ میں پیداء ہوے۔ بصرہ میں نشو نما ہوئی۔ بعضوں نے آپکا نام یحی اور بعضوں نے کہا ہیکہ آپکی کنیت ہی آپکا نام ہے۔ ۱۵۴ھ یا ۱۵۵ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔آپکے راویان میں دوری اور سوسی ہیں۔

***دوری:** آپکی کنیت ابو عمرو نام حفص بن عمر بن عبد العزیز الدوری النحویؒ ہے۔ دور بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے جسکی طرف آپکی نسبت کیجا کر آپکو دوری کہا جاتا ہے۔ ۲۴۶ھ میں بمقام بغداد آپکی وفات ہوئی۔

*سوسی: آپکی کنیت ابو شعیب نام صالح بن زیاد بن عبداللہ السوسیؒ ہے۔ ۲۶۱ھ میں آپکی وفات ہوئی۔

۴۔ابن عامر الشامیؒ:۔آپکی کنیت ابو عمران نام عبد اللہ بن عامر الشامی الیحصبیؒ ہے۔نبی رحمت ﷺ کے وصال سے دو سال قبل رحاب نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ملک شام فتح ہونے کے بعد آپ وہاں منتقل ہوگئے۔ولید بن عبد الملک کے زمانے میں آپ جامع اموی کے برسوں امام اور دمشق کے قاضی رہ چکے ہیں آپکا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے محرم کی دس تاریخ کو ۱۱۸ھ میں بمقام دمشق وفات پائی۔آپکے راویان میں ہشام وابن ذکوان ہیں۔

*ہشام: کنیت ابو الولید نام ہشام بن عمار بن نصیر القاضی الدمشقیؒ ہے۔ ۱۵۳ھ میں پیداء ہوئے آپ دمشق کے خطیب مفتی اور قاری ومحدث تھے۔ ۲۴۵ھ میں بمقام دمشق وفات پائی۔

*ابن ذکوان: کنیت ابو عمرو نام عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان القرشی الدمشقیؒ ہے پیدائش ۱۷۳ھ میں ہوئی آپ جامع اموی کے امام اور شام کے شیخ القراء رہ چکے ہیں۔ حافظ ابو زرعہ الدمشقیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن ذکوان کے زمانے میں ان سے بڑھکر بلاد عرب عراق حجاز شام مصر اور یہاں تک کہ خراسان میں کوئی قرآن کا عالم نہیں پایا۔وفات ۲۴۲ھ میں بمقام دمشق ہوئی۔

۵۔عاصم الکوفیؒ :۔کنیت ابو بکر نام عاصم بن ابی لنجود عبداللہؒ ہے آپکو ابن بہدلہ کہاجاتا ہے۔آپ کا شمار تابعین میں ہے۔ ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ میں بمقام کوفہ انتقال ہوا۔آپکے راویوں میں حفصؒ و شعبہؒ ہیں۔ تفصیلی حالات اسی کتاب میں مذکور ہیں ملاحظہ ہو صفحہ نمبر...۱۷۔

***حفصؒ** : کنیت ابو عمرو نام حفصؒ بن سلیمان المغیرہ البزاز الکوفیؒ ہے۔امام عاصمؒ کے شاگردوں میں سب میں زیادہ جاننے والے تھے اور قوت حفظ میں آپکا مرتبہ بہت اونچاتھا۔ ۱۸۰ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔ تفصیلی حالات صفحہ ...۱۹...پر ملاحظہ ہوں۔

***شعبہؒ**: آپکی کنیت ابو بکر نام شعبہ بن عیاش بن سالم الکوفیؒ ہے۔۹۵ھ میں پیداء ہوئے ۱۹۳ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔ تفصیلی حالات صفحہ ...۲۱...پر ملاحظہ ہوں۔

۶۔حمزہ الکوفیؒ :۔کنیت ابو عمارہ نام حمزہ بن حبیب بن عمارہ الزیات التیمیؒ ہے۔ ۸۰ھ میں پیداء ہوئے۔امام عاصمؒ کے بعد کوفہ کے آپ امام رہے۔امام اعظم ابو حنیفہؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علوم قرآن اور فرائض ان دونوں میں انہیں غلبہ حاصل ہے میں اسمیں انکی مخالفت نہ کرونگا۔ابو جعفر المنصور کے زمانہ خلافت میں ۱۵۶ھ بمقام حلوان وفات پائی۔آپکے راویوں میں خلف وخلاد ہیں۔

*خلف: کنیت ابو محمد نام خلف بن ہشام بن ثعلب البزارؒ ہے۔ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے دس سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوگئے۔ ۲۹۲ھ میں بمقام بغداد وفات پائی۔

*خلاد: کنیت ابو عیسی نام خلاد بن خالد الشیبانی الکوفیؒ ہے۔ آپکو ابن خلید الصیرفی کہا جاتا ہے۔ ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔

۷۔**الکسائی الکوفیؒ**:۔ کنیت ابوالحسن نام علی بن حمزہ النحوی الکوفیؒ ہے۔ علم نحو اور علوم قرآن میں آپکو ملکہ حاصل تھا۔ اپنے وقت کے علوم قرائت میں امام تھے۔ آپکو کسائی اسلئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے کساء میں احرام باندھا تھا (کساء کپڑے کی ایک قسم) ہارون رشید کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے ری کے ایک گاؤں رنبویہ میں ۱۸۹ھ انتقال ہوا۔ آپکے راویوں میں ابوالحارث اور دوری ہیں۔

*ابوالحارث: آپکی کنیت ابوالحارث نام اللیث بن خالد البغدادیؒ ہے۔ ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

*دوری: آپکی کنیت ابو عمرو نام حفصؒ بن عمر بن عبد العزیز الدوری النحویؒ ہے۔ دور بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے جسکی طرف آپکی نسبت کیجا کر آپکو دوری کہا جاتا ہے۔ ۲۴۶ھ میں بمقام بغداد آپکی وفات ہوئی۔ یہ ابو عمرو کے بھی راوی ہیں۔

۸۔**ابو جعفر المدنیؒ**:۔ آپکا نام یزید بن القعقاع ہے المدنیؒ ہے۔ کئی صحابہ کرام سے آپ نے قرآن سیکھا ہے۔ یحی بن معینؒ کہتے ہیں کہ آپ قرائت میں اہل

مدینہ کہ امام تھے۔ کہاجاتا ہے کہ جب آپ کی وفات کے بعد آپ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ دل اور گلہ کے درمیان میں ایک قرآن کے صفحہ رکھا ہوا ہے تب تمام حاضرین کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ نور قرآن ہے۔ ۱۲۸ھ یا ۱۳۰ھ میں بمقام مدینہ منورہ وفات ہوئی۔ آپکے راویوں میں ابن وردانؒ اور ابن جمازؒ ہیں۔

*ابن وردانؒ: آپکی کنیت ابوالحارث نام عیسی بن وردان المدنیؒ ہے۔ فن قرائت میں آپکو سرداری حاصل تھی تقریبا ۱۶۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

*ابن جماز: کنیت ابوالربیع نام سلیمان ابن مسلم بن جماز الزہری المدنیؒ ہے۔ فن قرائت میں آپکا بہت اونچا مقام تھا۔ قرائت ابو جعفر اور قرائت نافع دونوں کو خوب جانتے تھے۔ ۱۷۰ھ کے بعد وفات ہوئی۔

۹۔**یعقوب البصریؒ:**۔ کنیت ابو محمد نام یعقوب بن اسحٰق بن زید الحضرمیؒ ہے۔ فن قرائت کے امام تھے۔ بہت ہی نیک اور صاحب ثقہ تھے۔ جامع بصرہ کے برسوں امام رہے۔ ابو حاتم السجستانی کہتے ہیں جتنے قراء میں نے دیکھے ہیں ان سب میں آپ حروف قرآن و اختلاف قرائت اور اختلاف کی وجوہ کے جاننے میں سب سے بڑے عالم تھے۔ ابو عمرو کے بعد منصب تدریس قرائت آپ ہی کے پاس تھا۔ ۲۰۵ھ میں بمقام بصرہ وفات ہوئی۔ آپکے راویوں میں رویس اور روح ہیں۔

*رویس: کنیت ابو عبداللہ نام محمد بن عبداللہ المتوکل اللؤلؤی البصریؒ ہے اور

رویس آپکا لقب ہے قرائت میں آپ امام تھے۔الدانی کہتے ہیں کہ امام یعقوب کے شاگردوں میں بہت ماہر تھے۔۲۳۸ھ میں بمقام بصرہ وفات ہوئی۔

***روح:** کنیت ابوالحسن نام روح بن عبد المؤمن الہذلی البصری النحویؒ ہے۔فن قرائت میں آپ کا درجہ بہت اونچا تھا۔آپ امام یعقوبؒ کے قابل ترین شاگردوں میں تھے۔امام بخاریؒ نے آپکی روایات نقل کی ہیں۔ ۲۳۴ھ یا ۲۳۵ھ میں وفات ہوئی۔

۱۰۔خلف :۔ کنیت ابو محمد نام خلف بن ہشام بن ثعلب البزار البغدادیؒ ہے۔۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔اور آپ نے دس سال کی عمر میں حفظ قرآن مکمل کر لیا تھا آپ بہت بڑے عالم وعابد اور زاہد تھے ۔ تقریبا ایک سو بیس فرش حروف میں امام حمزہؒ کی مخالفت کی ہے ۔ ۲۲۹ھ میں بمقام بغداد وفات پائی۔آپکے راویوں میں اسحٰق وادریس ہیں۔(خلف امام حمزہ کوفی کے راوی بھی ہیں)۔

*** اسحٰق:** کنیت ابو یعقوب اسحٰق بن ابراہیم بن عثمان الوراق المروزی البغدادیؒ ہے۔آپ فن قرائت میں قابل حجت اور عالم جلیل ہیں۔آپ نے صرف خلف ہی کی روایت کو اختیار کیا اور بیان کیا ہے۔آپکی وفات ۲۸۶ھ میں بمقام بغداد ہوئی۔

*** ادریس:** کنیت ابو الحسن نام ادریس بن عبدالکریم البغدادی الحدادؒ ہے ۔ آپ کو فن قرائت میں کمال حاصل تھا۔ ۲۹۲ھ عیدالاضحیٰ کے دن آپکی وفات ہوئی۔

رموز تجوید (ابتدائی معلومات)

حروف ہجاء، یا حروف تہجی	"ا ب ت ث ج ح خ"، وغیرہ جو جملہ انتیس ہیں۔ انہیں حروف ہِجَاءُ یا حروف تَهَجِّیْ کہتے ہیں۔
حرکات	زبرزیر پیش کو حَرَکَاتْ کہتے ہیں یہ حرکت کی جمع ہے۔ صرف زبر یا زیر یا پیش کو حَرَکَتْ کہیں گے۔
متحرک	جس حرف پر حَرَکَتْ یعنی زبر یا زیر یا پیش آئے اس حرف کو مُتَحَرِّكْ کہتے ہیں۔
فتحہ ---َ	زبر کو فَتْحَۃْ کہتے ہیں جو حرف کے اوپر ہوتا ہے۔
مفتوح	جس حرف پر فَتْحَۃْ (یعنی زبر) آئے اس حرف کو مَفْتُوْحْ کہتے ہیں
کسرہ ---ِ	زیر کو کَسْرَۃْ کہتے ہیں جو حرف کے نیچے ہوتا ہے۔
مکسور	جس حرف کے نیچے کسرہ (یعنی زیر) آئے اس حرف کو مَکْسُوْرْ کہتے ہیں۔
ضمہ ---ُ	پیش کو ضَمَّۃْ کہتے ہیں جس کی شکل حرف "و" سے ملتی جلتی ہوتی ہے
مضموم	جس حرف پر ضَمَّۃْ (یعنی پیش) آئے اس حرف کو مَضْمُوْمْ کہتے ہیں
تنوین ---ً ٍ ٌ	دوزبر، دوزیر، دو پیش کو تَنْوِیْنْ کہتے ہیں۔

منون	جس حرف پر تَنْوِیْن یعنی دو زبر، دو زیر یا دو پیش آئے اس حرف کو مُنَوَّنْ کہتے ہیں۔
رفع --ٌ	دو پیش کو رَفْع کہتے ہیں۔ (بعض علماء رَفْع اور ضَمَّۃْ میں فرق نہیں کرتے ہیں)۔
مرفوع	جس حرف پر دو پیش آئے اس حرف مَرْفُوْع کہتے ہیں۔
نصب --ً	دو زبر کو نَصَبْ کہتے ہیں۔ (بعض علماء فَتْحَۃْ اور نَصَبْ میں فرق نہیں کرتے ہیں)۔
منصوب	جس حرف پر دو زبر یعنی نَصَبْ آئے اس حرف کو مَنْصُوْبْ کہتے ہیں۔
جر --ٍ	دو زیر کو جَرْ کہتے ہیں۔ (بعض علماء کَسْرَۃْ اور جَرْ میں فرق نہیں کرتے ہیں)۔
مجرور	جس حرف کے نیچے دو زیر یعنی جَرْ آئے اس حرف کو مَجْرُوْرْ کہتے ہیں۔
الف مقصورہ --ٰ	کھڑا زبر کو الف مَقْصُوْرَہْ کہتے ہیں جو کسی حرف پر ہوتا ہے الف ہی کی طرح پڑھا جاتا ہے
ضمہ معکوسہ --ٗ	الٹے پیش کو ضَمَّۃْ مَعْکُوْسَہْ کہتے ہیں جو کسی حرف پر ہوتا ہے واؤ کی طرح پڑھا جاتا ہے۔

کسرہ خنجری---ٖ	کھڑے زیر کو کہتے ہیں جو کسی حرف کے نیچے ہوتا ہے اور یاء کی طرح پڑھا جاتا ہے۔
جزم / سکون--ْ	جَزْمْ اور سُکُوْن ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ (جب یہ کسی حرف پر ہوتا ہے تب اسے پچھلے والے حرف سے ملا کر پڑھتے ہیں)۔
ساکن/ مجزوم	جس حرف پر جَزْمْ یعنی سُکُوْن آئے اس حرف کو سَاکِنْ یا مَجْزُوْمْ کہتے ہیں۔
تشدید---ّ	تَشْدِیْدْ کو شَدَّہْ بھی کہتے ہیں (جب یہ کسی حرف پر ہوتا ہے تب اس حرف کو دو بار پڑھتے ہیں ایک بار پچھلے والے حرف سے ملا کر اور ایک دفعہ علحدہ بشر طیکہ اسکے بعد پھر کوئی سُکُوْن یا تشدید نہ ہو)
مشدد	جس حرف پر تَشْدِیْدْ آئے اس حرف کو مُشَدَّدْ کہتے ہیں۔
غنہ	ناک میں آواز گھمانے کو غُنَّہْ کہتے ہیں (وہ خوش آواز جو نون اور میم میں پوشیدہ ہوتی ہے)
مد---ٓ	مد کے معنی کھینچنے، پھیلانے 'دراز کرنے کے ہیں۔ اصطلاح تجوید میں کسی حرف کو کھینچ کر پڑھنے کی علامت کو مد کہتے ہیں۔
تعوذ / استعاذہ	"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھنے کو اِسْتِعَاذَہْ یا تَعَوُّذْ کہتے ہیں۔

بسملہ / تسمیہ	"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "پڑھنے کوتَسْمِیَہْ یا بَسْمَلَہْ کہتے ہیں۔
وقف	تلاوت کے دوران ٹھیر جانے کووَقْفْ کہتے ہیں،(چاہے عمداً ٹھیرے، یا کسی مجبوری سے ٹھیرے)
قطع	تلاوت ختم کرنے کے ارادے سے ٹھیر جانا یا کسی کلمہ کو دوسرے کلمہ سے جدا کر کے ٹھیر نا قَطْعْ کہلاتا ہے۔
وصل	ملا کر پڑھنے کووَصْلْ کہتے ہیں،(چاہے دو آیتوں کوملا کر پڑھا جائے یا دو جملوں کوملا کر پڑھا جائے)۔
تفخیم	کسی حرف کے موٹا پڑھنے کو **تَفْخِیْمْ** کہتے ہیں۔
مفخم	جس حرف کو موٹا پڑھا جاتا ہے اس حرف کو **مُفَخَّمْ** کہتے ہیں۔
ترقیق	کسی حرف کے باریک پڑھنے کو **تَرْقِیْقْ** کہتے ہیں۔
مرقق	جس حرف کو باریک پڑھا جاتا ہے اس حرف کو **مُرَقَّقْ** کہتے ہیں۔
جہر	بلند آواز سے پڑھنا۔(جَھْرِیْ نماز یعنی وہ نماز جس میں پہلی دو رکعتوں میں قرائت آواز سے ہوتی ہے جیسے فجر مغرب اور عشاء)۔

سر	بلاآواز کے پڑھنا/آہستہ پڑھنا۔(سِرِّیْ نماز یعنی وہ نماز جس میں قرائت پوری رکعتوں میں بغیر آواز کے ہوتی ہے جیسے ظہر اور عصر)۔
طول یا اشباع	کسی حرف مد کو پانچ تا چھ حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کو طُوْلْ یا اِشْبَاعْ کہتے ہیں۔
توسط	کسی حرف مد کو چار حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کو تَوَسُّطْ کہتے ہیں۔
قصر	قید کرنا اور محدود کرنے کو کہتے ہیں۔اصطلاح تجوید میں حرف مد کو زیادہ دراز کئے بغیر دو حرکت کی مقدار کھینچ پڑھنے کو قَصْرْ کہتے ہیں۔
قصار المفصل	سورہ زلزلہ سے سورہ ناس تک کے سورتوں کو قِصَارُ الْمُفَصَّلْ کہا جاتا ہے۔
اوساط المفصل	سورہ طَارِقْ سے سورہ بَیِّنَہْ تک کے سورتوں کو اَوْسَاطُ الْمُفَصَّلْ کہا جاتا ہے۔
طوال المفصل	سورہ ق یا سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کے سورتوں کو طِوَالُ الْمُفَصَّلْ کہا جاتا ہے۔
حذف	کسی حرف کے گرا کر پڑھنے کو حَذْفْ کہتے ہیں۔
اثبات	کسی حرف کے باقی رکھ کر پڑھنے کو اِثْبَاتْ کہتے ہیں۔

تہلیل	"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے کو تَہْلِیْل کہتے ہیں۔
تکبیر	"اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے کو تَکْبِیْر کہتے ہیں۔
تحمید	"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہنے کو تَحْمِیْد کہتے ہیں
اختلاس	حرکت کے بعض حصہ کو گرا کر پڑھنا/ جھپٹا مار کر پڑھنا/ حرکت کے ایک حصہ کو گرا کر پڑھنا۔ رَوْمْ اور اِخْتِلَاسْ میں یہ فرق ہیکہ رَوْمْ میں زیادہ حصہ گرایا جاتا ہے جبکہ اِخْتِلَاسْ میں زیادہ حصہ پڑھا جاتا ہے۔
اِمَالَہْ	زبر کو زیر کی طرف "الف" کو "ی" کی طرف جھکا کر پڑھنا۔
رَوْمْ	حرکت کے دو حصوں کو گرا کر پڑھنا/ حرکت کے اکثر حصہ کو گرا کر بعض حصہ کو پڑھنا۔
اِشْمَامْ	دونوں ہونٹ گول بنا کر رکنا۔ پیش پڑھتے وقت جس طرح منہ بنایا جاتا ہے اسیطرح بنا کر وقف کرنا
قَلْقَلَہْ	لفظی معنی موج مارنا اور حرکت دینا اصطلاح میں حرف کی آواز مخرج میں جنبش کیساتھ نکلنا (پلٹ کر آنا)۔

*****

لحن کا بیان

لحن۔ لغت میں لَحَنَ لُحُوْنًا کے معنی اعرابی غلطی کے ہیں اور لحن کے معنی خوش آوازی کے بھی ہیں لیکن اصطلاح تجوید میں قرآن مجید کی صحیح طور سے تلاوت نہ کرنے یعنی تلاوت قرآن میں غلطیاں وخطاء کرنے کو لحن کہتے ہیں۔

لحن کی دو قسمیں ہیں: (۱) لَحْنِ جَلِیْ (۲) لَحْنِ خَفِیْ.

(۱) **لحن جلی:۔** تلاوت قرآن مجید میں ایسی غلطی کرنا جس سے معنی بدل جائیں جیسے کسی حرف یا حرکت کو بدل کر پڑھنا یا کسی حرکت کو زیادہ کھینچ کر اس طرح پڑھنا کہ کوئی حرف اضافہ ہو جائے جیسے فَعَلَ کو (فَعَلَا)، "وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" میں " عَلِيْمٌ " کو ہمزہ سے اداء کرنا (اَلِيْمٌ) یا "وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ" میں رب کے "ب" کو زبر کے بجائے پیش پڑھنا وغیرہ۔ یا ایسی غلطی کرنا جسکو عوام وخواص سب جانتے ہوں جیسے " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ " کو " اَلْحَمْدُ اللّٰهِ " پڑھنا وغیرہ۔ اسطرح کی تلاوت کو لحن جلی کہتے ہیں اور یہ قراءت متفقہ طور پر ناجائز اور حرام ہے خاص طور پر اسوقت جب کہ کوئی اس طرح عمدا یا کاہلی سے کر رہا ہو۔

فائدہ ۔ زبر کو کھینچ کر پڑھنے سے "الف" زیادہ ہو جاتا ہے، زیر کو کھینچ کر پڑھنے سے "ی" زیادہ ہو جاتی ہے اسی طرح پیش کو کھینچ کر پڑھنے سے " و " زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۲) لحن خفی:۔ اس طرح تلاوت کرنا کہ جس سے معنی میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی ہو لیکن الفاظ وحروف برابر اداء نہ ہو رہے ہوں جیسے غنہ یا مد کا نہ کرنا، اظہار یا ادغام کو چھوڑ دینا، صفات کا خیال نہ کرنا وغیرہ۔ غرض یہ کہ تجوید کے احکام کا اہتمام نہ کرنے کو لحن خفی کہتے ہیں۔ اور اس طرح تلاوت کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ اس سے تلاوت کی خوبی ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک اس طرح کی تلاوت بھی حرام ہے کیونکہ اسمیں حروف کے پورے حقوق اداء نہیں ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے فرمان "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" کو پورا نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ قرآن مجید کو صحیح پڑھنے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہو اور اللہ تعالی کے مقرب بندوں وفرشتوں کے ساتھ اسکا ٹھکانہ ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِىْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَآقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ" جو شخص قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے تو وہ قیامت کے دن بزرگ، معزز ونیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو اٹک اٹک کر مشقت کیساتھ پڑھتا ہے اسکے لئے دگنا ثواب ہے۔ رواہ مسلم۔

*****

تعوذ وبسملہ کے احکام

تَعَوُّذْ یا اِسْتِعَاذَہْ :۔ اسکے معنی پناہ لینے یا پناہ مانگنے کے ہیں۔ یہاں قرآن مجید پڑھنے سے پہلے شیطان کے وسوسوں سے پناہ لینے کے لئے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھنا مراد ہے۔ تلاوت قرآن مجید سے پہلے تعوذ کا پڑھنا بعض ائمہ کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" (اور جب تم قرآن پڑھنا چاہو تو شیطان مردود کے وسوسوں سے پناہ مانگ لیا کرو) اس آیت مبارکہ میں " فَاسْتَعِذْ " جو امر (حکم) کا صیغہ آیا ہے سے بعض علماء امر واجب بتلاتے ہیں اور بعض علماء امر مستحب قرار دیتے ہیں "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" کے علاوہ کسی دوسرے صیغہ سے بھی اللہ کی پناہ مانگی جاسکتی ہے جیسے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" وغیرہ۔ لیکن بہتر اور مختار صیغہ پہلا ہی ہے اور اسے اِسْتِعَاذَۃُ الرَّسُوْلِ ﷺ بھی کہا جاتا ہے۔

تعوذ و بسملہ کے چند احکام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جنکی رعایت کرنا احترام قرآن میں شامل ہے۔

مسئلہ : قرآن سنانے کی نیت سے کوئی شخص بلند آواز سے تلاوت کررہا ہو یا کسی محفل قرآن میں بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور ابتداء کرنے والا وہی ہو تو تعوذ بھی بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ : اگر بلند آواز سے محفل قرآن میں کوئی شخص درمیان سے پڑھ رہا ہو ابتداء کسی اور نے کی ہو تو تعوذ کو بلا آواز ہی آہستہ پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ : اسی طرح اگر کوئی قرآن کی پست آواز میں تلاوت کر رہا ہو، یا پھر تنہائی میں پڑھ رہا ہو کوئی سننے والا نہ ہو، یا نماز میں پڑھ رہا ہو چاہے وہ امام ہو یا مقتدی نماز جہری ہو یا سری آہستہ ہی پڑھنا چاہئے۔

بسملہ :- "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھنے کو بسملہ کہتے ہیں اسمیں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ سورہ النمل کی تیسویں آیت (۳۰) "اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "کا ایک حصہ ہے۔ البتہ ہر سورہ کی پہلی آیت ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے ہر سورہ کی پہلی آیت قرار دیتے ہیں اور بعض علماء اسے دو سورتوں کے درمیان تمیز قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ابتداء سورہ سے پڑھ رہا ہو تو تعوذ اور بسملہ کو چار طریقوں سے پڑھنا درست ہے۔

(۱) تعوذ، بسملہ، اور سورہ ان سب کو علحدہ علحدہ سانس میں پڑھے۔ (یہ حکم سورہ توبہ کو چھوڑ کر ہے کیونکہ سورہ توبہ کے شروع میں بسملہ پڑھنا درست نہیں حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے پوچھا کہ سورہ بَرَآءَةٌ (سورۃالتوبۃ) کے ابتداء میں بسملہ کیوں لکھا ہوا نہیں ہے؟ حضرت علی کہنے لگے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ" امان ہے اور سورہ براءۃ میں امان نہیں ہے کیونکہ وہ آیۃ السیف کیساتھ نازل ہوئی ہے امان اور سیف میں کوئی مناسبت نہیں ہوتی اسلئے اس سورۃ کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰهِ" نہیں ہے سورہ التوبۃ کی آیت نمبر (۲۹) "قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ .... الخ" آیۃ السیف کہلاتی

ہے۔ البتہ سورۃ التوبۃ کے درمیان سے جو تلاوت کرے اسے اختیار ہے کہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

(۲) تعوذ اور بسملہ ایک ساتھ ایک سانس میں پڑھے اور سورہ کی ابتداء دوسری سانس میں علحدہ کرے۔

(۳) تعوذ ایک سانس میں پڑھے بسملہ اور سورہ کا آغاز ایک سانس میں کرے۔

(۴) تعوذ بسملہ اور سورہ کا آغاز ایک ساتھ ایک ہی سانس میں کرے ان چاروں طریقوں سے پڑھنا درست ہے۔ اور اگر ایک سے زاید سورتیں تلاوت کی جارہی ہوں تو دو سورتوں کے درمیان بسملہ پڑھنا ضروری ہے تاکہ دونوں سورتوں کے درمیان تمیز ہو جائے۔ دو سورتوں کے درمیان بسملہ پڑھنے کے تین طریقے جائز ہیں اور ایک طریقہ جائز نہیں۔

(۱) سورہ کے ختم پر وقف کرے، پھر بسملہ پر وقف کرے، پھر دوسری سورۃ کی ابتداء کرے، یعنی تینوں چیزیں علحدہ علحدہ پڑھے۔

(۲) سورہ کے ختم پر وقف کرے۔ بسملہ اور دوسری سورت کی ابتداء دوسری سانس میں کرے۔ یعنی بسملہ اور سورہ کے درمیان وقف نہ کرے۔

(۳) سورہ کے ختم پر وقف نہ کرتے ہوئے بسملہ ملاکر پڑھے۔ پھر ساتھ ہی دوسری سورت کی ابتداء اسی سانس میں کرے درمیان میں کہیں وقف نہ کرے۔ یہ تینوں طریقوں سے تلاوت کرنا درست ہے۔

(۴) سورہ کے ختم پر وقف نہ کرتے ہوئے بسملہ پڑھکر وقف کرے پھر دوسری سانس میں دوسری سورت کی ابتداء کرے متفقہ طور پر یہ طریقہ جائز نہیں اسلئے کہ قاری نے بسملہ کو سورہ کے آخری میں لایا ہے جبکہ بسملہ کو سورہ کے ابتداء میں ہونا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص تلاوت کے درمیان کسی مجبوری سے ٹھیر جائے جیسے چھینک کا آنا ' کھانسی کا ہونا یا ایسی گفتگو کرنا جو تلاوت ہی سے متعلق ہو تو دوبارہ تعوذ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر دنیاوی گفتگو یا ایسی گفتگو ' جس کا تلاوت سے کوئی تعلق نہ ہو یا تلاوت ختم کرنے کے ارادے سے ٹھیر گیا ہو پھر دوبارہ تلاوت شروع کرنا چاہے تو تعوذ کو دوبارہ پڑھنا چاہیئے۔

❁❁❁❁❁

مخارج کا بیان

حرف :۔حرف کے لغوی معنی کنارہ، دھار، اور پانی بہنے کی جگہ کے ہیں قراء کی اصطلاح میں وہ مخصوص آواز جو مخصوص جگہ یعنی مخرج سے نکلتی ہے اسے حرف ہجاء یا حرف تہجی کہتے ہیں جسے انگریزی میں LETTER(Alphabet) کہتے ہیں۔ حرف کی جمع حروف ہے۔

حروف ہجاء انتیس ہیں:۔"ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ك ل م ن و ہ ء ی"

مَخْرَجْ :۔ کسی چیز کے نکلنے کی جگہ کو مَخْرَجْ کہتے ہیں مخرج کی جمع مَخَارِجْ ہے قراء کی اصطلاح میں جس جگہ سے حرف نکلتا ہے یا جس جگہ حرف کی آواز ٹکتی ہے اس جگہ کو مَخْرَجْ کہتے ہیں۔ مَخْرَجْ کی جمع مَخَارِجْ ہے مشہور ومعتبر قول کے مطابق سترہ (۱۷) مَخَارِجْ ہیں۔

مَخْرَجْ جاننے کا طریقہ :۔ جس حرف کا مخرج جاننا ہو اس حرف کو ساکن کریں اور اس ساکن حرف سے پہلے کوئی متحرک حرف لائیں جیسے بَلْ ، حَقْ ، کُمْ وغیرہ۔ حرف کی آواز جہاں ٹک رہی ہوگی یا آواز جہاں سے نکل رہی ہوگی وہی اس حرف کا مخرج کہلائیگا۔

مَوْضَعْ :۔رکھنے کی جگہ، یا مرکز کو موضع کہتے ہیں قراء کی اصطلاح میں جس جگہ سے مخرج یا مخارج نکلتے ہوں اس جگہ کو موضع کہتے ہیں۔

مَوَاضِعْ پانچ ہیں:۔ ان پانچ مواضع سے سترہ مخارج 'اور ان سترہ مخارج سے انتیس حروف نکلتے ہیں۔

(۱)جَوْفْ (۲)حَلْقْ (۳)لِسَانْ (۴)شَفَتَیْنْ (۵)خَیْشُوْمْ

(بعض علماء انہیں مَوَاضِعْ کے بجائے مَخَارِجْ عَامَّہْ کہتے ہیں)

پہلا مَوْضَعْ جَوْفْ:۔ حلق کے آخری حصہ سے منہ کے خالی حصہ تک کو جوف کہتے ہیں۔ پہلے موضع جوف سے ایک مخرج نکلتا ہے اسکو مخرج جَوْفِیْ کہتے ہیں جس سے تین حروف نکلتے ہیں۔

پہلا مَخْرَجْ جَوْفِیْ: حلق اور منہ کے خالی حصہ سے تین حروف "و'ا'ی" حروف مدہ نکلتے ہیں۔

دوسرا مَوْضَعْ حَلْقْ: زبان کی جڑ کے نیچے سے سینہ کی ابتداء تک کا وہ حصہ جہاں سے غذاء نیچے اترتی ہے اور سانس آتی اور جاتی ہے حلق کہلاتا ہے اور اس دوسرے موضع حلق سے تین مخارج نکلتے ہیں۔ اور ان تین مخارج سے چھ حروف نکلتے ہیں(ء ہ ع ح غ خ)

(۱)دوسرا مَخْرَجْ حَلْقِیْ (حلق کاآخری حصہ)**:** حلق کے آخری حصہ سے جو سینہ کی طرف ہے دو حروف "ء ہ"نکلتے ہیں۔

(۲) تیسرا مَخْرَجْ حَلْقِیْ (حلق کادرمیانی حصہ)**:** حلق کے درمیانی حصہ سے دو حروف "ع ح " نکلتے ہیں

(۴) چوتھا مَخْرَجْ حَلْقِیْ (حلق کا ابتدائی حصہ): حلق کے ابتدائی حصہ سے جو منہ کی طرف ہے دو حروف "غ خ" نکلتے ہیں۔ یہ مخارج حلقی کہلاتے ہیں چونکہ یہ مخارج حلق سے نکلتے ہیں۔ اور ان حروف کو حلق سے نکلنے کی وجہ سے "حُرُوْفِ حَلْقِیْ" کہا جاتا ہے۔

تیسرا مَوْضَعْ لِسَانْ: لسان زبان کو کہتے ہیں۔ تیسرے موضع لسان سے دس مخارج، ان دس مخارج سے جملہ اٹھارہ حروف نکلتے ہیں۔

(۱) پانچواں مَخْرَجْ لَهَوِیْ (پر جیب کا اندرونی حصہ): زبان کی جڑ اور پر جیب کے اندرونی حصہ سے جہاں حلق کی ابتداء ہوتی ہے ایک حرف "ق" نکلتا ہے اس جگہ کو غَلْصَمَةٌ کہتے ہیں۔ اس مناسبت سے اس مخرج کو غَلْصَمِیْ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) چھٹا مَخْرَجْ لَهَوِیْ (پر جیب کا بیرونی حصہ): زبان کی جڑ اور پر جیب کے بیرونی حصہ سے جو منہ کی طرف ہے ایک حرف "ك" نکلتا ہے۔ عَكَدَةٌ کے معنی زبان کی جڑ کے ہیں "ك" کی ادائیگی وہیں سے ہوتی ہے اسلئے اس کو عَكَدِیْ بھی کہتے ہیں۔ (اَللَّهَاةُ کے معنی پر جیب کے ہیں "ق" اور "ک" دونوں پر جیب ہی سے نکلتے ہیں اسلئے ان مخارج کو لَهَوِیْ اور حروف کو لَهَوِیَّهْ کہتے ہیں)۔

(۳) ساتواں مَخْرَجْ شَجْرِیْ: بیچ زبان اور بیچ تالو سے تین حروف "ج ش " اور '' ی (غیر مدہ) '' نکلتے ہیں۔ ("ی" اگر حالت مدمیں ہو تو مخرج جوفی سے نکلتی ہے) دونوں جبڑوں کے درمیانی حصہ کو اَلشَّجْرُ کہتے ہیں یہ حروف یہیں سے اداء ہوتے ہیں اسلئے اسے مخرج شَجْرِیْ اور حروف کو حروف شَجْرِیَّۃْ کہا جاتا ہے۔ (بعض قراء "ض "کا مخرج شَجْرِیْ مانتے ہیں تو بعضوں نے "ی" مدہ کو بھی شَجْرِیْ ہی میں شمار کیا ہے)۔

(۴) آٹھواں مَخْرَجْ ضِرْسِیْ: زبان کے سیدھے یا بائیں کنارے اور سیدھے یا بائیں داڑھ سے ایک حرف "ض" نکلتا ہے ضِرْسٌ داڑھ کو کہتے ہیں چونکہ "ض" کی ادائیگی داڑھ سے ہوتی ہے اسلئے اس مخرج اور حرف کو ضِرْسِیْ کہا جاتا ہے۔اسے حرف حَافِیَہْ بھی کہا جاتا ہے۔

(۵) نواں مَخْرَجْ ذَلْقِیْ/ ذَلَقِیْ: نوک زبان اور ثنایاء علیا یعنی اوپر والے دانتوں کے مسوڑوں مخرج"ض" کے ذرا نیچے سے (دونوں کو نچلیوں کے درمیان کا حصہ بعض قراء اسے تارک کا مسوڑہ کہتے ہیں) ایک حرف "ل" نکلتا ہے۔"حَافَۃُ اللِّسَانْ" زبان کے سیدھے یا بائیں کنارے (کروٹ) کو کہتے ہیں، چونکہ "ض "اور "ل" یہیں سے ادا ہوتے ہیں اسلئے انہیں حروف حَافِیَہْ بھی کہاجاتاہے۔

(٦) دسواں مَخْرَجْ ذَلْقِیْ/ ذَلَقِیْ: نوک زبان اور ثنایاء علیا یعنی اوپر والے درمیانی دانتوں کے مسوڑوں سے (وہ حصہ جو دانتوں کی جڑ کی جانب ہے) مخرج لام کے ذرا نیچے سے ایک حرف "ن" حالت اظہار میں نکلتا ہے (اگر حالت غنہ میں ہو تو پھر مخرج خَیْشُوْمُ سے نکلتا ہے)۔

(٧) گیارھواں مَخْرَجْ ذَلْقِیْ/ ذَلَقِیْ: نوک زبان کی پیٹھ اور ثنایاء علیا یعنی اوپر والے درمیانی دانتوں کے مسوڑوں اور مخرج نون کے ذرا نیچے سے ایک حرف "ر" نکلتا ہے۔ ان نویں، دسویں اور گیارھویں مخرج کو ذَلْقِیْ / ذَلَقِیْ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ذَلْقُ/ ذَلَقُ اللِّسَانْ کے معنی زبان کے کنارہ کے ہیں چونکہ یہ حروف زبان کے کنارہ سے اداء ہوتے ہیں اسلئے انہیں ذَلْقِیْ/ ذَلَقِیْ اور حروف کو ذَلْقِیَّہْ/ ذَلَقِیَّہْ کہا جاتا ہے دوسرے یہ کہ ان حروف میں صفت اِذْلَاقْ بھی ہے۔ "ن" اور "ر" کو حروف طَرَفِیَّہْ بھی کہا جاتا ہے۔

(٨) بارھواں مَخْرَجْ نَطْعِیْ/ نِطْعِیْ: نوک زبان اور ثنایاء علیا (اوپر والے درمیانی دانتوں کی جڑ یعنی تارک کا وہ حصہ جہاں کچھ شکن اور کچھ کھردرا پن ہوتا ہے) تین حروف "ط د ت" نکلتے ہیں۔ اَلنَّطْعُ /اَلنِّطْعُ کے معنی تارک کا شکن دار وہ آخری حصہ جو دانتوں کی جڑ سے لگا ہوتا ہے اور حروف یہیں سے اداء ہوتے ہیں اسلئے اس مخرج کو نَطْعِیْ اور حروف کو نَطْعِیَّہْ کہا جاتا ہے۔ (ان حروف کو طَرَفِیَّہْ بھی کہا جاتا ہے۔)

(۹) تیرھواں مَخْرَجْ اَسَلِیْ: نوک زبان اور ثنایاء سفلی و ثنایاء علیا کے درمیان (یعنی نیچے اور اوپر والے دونوں درمیانی دانتوں کے درمیان سے لیکن نیچے والے درمیانی دانتوں کے قریب) سے اس طرح کہ دونوں کے درمیان تھوڑا حصہ کھلا رہے تین حروف "ص ز س" نکلتے ہیں۔ اسلۃ کے معنی زبان کی نوک کے ہیں اور یہ حروف نوک زبان سے اداء ہوتے ہیں اسلئے اس مخرج کو اسلی اور ان حروف کو اَسَلِیَّہْ کہا جاتا ہے۔۔(ان حروف کو طَرَفِیَّہْ بھی کہا جاتا ہے۔)

(۱۰) چودھواں مَخْرَجْ لِثَوِیْ: نوک زبان اور ثنایاء علیا(یعنی اوپر والے درمیانی دانتوں کے کناروں) سے تین حروف " ظ ذ ث " نکلتے ہیں اَللِّثَۃُ مسوڑھے کو کہتے ہیں چونکہ حروف اسکے قریب سے ادا ہوتے ہیں اسلئے اس مخرج کو لِثَوِیْ اور حروف کو لِثَوِیَّہْ کہا جاتا ہے۔۔(ان حروف کو طَرَفِیَّہْ بھی کہا جاتا ہے۔)

نوٹ: طَرَفُ اللِّسَانْ کے معنی زبان کے کنارے کے ہیں جو حروف زبان کے کنارے سے ادا ہوتے ہیں انہیں حروف طَرَفِیَّہْ بھی کہا جاتا ہے

چوتھامَوْضَعْ شَفَتَیْنْ: شَفَۃٌ ایک ہونٹ کو کہتے ہیں شفتین دونوں ہونٹ کو کہتے ہیں۔ چوتھے موضع شفتین یعنی دونوں ہونٹ سے دو مخارج اور چار حروف نکلتے ہیں۔

(۱) پندرھواں مَخْرَجْ شَفَوِیْ: نچلے لب کا شکم (یعنی نچلے ہونٹ کا پیٹ) اور ثنایاء علیا (یعنی اوپر والے درمیانی دانتوں) کے کنارے سے ایک حرف "ف" نکلتا ہے۔

(۲) سولھواں مَخْرَجْ شَفَوِیْ: دونوں لبوں یعنی دونوں ہونٹ سے تین حروف "ب م " اور "و" (غیر مدہ) نکلتے ہیں۔ دونوں ہونٹ کے بند ہونے سے " ب" اور " م" اداء ہوتے ہیں جبکہ " و "کیلئے دونوں ہونٹ ذرا کھلا رہتے ہیں (جب کہ "م " حالت اظہار میں ہو ، اگر حالت غنہ میں ہو تو مَخْرَجْ خَیْشُوْمْ سے نکلتا ہے) چونکہ یہ دونوں مخارج ہونٹ سے نکلتے ہیں اسلئے ان مخارج کو شَفَوِیْ اور حروف کو شَفَهِیَّهْ یا شَفَوِیْ کہا جاتا ہے۔

پانچواں مَوْضَعْ خَیْشُوْمْ: خیشوم کے معنی ناک کی جڑ یا ناک کی بانس کے ہیں پانچویں موضع خیشوم سے ایک مخرج اور دو حروف غنہ نکلتے ہیں۔

سترھواں مَخْرَجْ خَیْشُوْمِیْ: ناک کی جڑ یا ناک کی بانس سے دو حروف "ن" اور " م " بحالت غنہ (یعنی اخفاء ، وادغام مع الغنہ) اور مشدد ہونے کی صورت میں نکلتے ہیں۔ ناک کی جڑ سے اداء ہونے کے وجہ سے اس مخرج کو خَیْشُوْمِیْ کہا جاتا ہے۔

نوٹ۔ مخارج کی تعداد کے بارے میں علماء کے تین مشہور گروہ ہیں:

(۱) خلیل بن احمد الفراھیدیؒ اور امام جزریؒ وغیرہ کا ہے جو سترہ مخارج کے قائل ہیں۔

(۲) امام سیبویہؒ اور امام شاطبیؒ کا ہے جو سولہ مخارج کے قائل ہیں۔ چونکہ وہ مخرج جَوْفْ کو علحدہ مخرج نہیں مانتے بلکہ وہ " و " کو شَفَوِیْ اور " ی " کو حروف شَجْرِیَّہْ میں اور " الف " کو حروف حَلْقِیْ میں شمار کرتے ہیں۔

(۳) امام قطربؒ اور الجرمیؒ کا ہے جنہوں نے صرف چودہ مخارج تسلیم کیا ہے وہ مَوْضَعْ لِسَانْ سے صرف آٹھ مخارج نکالے ہیں " ل ن ر " کا ایک ہی مخرج بتایا ہے۔

*****

صفات کا بیان

صفت۔ صِفَتٌ کے معنی خوبی اور اس علامت کے ہیں جس سے موصوف پہچانا جاتاہے۔ یا وہ چیز جو صرف معنی کے اعتبار سے ہو لفظوں میں موجود نہ ہو جیسے علم، کالارنگ، سفید رنگ، جمال، خوبصورتی وغیرہ صفت کی جمع صِفَاتٌ ہے۔ اصطلاح تجوید میں صفات، حروف کی ان کیفیات کو کہتے ہیں جنکی وجہ سے ایک ہی مخرج سے نکلنے والے یا مشابہ آواز رکھنے والے حروف آپس میں ایک دوسرے سے پہچانے جائیں۔ یا حروف کی مختلف کیفیات جو حروف اداء کرتے وقت مخرج میں ہوتی ہیں۔ جیسے کسی حرف کو موٹا یا باریک پڑھنا، منہ کھولنا یا منہ بند کرنا وغیرہ۔ خاص طورپر ایسے حروف جو ایک ہی مخرج سے اداء ہوتے ہوں جیسے "ط" اور "ت"، "ص" اور "س" وغیرہ۔ان کے صفات کا اہتمام نہ ہو تو ان حروف میں تمیز کرنا مشکل ہو جائیگا۔ جیساکہ اردو میں ہوتاہے۔ صفات جاننے کے تین اہم فائدے ہیں۔

(۱) پہلا فائدہ یہ ہیکہ ایک ہی مخرج سے نکلنے والے حروف میں آپس میں تمیز ہوتی ہے

(۲) دوسرا فائدہ یہ ہیکہ قوی اور کمزور حروف کی پہچان ہوتی ہے۔

(۳) تیسرا فائدہ یہ ہیکہ مختلف مخارج سے نکلنے والے حروف عمدگی سے اداء ہوتے ہیں

صفات کی تعداد: صفات کی تعداد کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض علماء نے صرف چودہ صفات کا ذکر کیاہے اور بعضوں نے سولہ صفات اور بعضوں

نے بیس صفات تو کسی نے چوالیس صفات تک بیان کیا ہے۔ لیکن مشہور اور معتبر قول کے مطابق جسکو علامہ محمد ابن الجزریؒ نے اختیار کیا ہے وہ سترہ صفات ہیں۔

صفات کے اقسام: صفات کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صِفَاتِ اَضْدَادِیَّہْ یعنی وہ صفات جنکی ضد (Opposite) موجود ہے۔

(۲) صِفَاتِ غَیْرْ اَضْدَادِیَّہْ یعنی وہ صفات جنکی ضد نہیں ہے۔

صفات اضدادیہ:-

یعنی وہ صفات جنکی ضد موجود ہے پانچ ہیں اور انکی ضد بھی پانچ ہے اس طرح جملہ دس صفات ہوتے ہیں:

(۱) اَلْھَمْسُ	(۳) اَلشَّدِیْدَۃُ	(۵) اَلْاِسْتِعْلَاءُ	(۷) اَلْاِطْبَاقُ	(۹) اَلْاِذْلَاقُ
ضد	ضد	ضد	ضد	ضد
(۲) اَلْجَھْرُ	(۴) اَلرِّخْوَۃُ	(۶) اَلْاِسْتِفَالُ	(۸) اَلْاِنْفِتَاحُ	(۱۰) اَلْاِصْمَاتُ

(۱) ھَمْسْ: ھمس کے معنی چھپانے اور پست آواز کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت سانس جاری رہتی ہے، آواز مخرج میں کمزور ہوتی ہے قوت کیساتھ نہیں ٹھیرتی اور آواز میں پستی رہتی ہے۔ حروف **مَھْمُوْسَہْ** دس ہیں " ف ح ث ہ ش خ ص س ک ت " جنکا مجموعہ **فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتْ** ہے باقی انیس حروف **مَجْھُوْرَہْ** ہیں ھمس کی ضد جہر ہے۔

(۲) جَھْرْ: ھمس کی ضد ہے۔ جھر کے معنی ظاہر کرنے اعلان کرنے اور آواز بلند کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت سانس رکتی ہے، آواز مخرج میں قوت کے ساتھ ٹھیرتی اور بلند ہوتی ہے۔ اسکے حروف انیس ہیں "ا ب ج د ذ ر ز ض ط ظ ع غ ق ل م ن و ء ی" باقی حروف مھموسہ کے ہیں جنکا اوپر ذکر ہو چکا۔

(۳) شَدِیْدَۃْ: شدیدۃ کے معنی قوی، اور مضبوط کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں قوت کیساتھ رکتی ہے اور بند ہونے لگتی ہے۔ اسکے آٹھ حروف ہیں "ء ج د ق ط ب ک ت" انکا مجموعہ "اَجِدُ قَطٍّ بَکَتْ" ہے۔

باقی حروف میں سے پانچ حروف مُتَوَسِّطَہْ کے ہیں اور سولہ حروف رِخْوَہْ کے ہیں۔

مُتَوَسِّطَہْ (بَیْنِیَّہْ): توسط کے معنی اعتدال اور میانہ روی کے ہیں اسی سے متوسطہ ہے۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں نہ تو قوت کیساتھ رک کر بند ہوتی ہے اور نہ ہی کمزوری کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ یہ پانچ حروف ہیں "ل ن ع م ر" جنکا مجموعہ "لِنْ عُمَرْ" ہے ان حروف کو بَیْنِیَّہْ بھی کہا جاتا ہے

(۴) رِخْوَہْ: یہ شدیدہ کی ضد ہے رخوہ کے معنی نرم ہونے اور آسان ہونے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں قوت کیساتھ

نہیں رکتی اور آواز جاری رہتی ہے اسکے سولہ حروف ہیں "ا ث ح خ ذ ز س ش ص ض ظ غ ف و ہ ی"۔

(۵) اِسۡتِعۡلَاءُ:۔ استعلاء کے معنی بلند ہونا اور اٹھنے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت زبان اوپر تارک کی طرف اٹھتی ہے اور حروف موٹے پڑھے جاتے ہیں۔ حروف مُسۡتَعۡلِیَۃُ سات ہیں: "خ ص ض غ ط ق ظ" جنکا مجموعہ "خُصَّ ضَغۡطٍ قِظۡ" (یہ قوی صفات والے حروف ہیں) باقی (۲۲) حروف مُسۡتَفِلَۃُ کے ہیں۔

(۶) اِسۡتِفَالُ: استفال، استعلاء کی ضد ہے جسکے معنی نیچے ہونے اترنے اور آواز پست کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت زبان منہ کے نیچے کی طرف ہوتی ہے جسکی وجہ سے حروف باریک پڑھے جاتے ہیں۔ حروف مستفلہ بائیس ہیں۔ "ا ب ت ث ج ح د ذ ر ز س ش ع ف ک ل م ن و ہ ء ی" (یہ کمزور صفات والے حروف ہیں)۔

(۷) اِطۡبَاقُ: اطباق کے معنی ملنے اور بند ہونے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت زبان کا درمیانی حصہ اوپر تارک کی طرف اٹھکر اوپر چمٹنے لگتا ہے منہ بند ہونے لگتا ہے۔ جسکی وجہ سے حروف موٹے اداء ہوتے ہیں۔ حروف مُطۡبَقَۃُ چار ہیں "ص ض ط ظ" ان سب میں سب سے قوی حرف "ط" کا ہے پھر "ض" ہے اسکے

بعد "ص" ہے سب میں کمزور حرف "ظ" ہے بحیثیت مجموعی ان حروف میں صفات قوی تر ہیں باقی کے پچیس حروف مُنْفَتِحَۃُ ہیں۔

(۸) اِنْفِتَاحُ:۔ انفتاح اطباق کی ضد ہے جسکے معنی کھلنے اور جدا ہونے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت زبان کا درمیانی حصہ اوپر کی جانب نہیں اٹھتا منہ کھلا رہتا ہے اور ہوا بآسانی باہر نکلتی ہے جسکی وجہ سے حروف باریک اداء ہوتے ہیں حروف مُنْفَتِحَۃُ پچیس ہیں۔"ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ء ی"۔

(۹) اِذْلَاقُ:۔ اذلاق کے معنی زبان کی نوک اور زبان کی تیزی کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حروف جو نوک زبان یا ایک ہونٹ یا دونوں ہونٹ سے اداء ہونے کی وجہ سے ہلکے اور تیز اداء ہوتے ہیں۔ انہیں حروف مُذْلَقَۃُ کہتے ہیں اور یہ چھ ہیں "ف ر م ن ل ب" انکا مجموعہ "فَرَّ مِنْ لُب" ہے باقی تئیس حروف مُصْمَتَۃُ ہیں۔

(۱۰) اِصْمَاتُ:۔ یہ اذلاق کی ضد ہے اسکے معنی خاموش کرنے اور منع کرنے کے ہیں۔ یہ حروف تیزی سے اداء نہیں ہوتے بلکہ مخرج میں انکی آواز ٹکتی ہے جس کی وجہ سے کچھ بھاری اداء ہوتے ہیں کیونکہ انکا مخرج زبان کی نوک اور ہونٹوں سے دور ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس کی تعریف اس طرح بیان کی ہے کہ چار یا پانچ حروف والے کلمات میں حروف مصمتہ کے ساتھ حروف مذلقہ کا آنا ضروری ہے۔ اگر چار یا پانچ حروف والے کلمات میں حروف مصمتہ کیساتھ کوئی حرف مَذْلَقَۃُ نہ

ہو تو وہ کلمہ عربی نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ وہ کلمہ عجمی سمجھا جائیگا جیسے کلمہ عَسْجَدَ جسکے معنی سونے کے ہیں یہ کلمہ عجمی ہے اسلئے کہ اسمیں کوئی حرف مُذْلَقَۃُ نہیں ہے (یعنی یہ صفت، حروف مصمتہ میں حرف مُذْلَقَۃُ نہ ہونے کو منع کرتی ہے بشر طیکہ کلمہ چار یا پانچ حروف سے ملکر بنا ہو)۔

(بعضے علماء نے کسی کلمہ کے عربی الاصل ہونے کیلئے یہ شرط رکھی ہیکہ اس میں حروف مصمتہ کے ساتھ ضرور ایک نہ ایک حرف حروف مُذْلَقَۃُ میں سے بھی ہونا چاہئے۔ یعنی ایسا رُبَاعِیْ (چار حرفی) وخُمَاسِیْ (پانچ حرفی) اَسْمَاءُ (افعال شامل نہیں ہیں) جس میں صرف حروف اصمات جمع ہوگئے ہیں کوئی بھی حروف مُذْلَقَۃُ میں سے نہ ہوایسے کلمات کو اصل کلمات عربی سے خارج قرار دیا ہے)۔

حروف مصمتہ تئیس ہیں:

"ا ت ث ج ح خ د ذ ز س ش ص ض ط ظ ع غ ق ک و ہ ء ی"

نوٹ: "و" حروف اصمات میں شامل ہے جبکہ اس کا مخرج دونوں ہونٹ ہیں۔ لیکن پھر بھی بہ نسبت "ف ب م" کے "و" کی آواز میں تھوڑا ثقل ہوتا ہے، ادائی کے وقت منہ زیادہ کھلا رہتا ہے اس لئے اِصْمَاتُ میں شمار کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا صفات اضدادیہ کو صفات ذاتیہ اور صفات لازمہ بھی کہتے ہیں چونکہ ان پانچ صفات کا ہر حرف میں ہونا ضروری ہے کسی بھی حرف میں پانچ سے کم صفات نہیں ہوتے۔ اضدادیہ کا مطلب یہ ہیکہ کسی حرف میں ایک صفت نہ ہو تو اسکی ضد

والی صفت ضرور ہو گی مثلاا گر کسی حرف میں ھمس کی صفت نہ ہو توجہر کی صفت ہونا لازمی ہے۔ شدیدہ کی صفت نہ ہو تو رخوہ کی ہو گی۔ اگر وہ حرف رخوہ میں بھی نہ ہو تو بینیہ میں ضرور ہو گا۔اسی طرح تمام صفات میں دیکھا جائیگا۔

صفات غیر اضدادیہ کا بیان:

صفات غیر اضدادیہ: ایسے صفات جنکی ضد (Opposite) نہیں آتی ہے۔ یہ جملہ سات صفات ہیں۔ یہ ہر حرف میں ضروری نہیں، بعض حروف میں یہ صفات پائے جاتے ہیں اور بعض میں نہیں جنکی تفصیل نیچے مذکور ہے۔(گرچیکہ بعض علماء کے نزدیک اس سے زیادہ ہیں)۔

(۱) صَفِیْرٌ:۔ صفیر کے معنی سیٹی یا ایسی آواز کے ہیں جو پرندہ کی آواز سے مشابہ ہو اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائی کے وقت سیٹی جیسی آواز یا پرندہ کے آواز سے مشابہ نکلتی ہے وہ حروف صفیرہ کہلاتے ہیں۔حروف صفیرہ تین ہیں" ص ز س "، "ص" میں مرغابی کی آواز سے مشابہت "س" میں ٹڈی کی آواز سے مشابہت اور "ز" میں شہد کی مکھی کی آواز سے مشابہت ہوتی ہے اسلئے انہیں حروف صفیرہ کہا جاتا ہے۔

(۲) قَلْقَلَہٌ:۔ قلقلہ کے معنی موج مارنے اور حرکت دینے کے ہیں اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت آواز مخرج سے جنبش کیساتھ نکلتی ہے۔آواز ایسے سنائی دیتی ہے جیسے گنبد میں آواز کرنے پر دوبارہ پلٹ کر آتی ہے حروف قلقلہ پانچ

ہیں "ق ط ب ج د" جنکا مجموعہ "قُطْبُ جَدٍ" ہے۔قلقلہ کی حروف کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔ (۱)اَعْلٰی (۲)اَوْسَطْ (۳)اَدْنٰی۔ سب میں اعلی درجہ "ط" کا ہے۔ اوسط درجہ "ج" کا ہے ادنی درجہ بقیہ تینوں حروف "ب د ق" کا ہے پھر باعتبار ادائیگی قلقلہ کے تین درجے ہیں۔

(۱)قَلْقَلَہْ کُبْرٰی (۲) قَلْقَلَہْ مُتَوَسِّطَہْ (۳) قَلْقَلَہْ صَغِیْرَہْ

(۱)اگر حرف قلقلہ مشدد ہو اور اسپر وقف ہو رہا ہو تو قلقلہ کبری ہو گا جیسے "اَلْحَقّ، اَلْحَجّ" وغیرہ۔

(۲) حرف قلقلہ ساکن ہو اور کلمہ کے آخر میں ہو تو قلقلہ متوسطہ ہو گا جیسے "مُحِیْطْ، مِنْ عَلَقْ، مُنِیْبْ" وغیرہ۔

(۳) حرف قلقلہ ساکن ہو لیکن کلمہ کے درمیان میں ہو تو قلقلہ صغیرہ ہو گا جیسے "خَلَقْنَا، تَبْدِیْلًا، یَدْخُلُوْنَ" وغیرہ۔حالت وصل سے زیادہ حالت وقف میں قلقلہ واضح کرنا ضروری ہے۔

قلقلہ کی کیفیت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قلقلہ زبر سے قریب ہے۔ لیکن مناسب اور بہتر یہ ہے کہ قلقلہ کے پہلے جو حرکت ہو اسی حرکت کا لحاظ کیا جائے۔ جیسے حرف قلقلہ سے پہلے زبر ہو تو قلقلہ کی کیفیت زبر سے قریب ہو گی۔ جیسے "اَقْرَبُ" وغیرہ۔ اور اگر حرف قلقلہ سے پہلے زیر ہو تو قلقلہ کی

کیفیت زیر سے قریب ہو گی جیسے "اِقْرَاْ" وغیرہ۔اور اگر حرف قلقلہ سے پہلے پیش ہو تو قلقلہ کی کیفیت پیش سے قریب ہو گی "اُقْتُلُوْا" وغیرہ۔

(۳) لِیْنْ:۔ لین کے معنی نرمی کے ہیں اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی میں نرمی اور آسانی ہوتی ہے کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ حروف لین دو ہیں"و ، ی" بشرطیکہ یہ دونوں حروف ساکن ہوں اور انکے پہلے زبر ہو جیسے "مِنْ خَوْفٍ ، وَالصَّیْفِ" وغیرہ۔

(۴) اِنْحِرَافْ:۔ انحراف کے معنی پھر جانے 'پلٹ جانے 'راستہ سے ہٹ جانے کے ہیں ۔ اصطلاح میں وہ حروف جنکی ادائیگی کے وقت نوک زبان مخرج کی طرف پلٹتی ہے۔اسکے دو حروف ہیں" ل ، ر" لام میں زبان کا کنارہ پلٹتا ہے اور راء میں نوک زبان کی پیٹھ پلٹتی ہے۔

(۵) تَکْرِیْرْ:۔ تکریر کے معنی کسی چیز کے بار بار ہونے کے ہیں۔اصطلاح میں وہ حرف جسکی ادائیگی کے وقت نوک زبان میں لرزہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے آواز میں تکرار کی مشابہت ہوتی ہے اور یہ اس حرف کی خاص صفت ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔اسکا ایک حرف "ر" ہے خاص کر جب "ر" پر تشدید ہو تو زیادہ احتیاط کرنی چاہئے ورنہ ایک "ر" کے بجائے کئی "ر" اداء ہو جائینگے جیسے "کَرَّۃً" اور "مَرَّۃً" کی راء۔ اس کی یہ صفت جاننے کا مقصد ہی یہی ہے کہ اس میں یہ صفت تکرار کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ایسی حالت میں تلاوت کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ

اس صفت تکرار کو چھپانے کی کوشش کرے زیادہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن اسکے معنی یہ بھی نہیں ہیں کہ نوک زبان کی لرزش کو بالکل ختم کر دیا جائے اگر ایسا کیا جائیگا تو آواز نوک زبان اور مسوڑھے کے درمیان سکڑ کر رہ جائیگی اور یہ بات درست نہیں صحیح تو یہ ہے کہ زبان کی لرزش باقی رہے گی لیکن کم رہے گی تاکہ صفت ختم نہ ہو جائے۔

(٦) تَفَشِّیْ :۔ تفشی کے معنی پھیلنے کے ہیں اصطلاح میں وہ حرف جسکی ادائیگی کے وقت آواز بیچ زبان اور بیچ تارک سے نکل کر منہ میں پھیل جاتی ہے۔ بعض علماء اسکی تعریف اس طرح کرتے ہیں کے وہ حرف جسکی ادائیگی کے وقت آواز منہ میں پھیل جاتی ہے اسکا ایک حرف "ش" ہے، اور یہ صفت اسی کیساتھ خاص ہے ۔یہی قول معتبر ہے اگرچیکہ بعضوں کے نزدیک "ث ر س ص ض ف" بھی حروف تفشی ہیں لیکن پہلا قول ہی درست ہے۔

(٧) اِسْتِطَالَتْ:۔ استطالت کے معنی لمبے کرنے اور دراز کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ حرف جسکی ادائیگی کے وقت زبان کے سیدھے یا بائیں جانب سے آواز شروع سے آخر تک مخرج میں دراز اور موٹی ہوتی ہے اسکا ایک حرف " ض " ہے یہ صفت صرف حرف " ض" کی ہے۔ (بعض علماء غنہ کو بھی ایک صفت قرار دیا ہے حروف غنہ دو ہیں" ن ، م " (ان میں کبھی غنہ زیادہ اور کبھی کم ہوتا ہے)۔

یاد رہے کہ صفات کی دو قسمیں ہیں: (ا) قوی صفات ، (٢) ضعیف صفات۔

قوی صفات گیارہ ہیں:

(۱)جَھْرٌ (۲)شَدِیْدَۃٌ (۳)اِسْتَعْلَاءٌ (۴)اِطْبَاقٌ (۵)غُنَّہٌ (۶)صَفِیْرٌ (۷)قَلْقَلَہٌ (۸)اِنْحِرَافٌ (۹)تَکْرِیْرٌ (۱۰)تَفَشِّیْ (۱۱)اِسْتِطَالَتٌ۔

ضعیف صفات پانچ ہیں:

(۱)ھَمْسٌ (۲)رِخْوَۃٌ (۳)اِسْتِفَالٌ (۴)اِنْفِتَاحٌ (۵)لِیْنٌ۔

تین صفات: (۱)اِذْلَاقٌ (۲)اِصْمَاتٌ (۳)بَیْنِیَّہٌ (مُتَوَسِّطَہٌ)

ایسے ہیں انہیں نہ قوی صفات میں شمار کیا جاتا ہے اور نہ ضعیف صفات میں شمار کیا جاتا ہے۔

اگر کسی حرف کے صفات جاننا ہو تو پہلے صفات اضدادیہ میں تلاش کریں۔ اضدادیہ میں بھی ہمس سے ابتداء کریں یعنی جس حرف کے صفات معلوم کرنا ہو تو پہلے اس حرف کو حروف مہموسہ میں ڈھونڈیں۔ اگر وہ حرف حروف مہموسہ میں ملجائے تو وہ اسکی صفت ہوگی۔ وہ حرف حروف مھموسہ میں نہ ہو تو حروف مجہورہ میں ہوگا اور اسکی صفت مجہورہ ہوگی۔ پھر اس حرف کو حروف شدیدہ میں دیکھیں اگر وہ حرف شدیدہ میں ملجائے تو وہی اسکی صفت ہوگی۔ وہ اگر حروف شدیدہ میں نہ ہو تو حروف رخوہ میں دیکھیں اگر وہ حرف موجود ہو تو وہی اسکی صفت ہوگی۔ اگر وہ حرف حروف رخوہ میں بھی نہ ہو تو حروف بینیہ (متوسطہ) میں ضرور ہوگا جو اسکی صفت ہوگی۔ اسکے بعد اس حرف کو حروف مستعلیہ میں دیکھیں اگر وہ حرف حروف مستعلیہ میں ہو تو وہی اسکی صفت ہوگی، ورنہ وہ حرف اسکی ضد مستفلہ

میں ہو گا اور وہی اسکی صفت ہو گی۔ پھر اسکے بعد حروف مطبقہ میں دیکھیں اگر وہ حرف حروف مطبقہ میں ملجائے تو وہی اسکی صفت ہو گی ورنہ وہ حرف اسکی ضد یعنی حروف منفتحہ میں ہو گا جو اسکی صفت ہو گی۔ پھر اس حرف کو حروف مذلقہ میں دیکھیں اگر وہ حرف حروف مذلقہ میں ملجائے تو وہی اسکی صفت ہو گی ورنہ وہ حرف پھر اسکی ضد یعنی حروف مصمتہ میں ہو گا وہی اسکی صفت بھی ہو گی۔ یہاں صفات اضدادیہ ختم ہو جائیں گے۔ پھر صفات غیر اضدادیہ میں تلاش کریں اگر وہ حرف ان صفات غیر اضدادیہ میں ملجائے تو وہ اسکی صفت ہو گی اگر نہ ملے تو وہ اسکی صفت نہ ہو گی۔ ان صفات کی ضد نہیں ہے۔ اسلئے مزید کوئی تلاش نہ ہو گی کسی بھی حرف میں کم از کم پانچ صفات کا ہونا ضروری ہے کسی حرف میں چھ صفات ہو سکتے ہیں اور کسی حرف میں سات صفات صرف حرف "ر" میں سات صفات ہیں تمام حروف کے صفات آسانی کے ساتھ جاننے کیلئے ترتیب وار ایک نقشہ میں درج کئے جاتے ہیں:

❁❁❁❁

حرف الھجاء	صفات کے نام						جملہ صفات
ا	مجھورہ	رخوہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	-	-	٥
ب	مجھورہ	شدیدہ	مستفلہ	منفتحہ	مذلقہ	قلقلہ	-	٦
ت	مھموسہ	شدیدہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	-	-	٥
ث	مھموسہ	رخوہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	-	-	٥
ج	مجھورہ	شدیدہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	قلقلہ	-	٦

ح	مهموسه	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥
خ	مهموسه	رخوه	مستعليه	منفتحه	مصمته	-	-	٥
د	مجهوره	شديده	مستفله	منفتحه	مصمته	قلقله	-	٦
ذ	مجهوره	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥
ر	مجهوره	متوسطه	مستفله	منفتحه	مذلقه	انحراف	تكرير	٧
ز	مجهوره	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	صفيره	-	٦
س	مهموسه	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	صفيره	-	٦
ش	مهموسه	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	تفشی	-	٦
ص	مهموسه	رخوه	مستعليه	مطبقه	مصمته	صفيره	-	٦
ض	مجهوره	رخوه	مستعليه	مطبقه	مصمته	استطالت	-	٦
ط	مجهوره	شديده	مستعليه	مطبقه	مصمته	قلقله	-	٦
ظ	مجهوره	رخوه	مستعليه	مطبقه	مصمته	-	-	٥
ع	مجهوره	متوسطه	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥
غ	مجهوره	رخوه	مستعليه	منفتحه	مصمته	-	-	٥
ف	مهموسه	رخوه	مستفله	منفتحه	مذلقه	-	-	٥
ق	مجهوره	شديده	مستعليه	منفتحه	مصمته	قلقله	-	٦
ک	مهموسه	شديده	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥
ل	مجهوره	متوسطه	مستفله	منفتحه	مذلقه	انحراف	-	٦
م	مجهوره	متوسطه	مستفله	منفتحه	مذلقه	غنه	-	٦
ن	مجهوره	متوسطه	مستفله	منفتحه	مذلقه	غنه	-	٦
و	مجهوره	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥

ه	مهموسه	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥
ء	مجهوره	شدیده	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥
ی	مجهوره	رخوه	مستفله	منفتحه	مصمته	-	-	٥

*****

نون ساکن یا تنوین کے قاعدے

نون ساکن یا تنوین کے چار قاعدے ہیں:

(۱)اِظْهَارٌ (۲)اِدْغَامٌ (۳)اِقْلَابٌ یا قَلْبٌ (۴)اِخْفَاءٌ

۱۔ اِظْهَارٌ : کسی حرف کو صاف ظاہر و واضح کر کے بلا غنہ پڑھنے کو اظہار کہتے ہیں۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی یعنی "ء ، ہ ، ع ، ح ، غ ، خ" میں سے کوئی بھی حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین کو صاف ظاہر و واضح کر کے بلا غنہ پڑھتے ہیں جیسے : "مِنْهُ ، يَنْئَوْنَ ، غَاسِقٍ اِذَا ، مِنْ عَلَقٍ ، وَانْحَرْ ، اَلْمُنْخَنِقَةُ" وغیرہ۔

۲۔ اِدْغَامٌ: لغت میں ایک چیز کو دوسری چیز میں ڈالنے یا ملانے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح تجوید میں ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں۔ (ساکن حرف ، متحرک حرف میں اس طرح مل جائے کہ دونوں حروف ملکر ایک حرف مشدد بن جائیں ادغام کہلاتا ہے)۔ حروف ادغام چھ ہیں۔ "ی ر م ل و ن" جنکا مجموعہ "يَرْمَلُوْنَ" ہے۔ ادغام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادغام مع الغنہ (۲) ادغام بلاغنہ

(۱) اِدْغَامٌ مَعَ الْغُنَّۃْ: نون ساکن یا تنوین کے بعد "ی، و، م، ن" (يُوْمِنْ) میں سے کوئی بھی حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین کو آنے والے حرف میں ملا کر غنہ کیساتھ پڑھتے ہیں جیسے : "مَنْ يَّعْمَلْ ، مِنْ وَّلِيٍّ ، مِنْ مَّآءٍ ،

مِنۡ نَّصِيۡرٍ ، لَهَبٍ وَّ تَبَّ ، خَيۡرًا يَّرَهٗ"وغیرہ۔ اسے ادغام ناقص بھی کہتے ہیں اسلئے کہ حرف باقی نہیں رہتا اسکی صرف صفت "غنہ" باقی رہ جاتی ہے۔

(۲) اِدۡغَامۡ بِلَا غُنَّهۡ: نون ساکن یا تنوین کے بعد "ل ، ر" میں سے کوئی بھی حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین کو آنے والے حرف میں ملا کر بلا غنہ پڑھتے ہیں جیسے: "مِنۡ رَّبِّكَ ، مِنۡ لَّدُنۡكَ ، هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ، فِيۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ" وغیرہ۔ اس قسم کے ادغام کو ادغام کامل بھی کہتے ہیں اسلئے کہ اسمیں حرف اور اسکے سب صفات ختم ہو جاتے ہیں۔

نوٹ۔ نون ساکن اور حرف ادغام اگر ایک ہی کلمہ میں جمع ہوں تو ادغام نہیں ہوتا جیسے "بُنۡيَانٌ، قِنۡوَانٌ ، دُنۡيَا، صِنۡوَانٌ "وغیرہ۔

۳۔ اِقۡلَابۡ یا قَلۡبۡ: الٹنے ، بدلنے، پھیرنے کو لغت میں قلب یا اقلاب کہتے ہیں۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف قلب "ب" آئے تو نون ساکن یا تنوین کو "م" سے بدل کر غنہ کیساتھ پڑھتے ہیں جیسے: "مِنۡ بَعۡدِ (مِمۡ بَعۡدِ) "حِلٌّۢ بِهٰذَا (حِلُّمۡ بِهٰذَا)" وغیرہ۔

۴۔اِخۡفَاءۡ: اخفاء کے معنی چھپانے کے ہیں۔ اصطلاح تجوید میں صفت اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت سے غنہ کیساتھ حروف کی ادائیگی کو اخفاء کہتے ہیں۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف اخفاء میں سے کوئی بھی حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین کو چھپا کر غنہ کیساتھ پڑھتے ہیں۔ حروف اخفاء پندرہ ہیں "ت ، ث

، ج ، د ، ذ ، ز ، س ، ش ، ص ، ض ، ط ، ظ ، ف ، ق ، ک "(حروف اخفاء کو یاد کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیچے دیا گیا شعر یاد کرلیں) اس شعر کے ہر کلمہ کا پہلا حرف اخفاء کا ہے۔

ص ذ ث ک ج ش ق س د ط ز ف ت ض ظ

صِفْ ذَا ثَنَا كَمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِيْ تُقًى ضَعْ ظَالِمَا

جیسے: مِنْ قَبْلِ، مِنْكُمْ، مَنْ فِي الْاَرْضِ، مِنْ شَجَرَةٍ، اُنْثٰى، اَنْتَ، نَارًا ذَاتَ، عِنْدَهٗ، اَنْزَلَ، مِنْ صِيَامٍ، يَنْطِقُوْنَ، شَرَابًا طَهُوْرًا، اُنْظُرْ۔ جیسے اردو: میں پنکھا، بنجارہ، منجل، کنکر، صندل، سنسار، سنترہ، منطق، منظر، انقلاب، انگلش میں Monkey (منکی)، Blanket (بلانکٹ)، Uncle (انکل)، Mango (مینگو) وغیرہ۔

نوٹ:۔ نون ساکن کے بعد حرف اظہار چاہے ایک کلمہ میں یا الگ الگ کلمہ میں واقع ہو، ہر صورت میں اظہار ہوگا۔ اسی طرح سے نون ساکن اور حرف اقلاب ایک کلمہ میں یا الگ الگ کلمہ میں واقع ہو، ہر صورت میں اقلاب ہوگا۔ اور یہی حکم اخفاء کا بھی ہے۔ یعنی نون ساکن اور حرف اخفاء ایک کلمہ میں یا الگ الگ کلمہ میں واقع ہو، ہر حال میں اخفاء مع الغنہ ہوگا۔ البتہ تنوین اور دوسرا حرف ایک کلمہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ و نیز نون ساکن یا تنوین کے بعد واقع ہونے والا حرف اخفاء اگر حروف مستعلیہ میں سے ہو تو غنہ میں بھی استعلاء کی صفت باقی رہے گی اور اگر وہ حرف حروف مستفلہ میں سے ہو تو غنہ میں بھی استفال کی صفت رہے گی۔

میم ساکن کے قاعدے

میم ساکن کے تین قاعدے ہیں:

(۱)اِخْفَاء شَفَوِیْ (۲)اِدْغَام شَفَوِیْ (۳)اِظْهَار شَفَوِیْ

۱۔اِخْفَاء شَفَوِیْ: اسکا ایک حرف "ب" ہے۔ میم ساکن کے بعد "ب" آئے تو میم ساکن کو چھپا کر غنہ کیساتھ پڑھتے ہیں جیسے "رَبَّهُمْ بِهِمْ "وغیرہ۔

۲۔اِدْغَام شَفَوِیْ: اسکا ایک حرف "م" ہے۔ میم ساکن کے بعد "م" آئے تو میم ساکن کو بعد والے میم میں ملا کر غنہ کیساتھ پڑھتے ہیں جیسے: "رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ ، لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ " وغیرہ۔ (اسے ادغام متماثلین بھی کہا جاتا ہے اسمیں غنہ ضروری ہے)۔

۳۔اِظْهَار شَفَوِیْ: میم ساکن کے بعد "ب" یا "م" کے علاوہ باقی چھبیس حروف (۲۶) یعنی "ت ، ث ، ج ، ح ، خ ، د ، ذ ، ر ، ز ، س ، ش ، ص ، ض ، ط ، ظ ، ع ، غ ، ف ، ق ، ک ، ل ، ن ، و ، ھ ، ء ، ی" میں سے کوئی بھی حرف آئے تو میم ساکن کو صاف ظاہر کرکے بلاغنہ پڑھتے ہیں جیسے: "هُمْ عَنْ ، اَلَمْ تَرَ ، اَلَمْ يَجْعَلْ ، اَمْثَالُكُمْ "وغیرہ

نوٹ: میم کا مخرج شفوی ہونے کی وجہ سے ان قواعد کیساتھ شفوی کا لفظ اضافہ کیا گیا ہے۔ جیسے اخفاء شفوی ادغام شفوی وغیرہ۔اور اسکی وجہ سے نون ساکن یا تنوین کے قواعد کیساتھ فرق بھی ہو جاتا ہے۔اور یہاں ایک خاص بات جو خصوصیت کیساتھ یاد رکھنی چاہئے وہ یہ کہ میم ساکن کے بعد "و" یا "ف" آئے

تو اظہار شدید ہوگا چونکہ "و" میم کا ہم مخرج ہے اور "ف" میم کا قریبی مخرج ہے۔ اسلئے اخفاء کے احتمال کو دور کرنے اظہار شدید کا حکم ہے۔ میم ساکن کے بعد حرف اظہار اسی کلمہ میں واقع ہو یا دوسرے کلمہ میں واقع ہو ہر صورت میں اظہار ہوگا۔

*****

نون مشدد اور میم مشدد کے قواعد

نون مشدد اور میم مشدد درمیان کلمہ واقع ہوں یا آخر کلمہ، حالت وصل میں ہوں یا حالت وقف میں، ہر حالت میں دو حرکت کی مقدار ان پر غنہ کرنا واجب ہے۔ جیسے "اِنَّ ، ثُمَّ ، اُمَّتُکُمْ ، یَمُنُّوْنَ ، هَمَّتْ بِهٖ" وغیرہ۔

*****

لام جلالہ کے احکام

لام جلالہ لفظ اللہ کے لام کو کہتے ہیں اسکے دو قاعدے ہیں:

(ا) موٹا پڑھنا (مُفَخَّمْ)، (۲) باریک پڑھنا (مُرَقَّقْ)

ا۔ لام جلالہ یعنی لفظ اَللّٰه کے "ل" سے پہلے فتحہ (یعنی زبر) یا ضمہ (یعنی پیش) ہو تو لفظ اَللّٰه کے "ل" کو مفخم (یعنی موٹا) پڑھتے ہیں جیسے "هُوَ اللّٰهُ، هُمُ اللّٰهُ، رَسُوْلُ اللّٰهِ" وغیرہ

۲۔ لام جلالہ یعنی لفظ اَللّٰه کے "ل" سے پہلے کسرہ (یعنی زیر) ہو تو لفظ اَللّٰه کے "ل" کو مرقق (یعنی باریک) پڑھتے ہیں جیسے: "بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ، فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ" وغیرہ۔ دیگر تفصیل لام ساکن کے بیان میں دیکھی جاسکتی ہے۔

"ر"کا بیان

"ر" کو دو طریقوں سے پڑھا جاتا ہے :۱۔ موٹا (مُفَخَّمْ) ۲۔ باریک (مُرَقَّقْ)

حسب ذیل حالات میں"ر" کو موٹا پڑھا جاتا ہے :

۱۔ "ر" پر زبر یا پیش ہو جیسے : "رَبُّكَ ، رُسُلٌ ، رُزِقُوْا ، رُبَمَا ، اَلَمْ تَرَ" وغیرہ

۲۔ "ر" پر دو زبر یا دو پیش ہوں جیسے : "بَشِيْرًا ، خَبِيْرٌ ، بَصِيْرٌ ، بَرًّا" وغیرہ۔

۳۔ "ر" پر کھڑا زبر ہو جیسے :"وَذِكْرٰى، لَاتَرٰى"وغیرہ۔البتہ "ر" پر الٹے پیش کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ "ر " کے اوپر کھڑا زبر در حقیقت"ر" پر زبر اور اسکے بعد الف ہونے کو بتلاتا ہے۔

۴۔ "ر" ساکن ہو اور اسکے پہلے زبر یا پیش ہو تو بھی"ر" کو موٹا ہی پڑھا جاتا ہے جیسے : "تَرْمِيْهِمْ ، يُرْزَقُوْنَ، اُنْظُرْ ، فَلَاتَنْهَرْ" وغیرہ۔

۵۔ "ر"ساکن سے پہلے کا حرف ساکن ہو اور اسکے پہلے زبر یا پیش ہو تو اس حالت میں بھی موٹا پڑھا جاتا ہے جیسے : "وَالْفَجْرْ ، اَلْقَدْرْ ، اَلْعُسْرْ" وغیرہ۔

۶۔ "ر"ساکن سے پہلے کسرہ عارضی بھی ہو تو"ر" کو موٹا پڑھتے ہیں جیسے : "اِرْجِعِيْ، اِرْتَضٰى ، اِرْتَابُوْا" وغیرہ۔

۷۔ کسی کلمہ کے آخر میں کسرہ اصلی ہو یا عارضی اور دوسرے کلمہ کی ابتداء میں "ر" ساکن ہو تو "ر" ساکن کو موٹا پڑھتے ہیں جیسے : "اَلَّذِیِ ارْتَضٰی ، رَبِّ ارْحَمْهُمَا ، اَمِ ارْتَابُوْا" وغیرہ

۸۔ "ر" ساکن سے پہلے کسرہ اصلی اور "ر" ساکن کے بعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف آئے تو "ر" کو موٹا پڑھا جاتا ہے جیسے : "قِرْطَاسٍ ، مِرْصَادٍ ، فِرْقَةٌ" وغیرہ۔

قرآن کریم میں اس طرح کے پانچ کلمات ہیں :

(۱) قِرْطَاسٍ (الانعام -۷)، (۲) فِرْقَةٌ (التوبۃ -۱۲۲)، (۳) اِرْصَادًا (التوبۃ - ۱۰۷)، (۴) مِرْصَادًا (النبا-۲۱)، (۵) لَبِالْمِرْصَادِ (الفجر - ۱۴)

حسب ذیل حالات میں "ر" کو باریک پڑھا جاتا ہے۔

۱۔ "ر" کے نیچے کسرہ (یعنی زیر) اصلی ہو یا عارضی ہو جیسے : "رِسٰلٰتِ ، بِرِجَالٍ ، فَاسْرِ ، وَاذْكُرِ اسْمَ" وغیرہ۔

۲۔ "ر" کے نیچے جر (یعنی دو زیر) ہو جیسے : "مِنْۢ بَشِيْرٍ ، وَّلَانَذِيْرٍ" وغیرہ۔

۳۔ "ر" کے نیچے کھڑی زیر ہو جیسے مَجْرٖهَا (حالت امالہ میں) اسکی کوئی اور مثال نہیں ہے۔

۴۔ "ر" ساکن کے پہلے کسرہ (اصلی) ہو جیسے : "شِرْعَةً ، فِرْعَوْنُ ، اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ" وغیرہ۔

۵۔ "ر" ساکن سے پہلے ساکن ہو اور اسکے پہلے زیر ہو جیسے :"حِجْرٌ ، اَلذِّكْرُ ، بِعُرٌ" وغیرہ

٦۔ "ر" ساکن سے پہلے "ی" ساکن آئے اور اسکے پہلے زیر ہو یا زبر (یعنی "ی" مدہ ہو یا لینہ) تو "ر" کو باریک پڑھتے ہیں جیسے : "قَدِيْرٌ ، لَاضَيْرٌ ، خَيْرٌ" وغیرہ

۷۔ "ر" پر وقف کی وجہ سے عارضی سکون آئے اور روم سے وقف کیا جارہا ہو تو "ر" کو باریک پڑھتے ہیں جیسے :"وَالْعَصْرُ" اسلئے کہ روم وصل سے قریب اور مشابہ ہے روم کا حکم وصل کے حکم کی طرح ہے۔

۸۔ ''ر'' ساکن سے پہلے کسرہ اصلی اور دوسرے کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف آئے تو "ر" کو باریک پڑھتے ہیں جیسے : "فَاصْبِرْ صَبْرًا ، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ" وغیرہ۔

نوٹ :"ر" ساکن سے پہلے ،حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ساکن آئے اور اسکے پہلے زیر ہو جیسا کہ قرآن کریم میں صرف دو کلموں میں آیا ہے۔ کلمتہ "مِصْر" اور "اَلْقِطْر" میں اہل علم کے نزدیک حالت وقف میں موٹا اور باریک پڑھنے میں اختلاف ہے۔ امام جزریؒ نے کلمتہ "مِصْرْ" کو حالت وقف میں موٹا اور کلمتہ "اَلقِطْرْ" کو حالت وقف میں باریک پڑھنا اختیار کیا ہے۔اور کلمتہ "كُلُّ فِرْقٍ" (الشعراء- ٦٣) میں "ر" کو باریک اور موٹا پڑھنا دونوں جائز ہے۔ امام جزریؒ کے نزدیک حرف مستعلیہ کے مکسور ہونے کی

بناء باریک ہی پڑھنا مناسب ہے۔اسی طرح کلمتہ "نَذُرِ"جو سورہ القمر میں چھ دفعہ آیا ہے اور کلمتہ "اِذَا یَسْرِ" جو سورہ الفجر میں آیا ہے ان کلموں میں "ی"مدہ محذوف ہونے کے سبب موٹا اور باریک پڑھنے میں اختلاف ہے لیکن اصلی حالت "نَذُرِی ، یَسْرِی" کے پیش نظر باریک پڑھنا ہی مناسب ہے۔ یاد رکھیں کہ "ر"کے یہ جملہ احکام صرف اس وقت ہیں جب "ر" پر تشدید نہ ہو اور اگر "ر" پر تشدید واقع ہو توصرف "ر"کی حرکت کااعتبار ہوگا (یعنی زبر، یادوزبر، پیش، یادو پیش ہوتو"ر" کو موٹا پڑھا جائے گا)۔ "ر"سے پہلے کی حرکت اور"ر"کے بعد والے حرف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، جیسے: لَیْسَ الْبِرَّ، مِنْ شَرِّ، اَلرُّوْحُ وغیرہ۔

*****

ادغام کا بیان

ادغام۔ دو حروف کے ملجانے اور ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنے کو اِدْغَامْ کہتے ہیں۔ اسکی دوسری تعریف یہ بھی ہے کہ ساکن حرف متحرک حرف میں اس طرح ملجائے کہ دونوں حروف ملکر ایک حرف مشدد بن جائیں ادغام کہلاتاہے۔ اصولی طور پر ادغام کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مُتَمَاثِلَیْنْ (۲) مُتَقَارِبَیْنْ (۳) مُتَجَانِسَیْنْ (۴) مُتَبَاعِدَیْنْ

اگرچیکہ یہاں متباعدین ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ کس صورت میں ادغام کرنا جائز اور ضروری ہے۔

(۱) اِدْغَامِ مُتَمَاثِلَیْنْ: ایسے دو حروف کا ایک جگہ جمع ہونا جن کا مخرج اور صفات ایک ہی ہوں جیسے دو "د" جمع ہو جائیں "وَقَدْ دَّخَلُوْا" وغیرہ۔ یہ ادغام متماثلین یا ادغام مثلین کہلاتاہے۔ اسکی تین قسمیں ہیں:

(۱) صغیر، (۲) کبیر، (۳) مطلق۔

ا۔ اِدْغَامِ مُتَمَاثِلَیْنْ صَغِیْرْ: دونوں حرف ایک ہی مخرج اور صفات رکھتے ہوں اور پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہوں جیسا کہ "اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ، فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ" وغیرہ اسے ادغام متماثلین صغیر کہا جاتا ہے۔ اس کو متماثلین اسلئے کہا جاتاہیکہ دونوں حرف کا مخرج اور صفات ایک ہی ہیں۔ صغیر اسلئے کہاجاتاہیکہ پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہے جسکی وجہ سے ادغام آسانی

کیساتھ ہو جاتا ہے کوئی دشواری نہیں ہوتی اور یہ ادغام تمام قراء کہ نزدیک واجب ہے۔ اور اگر پہلا ساکن حرف ، حرف مد ہو تو اظہار کرنا واجب ہے تا کہ ادغام کی وجہ سے مد نہ گر جائے جیسے :"فِيْ يَوْمَيْنِ، اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا" وغیرہ۔

(نکتہ) یہ ان کے پاس ہے جو "ی" مدیہ اور "ی" متحرکہ کا مخرج وسط زبان "و" مدیہ اور "و" متحرکہ کا مخرج شفتین یعنی دونوں ہونٹ مانتے ہیں۔ دیگر تمام قراء کے نزدیک "ی" مدیہ کا مخرج جوف اور "ی" متحرکہ کا مخرج شجریہ "و" مدیہ کا مخرج جوف اور "و" متحرکہ کا مخرج شفتین یعنی دونوں ہونٹ ہے اس اختلاف مخرج کی وجہ سے ادغام متماثلین ممکن ہی نہیں ہے۔ اور پہلے ساکن حرف پر سکتہ ہو جیسے : "مَالِيَهْ ۜ هَلَكَ عَنِّيْ" تو حفصؒ کے نزدیک اظہار و ادغام دونوں جائز ہیں۔ بہتر اظہار ہے۔

ب۔ اِدْغَامِ مُتَمَاثِلَيْنِ كَبِيْرْ : دونوں حرف ایک ہی مخرج اور صفات رکھتے ہوں اور دونوں متحرک ہوں، چاہے ایک ہی کلمہ میں ہوں یا علحدہ علحدہ کلموں میں ہوں۔ جیسے : "مَنَاسِكَكُمْ ، اَلرَّحِيْمِ مٰلِكِ" وغیرہ تو امام حفصؒ اور دیگر قراء کے نزدیک اظہار واجب ہے۔ امام سوسیؒ کے نزدیک ادغام ہو گا۔ البتہ امام حفصؒ کے نزدیک دو کلموں میں استثناء ہے۔

(ا) پہلا کلمہ "لَا تَأْمَنَّا" (یوسف-١١) اسمیں دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ: ادغام، اشمام کیساتھ ہوگا۔ دوسرا طریقہ: "لَا تَأْمَنَّا" کے پہلے نون میں روم ہوگا۔ یہ دونوں طریقے صرف بالمشافہ استاد سے سمجھے جاسکتے ہیں۔

(٢) دوسرا کلمہ "قَالَ مَامَکَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ" (الکہف-٩٥) اصل میں" مَکَّنَنِیْ" تھا امام حفصؒ نے پہلے نون کو دوسرے نون میں ادغام کیساتھ پڑھا ہے۔

ج۔ اِدْغَامِ مُطْلَقْ: دونوں حرف ایک ہی مخرج اور صفات رکھتے ہوں اور پہلا حرف متحرک اور دوسرا حرف ساکن ہو جیسے: "مَا نَنْسَخْ، شَقَقْنَا" وغیرہ۔ یہاں بغیر کسی اختلاف کے تمام قراء کے نزدیک اظہار ہوگا۔ اس ادغام کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا صرف اقسام کا ذکر مکمل کرنے کیلئے بیان کیا گیا۔

(٢) اِدْغَامِ مُتَقَارِبَیْنْ: ایسے دو حروف کا ایک جگہ جمع ہونا جو مخرج اور صفات میں قریب ہوں جیسے: "ذ" اور "ز" "وَاِذْ زَیَّنَ" وغیرہ۔ یا صرف مخرج میں قریب ہوں جیسے: "د" اور "س"، "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ" وغیرہ۔ یا صرف صفات میں قریب ہوں جیسے: "ذ" اور "ج"، "اِذْ جَآءُوْکُمْ" وغیرہ۔ یہ ادغام متقاربین کہلاتا ہے۔ اسکی بھی تین قسمیں ہیں: (ا) صغیر (ب) کبیر (ج) مطلق

ا۔ اِدْغَامِ مُتَقَارِبَیْنْ صَغِیْرْ: دونوں حرف مخرج اور صفات میں قریب ہوں۔ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو جیسے: "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ" وغیرہ۔ یہاں امام حفصؒ کے نزدیک اظہار واجب ہے۔ البتہ "ل" اور "ر" میں حفصؒ کے نزدیک

ادغام ہوگا جیسے :"وَقُلْ رَّبِّ" جبکہ کلمہ "بَلْ رَانَ" میں امام حفصؒ کے نزدیک سکتہ ہے جسکی وجہ سے ادغام نہیں ہوگا۔ کلمہ "اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ" (المرسلات-۲۰) میں امام حفصؒ سے دو روایتیں ہیں۔ایک روایت کے مطابق ادغام کامل ہوگا یعنی "ق" کا "ك" میں اس طرح مکمل ادغام ہوگا کہ "ق" کے کوئی صفات باقی نہیں رہیں گے۔ اور دوسری روایت کے مطابق ادغام ناقص ہوگا یعنی حرف "ق" کے بعض صفات باقی رہیں گے۔ جیسے صفت استعلاء باقی رہیگی اس کے برخلاف صفت قلقلہ باقی نہ رہیگی۔ یعنی ادغام صرف صفت استعلاء کو باقی رکھتے ہوئے قلقلہ چھوڑ کر کیا جائیگا۔ لیکن مشہور و مناسب ادغام کامل ہی ہے۔

ب۔اِدْغَامِ مُتَقَارِبَیْنْ کَبِیْرْ : دونوں حرف مخرج اور صفات میں قریب ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو اظہار واجب ہے۔ جیسے : "د" ا ور "س" ، "عَدَدَ سِنِیْنَ" وغیرہ۔ (امام سوسی کے نزدیک ادغام ہے)۔

ج ۔ اِدْغَامِ مُتَقَارِبَیْنْ مُطْلَقْ : دونوں حرف مخرج اور صفات میں قریب ہوں پہلا حرف ساکن اور دوسرا حرف متحرک ہو تو اظہار واجب ہے۔ جیسے :"ل" اور "ی" "عَلَیْكَ" ، "ق" اور "ط" ، "یَلْتَقِطْهُ" وغیرہ۔

(۳) اِدْغَامِ مُتَجَانِسَیْنْ: ایسے دو حروف کا ایک جگہ جمع ہونا جن کا مخرج ایک اور صفات الگ ہوں، ادغام متجانسین کہلاتا ہے۔اسکی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) صغیر (۲) کبیر (۳) مطلق

ا) اِدْغَامِ مُتَجَانِسَیْنْ صَغِیْرْ: دونوں حرف جن کا مخرج ایک اور صفات الگ ہوں۔ پہلا حرف ساکن اور دوسرا حرف متحرک ہو تو چھ صورتوں میں ادغام کامل ہو گا۔ایک مقام پر ادغام ناقص ہو گا۔اور ایک مقام پر اختلاف ہے۔

وہ چھ مقامات جہاں ادغام کامل پر سب کا اتفاق ہے حسب ذیل ہیں۔

(۱)"ب" کے بعد"م" ہو جیسے :"اِرْكَبْ مَّعَنَا"(ہود-۴۲)

(۲)"ت" کے بعد"د" ہو جیسے :"اَثْقَلَتْ دَّعَوَاللّٰهَ" (الاعراف-۱۸۹)

(۳)"ت" کے بعد "ط" ہو جیسے:"اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ" (آل عمران-۱۲۲)

(۴)"ذ" کے بعد"ظ"ہو جیسے :"اِذْ ظَّلَمْتُمْ"(الزخرف-۳۹)

(۵)"د" کے بعد"ت" ہو جیسے :"وَمَهَّدْتُّ"(المدثر-۱۴)

(۶)"ذ" کے بعد"ظ" ہو جیسے :"اِذْ ظَّلَمْتُمْ"(الزخرف-۳۹)

"ث" کے بعد "ذ" ہو جیسے :"يَلْهَثْ ذّٰلِكَ" (الاعراف-۱۷۶) (طیبہ کے مطابق امام حفصؒ سے اس کلمہ میں ایک روایت اظہار کی بھی ہے)-

ایک جگہ جہاں ادغام ناقص ہو گا"ط" کے بعد"ت" ہو جیسے :"اَحَطْتُّ"(النمل-۲۲) "بَسَطْتَّ"(المائدہ-۲۸)۔

ب۔ اِدْغَامِ مُتَجَانِسَیْنْ کَبِیْرْ: ایسے دو حرف جو مخرج میں ایک اور صفات میں مختلف ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو اظہار واجب ہے جیسے :"ت" کے بعد "ط"، "وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ" (الرعد-۲۹) وغیرہ۔

ج۔ اِدْغَامِ مُتَجَانِسَیْنْ مُطْلَقْ : ایسے دو حروف جو مخرج میں ایک اور صفات میں مختلف ہوں پہلا حرف متحرک اور دوسرا حرف ساکن ہو تو تمام قراء کے نزدیک اظہار واجب ہے جیسے :"م" کے بعد "ب" ہو "مَبْعُوْثُوْنَ" یا "ت" کے بعد "ط" ہو "اَفَتَطْمَعُوْنَ" وغیرہ۔

(بعض علماء نے ایسے دو حروف جنکے صفات ایک ہوں اور مخرج علحدہ ہوں انہیں ادغام متجانسین کی دوسری قسم بتلایا ہے۔ اور اسکی بھی تین قسمیں گنائی ہیں : (ا) صغیر جیسے :"ن" ساکن کے بعد "م" متحرک واقع ہو تو ادغام متجانسین صغیر میں شمار کیا ہے جیسے :"مِنْ مَّالٍ" وغیرہ)۔

(۲) کبیر جیسے :"ت" کے بعد "ك" "فَاَنْذَرْتُکُمْ" وغیرہ۔ اس میں اظہار واجب ہے۔

(۳) مطلق جیسے : "ج" کے بعد "د" "اَلَمْ یَجِدْكَ" وغیرہ ۔اس میں بھی اظہار واجب ہے۔

(۴) اِدْغَامِ مُتَبَاعِدَیْنْ : ایسے دو حروف کا ایک جگہ جمع ہونا جن کے مخارج بھی جدا جدا ہوں اور صفات بھی علحدہ علحدہ ہوں ۔ اسکی تین قسمیں ہیں ۔ اور ان تینوں میں بھی اظہار واجب ہے (ا) صغیر جیسے :"ت" کے بعد "ع " "تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ" وغیرہ۔

(۲) کبیر جیسے :"كَ" کے بعد "ه" "فٰكِهُوْنَ" وغیرہ۔ (۳) مطلق جیسے :"ح" کے بعد "ق" "هُوَ الْحَقُّ" وغیرہ۔اس ادغام کے بیان کرنے کی کوئی حاجت نہیں تھی کیونکہ اس میں کوئی ادغام کی شکل نہیں تھی صرف اقسام کا بیان مکمل کرنے کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔

نوٹ: حروف کے متقاربین یا متباعدین جاننے کا طریقہ یہ ہیکہ وہ دونوں حروف جو جمع ہوں اگر الگ الگ مواضع سے نکلتے ہوں۔ جیسے حروف حلقی اور حروف لسان جمع ہو جائیں تو متباعدین ہیں۔اور اگر ایک ہی موضع سے نکلتے ہوں لیکن دونوں مخارج کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو جیسے آخری حلق اور وسط حلق کے حروف جمع ہوں تو متقاربین ہیں۔ یا ایک ہی موضع سے نکلتے ہوں لیکن زیادہ فاصلہ ہو جیسے ایک حرف ابتدائی حلق سے نکلتا ہو دوسرا حرف آخری حلق سے نکلتا ہو تو پھر متباعدین ہیں۔

*****

لام ساکن کا بیان

لام ساکن کی چار قسمیں ہیں:

(۱) لَامِ تَعْرِیْفُ (۲) لَامِ اِسْمُ (۳) لَامِ فِعْلُ (۴) لَامِ حَرْفُ

(۱) لَامِ تَعْرِیْفُ: عربی زبان میں کسی اسم نکرہ (عام) کو معرفہ (خاص) بنانے کیلئے "اَلْ" کا اضافہ کیا جاتاہے۔ جبکہ اس میں صرف "ل" ہی کا اضافہ مقصود ہوتاہے۔ اس "ل" کو "لام تعریف" کہتے ہیں جو کہ اسم پر زائد ہوتاہے۔ اسے نکال بھی دیا جائے تو اسم باقی رہتاہے۔ جیسے: "اَلْاَرْضُ"۔ اگر اس پر سے "لام تعریف" نکال بھی دیا جائے تو اسم باقی رہتاہے "اَرْضُ" وغیرہ۔ لیکن کبھی کسی اسم سے اسے نکال دیا جائے تو اسم باقی نہیں رہتا۔ جیسے: "اَلَّذِیْ" وغیرہ۔ اگر یہاں پر لام تعریف نکال دیا جائے تو اسم باقی نہیں رہتا۔ ہم صرف اس "لام تعریف" کے متعلق بیان کریں گے جسکے نکالنے سے حرف باقی رہتاہے۔

"لام تعریف" کی دو قسمیں ہیں: (ا) اظہار (ب) ادغام

(ا) اِظْھَارْ: "لام تعریف" کے بعد نیچے دیئے گئے چودہ حروف میں سے کوئی حرف آیئے تو "لام تعریف" کو ظاہر کر کر پڑھتے ہیں ان چودہ حروف کو "حروف قَمَرِیَّہْ" کہا جاتاہے۔

"ء ب غ ح ج ک و خ ف ع ق ی م ہ" جنکا مجموعہ "اِبۡغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيۡمَه" ہے۔ جیسے: "اَلۡاَنۡعَامُ ، اَلۡبَيۡتُ ، اَلۡغَمَامُ ، اَلۡحَمِيۡمُ ، اَلۡجَبَّارُ ، اَلۡكَوۡثَرُ وغیرہ۔ اس "لام تعریف" کو "لام قَمَرِی" بھی کہا جاتا ہے اسلئے کہ کلمہ "قمر" میں جس طرح "لام تعریف" کو ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے "اَلۡقَمَرُ" باقی تمام حروف میں بھی اسی طرح "لام تعریف" کو ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے۔

(ب) اِدۡغَامُ : ذیل میں درج چودہ حروف میں سے کوئی حرف "لام تعریف" کے بعد آئے تو "لام تعریف" کو بعد والے حرف میں داخل کر کے پڑھیں گے۔ ان چودہ حروف کو "حروف شَمۡسِيَّه" کہا جاتا ہے "ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن" اسکے یاد کرنے کا آسان طریقہ یہ ہیکہ نیچے دئے گئے شعر کو یاد کر لیا جائے جسکے ہر جملہ کا پہلا حرف حروف شمسیہ کا ہے۔

ط ث ص ر ت ض ذ ن

طِبۡ ثُمَّ صِلۡ رَحِمًا تَفُزۡ ضِفۡ ذَا نِعَمۡ

د س ظ ز ش ل

دَعۡ سُوۡٓءَ ظَنٍّ زُرۡ شَرِيۡفًا لِلۡكَرَمۡ

جیسے: "اَلطُّوۡرُ ، اَلثَّوَابُ ، اَلرَّحۡمٰنُ ، اَلتَّوَّابُ ، اَللَّيۡلُ" وغیرہ۔ اس "لام تعریف" کو "لام شَمۡسِيۡ" بھی کہا جاتا ہے اسلئے کہ جس طرح کلمہ "شمس" میں لام کو

ادغام کر کے پڑھا جاتا ہے "اَلشَّمْسُ" اسی طرح باقی تمام حروف میں بھی "لام تعریف" کو ادغام کر کے پڑھا جاتا ہے۔

(۲) لَامِ اِسْمْ :- ایسا "ل" جو کسی اسم کے حروف اصلی میں سے ہو تو اسے "لام اسم" کہتے ہیں۔ "لام اسم" کے دو قاعدے ہیں: (ا) اظہار (ب) ادغام

(ا) اِظْهَارْ: "لام اسم" اگر کلمہ کے درمیان ہو تو ہمیشہ ظاہر کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے: "سُلْطَانٌ، اَلْوَانُ" وغیرہ۔

(ب) اِدْغَامْ : "ل" اگر اسم کے شروع میں ہو تو ادغام ہو گا۔ ایک تو تماثل کی وجہ سے دوسرا حرف شمسی ہونے کی وجہ سے جیسے: "لِسَانٌ" سے "اَللِّسَانُ" وغیرہ۔

(۳) لَامِ فِعْلْ:- وہ "ل" جو کسی فعل کے حروف اصلی میں ہو۔ اس "ل" کو "لام فعل" کہتے ہیں۔ "لام فعل" کے دو قاعدے ہیں: (ا) اظہار، (ب) ادغام

(ا) اِظْهَارْ : "لام فعل" کے بعد اگر "ل" یا "ر" کے سوا کوئی بھی حرف آئے تو "لام فعل" کو ظاہر کر کے پڑھیں گے۔ جیسے: "اَنْزَلْنَا ، يَلْتَقِطْهُ" وغیرہ

(ب) اِدْغَامْ : "لام فعل" کے بعد اگر "ل" یا "ر" میں سے کوئی حرف آئے تو "لام فعل" کو ادغام کر کے پڑھیں گے۔ ایسا صرف امر کے صیغہ میں ہوتا ہے جیسے: "وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ" (المؤمنون-۱۱۸) "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ" (یونس- ۴۹)

وغیرہ۔ پہلی مثال میں تقارب کی وجہ سے "ل" کا "ر" میں ادغام ہورہا ہے۔ دوسری مثال میں تماثل کی وجہ سے "ل" کا "ل" میں ادغام ہورہا ہے۔

(۴) لَامِ حَرْفُ: وہ "ل" جو کسی حرف میں آتا ہے اس "ل" کو "لام حرف" کہتے ہیں۔ جیسے: "هَلْ ، بَلْ" قرآن مجید میں صرف یہ دو حروف آئے ہیں۔ انکے بھی دو قاعدے ہیں: (ا) اظہار (ب) ادغام

(ا) اِظْهَارْ: "لام حرف" کے بعد اگر "ل" یا "ر" کے سوا کوئی بھی حرف آئے تو "لام حرف" کو اظہار کے ساتھ پڑھیں گے جیسے: "هَلْ اَتَاكَ ، اَلْغَاشِيَةُ ، بَلْ هُمْ" (الدخان-۹) وغیرہ۔

(ب) اِدْغَامْ: "لام حرف" کے بعد اگر "ل" یا "ر" میں سے کوئی حرف آئے تو "لام حرف" کو ادغام کرکے پڑھیں گے جیسے: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ" (النساء-۱۵۸)، "هَلْ لَّكُمْ" (الروم-۲۸) وغیرہ۔ یہاں بھی پہلی مثال میں تقارب کی وجہ سے "ل" کا "ر" میں ادغام ہورہا ہے۔ دوسری مثال میں تماثل کی وجہ سے "ل" کا "ل" میں ادغام ہورہا ہے۔ کلمہ "بَلْ رَانَ" (مطففین-۱۴) اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے کیونکہ کلمہ "بَلْ" پر سکتہ ہے اور سکتہ کی وجہ سے ادغام نہیں ہوسکتا۔

"ہ"کنایہ یا "ہ" ضمیر کا بیان

"ہ" ضَمِیْرُ جسے "ہ" کِنَایَۃٗ بھی کہتے ہیں۔جو واحد مذکر غائب کیلئے کسی کلمہ (یعنی اسم، فعل، حرف) کے آخر میں آتی ہے۔اس "ہ" ضمیر یا "ہ" کنایہ کو پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔

ا۔ **پہلی صورت** یہ ہیکہ "ہ" ضمیر کسی متحرک حرف کے بعد اور کسی ساکن حرف کے پہلے واقع ہو۔ جیسے :"لَهُ الْمُلْكُ" وغیرہ۔ایسی صورت میں ملا کر پڑھا جائے تو صلہ نہیں ہوگا۔

۲۔**دوسری صورت** یہ ہیکہ "ہ" ضمیر دو ساکن حروف کے درمیان واقع ہو۔ جیسے : "اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ" وغیرہ۔ایسی صورت میں بھی کوئی صلہ نہیں ہوگا۔

۳۔ **تیسری صورت** یہ ہیکہ "ہ" ضمیر سے پہلے بھی کوئی حرف متحرک ہو اور بعد بھی کوئی حرف متحرک ہو لیکن بعد والا حرف ہمزہ نہ ہو تو "ہ" ضمیر کو دو حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھا جائیگا۔ جیسے : "لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ" وغیرہ۔اصطلاح تجوید میں اسے صلہ صغری کہتے ہیں۔اگر بعد والا حرف ہمزہ ہو تو "ہ" ضمیر کو چار تا پانچ حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھا جائیگا۔ جیسے :"عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" وغیرہ۔ اسے اصطلاح تجوید میں صلہ کبری کہتے ہیں۔البتہ اس قاعدے سے مذکورہ ذیل تین کلمات مستثنی ہیں۔ "قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ" (الاعراف۔ ۱۱۱) "قَالُوْٓا اَرْجِهْ

وَاَخَاهُ وَابْعَثْ" (الشعراء-٣٦)، "هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ" (النمل-٢٨) میں تینوں جگہ "ہ" کو سکون سے پڑھا جائیگا۔

۴۔ **چوتھی صورت** یہ ہیکہ "ہ" ضمیر سے پہلے ساکن اور بعد میں متحرک حرف واقع ہو جیسے: "فِيْهِ هُدًى" وغیرہ۔ یہاں امام حفصؒ کے نزدیک صلہ نہیں ہوتا۔ البتہ ایک جگہ " وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا " (الفرقان- ٦٩) میں امام حفصؒ نے "ہ" ضمیر کو صلہ صغری کیساتھ پڑھا ہے۔ دو حرکت کی مقدار کھینچ کر پڑھیں گے۔

فائدہ۔ کلمہ "يَرْضَهُ لَكُمْ" میں "ہ" بغیر صلہ پڑھنے کی روایت آئی ہے۔ کلمات "مَا نَفْقَهُ" (ھود-٩١) "عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ" (یوسف- ٩٣) "لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ" (العلق- ١۵) میں "ہ" اصلی ہے "ہ" ضمیر نہیں ہے۔

صلہ ۔اصطلاح تجوید میں صلہ، پیش کو اتنا کھینچ کر پڑھنے کو کہتے ہیں کہ تلفظا "و" مدہ کا اضافہ ہو جائے اور زیر کو اتنا کھینچ کر پڑھا جائے کہ تلفظا "ی" مدہ کا اضافہ ہو جائے۔ اور یہ صلہ صرف ملا کر پڑھنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ وقف کی صورت میں گر جاتا ہے "ہ" ضمیر سے پہلے زیر ہو تو صلہ بالیاء ہوتا ہے اور "ہ" ضمیر سے پہلے زبر یا پیش ہو تو صلہ بالواؤ ہوتا ہے۔ (قرآن مجید کے ادب و احترام کے پیش نظر اس "و" یا "ی" کی زیادتی کو جو ادائیگی میں ہوتی ہے لکھنے میں نہیں ہوتی صلہ کہتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں کسی قسم کی زیادتی یا کمی ہر گز جائز نہیں)۔

ہمزہ وصلی کا بیان

ہمزہ وَصْلِیْ: جس طرح کسی متحرک حرف پر ٹھیرا نہیں جاسکتا اسی طرح کسی ساکن حرف سے کلمہ کی ابتداء بھی نہیں کی جاسکتی۔ متحرک حرف پر ٹھیرنے کی صورت میں متحرک حرف کو ساکن کر کے ٹھیرتے ہیں۔ اسی طرح ساکن حرف سے ابتداء کرتے وقت ساکن حرف سے پہلے ہمزہ متحرک لاکر ابتداء کرتے ہیں۔ اسی ہمزہ کو ہمزہ وصلی کہتے ہیں۔ ہمزہ وصل سے کلمہ کی ابتداء کی جارہی ہو تو ہمزہ وصل پڑھا جائیگا۔ دوران تلاوت ملا کر پڑھنے کی صورت میں ہمزہ وصلی گر جاتا ہے۔ ہمزہ وصلی قرآن مجید میں اسماء وافعال میں آیا ہے حروف میں نہیں آیا۔ غیر قرآن میں حروف میں بھی ہمزہ وصلی آیا ہے چونکہ قرآن مجید میں نہیں آیا اسلئے ہم اسکے ذکر سے گریز کرتے ہیں۔

ہمزہ وَصْلِیْ اسماء میں : ہمزہ وصلی اسماء میں کسی اسم کو نکرہ (عام) سے معرفہ (خاص) بنانے کیلئے آتا ہے۔ جیسے : "حَمْدٌ" سے "اَلْحَمْدُ" ، "مَلِكٌ" سے "اَلْمَلِكُ" وغیرہ۔ یہ ملا کر پڑھنے کی صورت میں گر جاتا ہے۔ جیسے : "اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ" (الحشر۔ ۲۳) وغیرہ۔ اگر ہمزہ وصلی سے ابتداء کی جارہی ہو تو ہمزہ وصلی کو زبر لگا کر پڑھیں گے جیسے : "اِلَّا هُوَ" پر کسی وجہ سے وقف کیا جائے اور "اَلْمَلِكُ" سے پڑھنا ہو تو "اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ" پڑھا جائیگا۔ ہمزہ وصلی نکرہ اسماء پر قرآن مجید میں سات کلموں میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ "اِثْنَانِ ، اِثْنَتَانِ ، اِبْنٌ، اِبْنَةٌ ، اِمْرُؤٌ ، اِمْرَاَةٌ ، اِسْمٌ"۔

(۱)"اِثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ "(المائدۃ-۱۰۶)،(۲)"اِثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا"(البقرہ- ۶۰) (۳)"عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ" (النساء-۱۵۷)، (۴)"وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ" (التحریم-۱۲)،(۵)"اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ"(النساء -۱۷۶)، (۶)"امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ"(التحریم-۱۰)،(۷)"اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ "(آل عمران-۴۵)

وغیرہ ان نکرہ اسماء کے ہمزہ وصلی کو زیر سے پڑھا جاتا ہے۔

ہمزہ وَصْلِیْ اَفْعَالْ میں: ہمزہ وصلی افعال میں جو فعل ماضی پانچ حروف یا چھ حروف سے بنتا ہے اسپر آتا ہے۔ جیسے: "اِصْطَفٰی ، اِبْتَلٰی ، اِسْتَسْقٰی ، اُسْتُحْفِظُوْا" وغیرہ۔ ہمزہ وصلی ان امر کے صیغوں میں بھی آتا ہے۔ جن کا فعل ماضی تین یا پانچ یا چھ حروف سے بنتا ہو۔ جیسے: "اُدْعُ ، اِضْرِبْ ، اِذْهَبْ ، اِنْتَظِرُوْا ، اِنْطَلِقُوْا ، اِسْتَغْفِرُوْا ، اِسْتَاْجِرْهُ" وغیرہ۔ ان تمام افعال میں ہمزہ وصلی کو دو طریقوں سے پڑھا جائیگا۔

(۱) اگر ان افعال میں تیسرے حرف پر پیش ہو تو ہمزہ وصلی کو پیش سے پڑھا جائیگا جیسے: "اُشْكُرْ ، اُنْظُرْ" وغیرہ۔

(۲) اگر ان افعال میں تیسرے حرف پر زبر یا زیر ہو تو ہمزہ وصلی کو زیر سے پڑھا جائیگا جیسے: "اِذْهَبْ ، اِرْجِعْ ، اِضْرِبْ" وغیرہ۔ اگر تیسرے حرف پر ضمہ عارضی ہو تو ہمزہ وصلی کو اصل حرکت کے پیش نظر زیر سے پڑھیں گے۔ جیسے: "اِمْشُوْا ، اِقْضُوْا ، اِبْنُوْا ، اِئْتُوْا" قرآن مجید میں ایسے صرف یہ چار افعال ہی آئے ہیں۔ اصل میں یہ "اِمْشِیُوْا ، اِقْضِیُوْا ، اِبْنِیُوْا ، اِئْتِیُوْا" ہیں باجود اسکے کہ انکے تیسرے حرف

پر پیش ہے۔ لیکن ہمزہ وصل سے ابتداء کرنے کی صورت میں زیر سے پڑھا جائیگا۔
البتہ کلمہ "اِئْتُوْا" میں دوسرے ہمزہ کو "ی" سے بدل کر "اِیْتُوْا" پڑھا جائیگا
نوٹ: کلمتہ "الْاِسْمُ" سورہ الحجرات میں دو طریقوں سے پڑھنا درست ہے۔ ایک طریقہ یہ کہ ہمزہ وصلی کو زبر کے ساتھ جیسے: "اَلاِسْمُ" دوسرا طریقہ یہ ہیکہ ہمزہ وصلی کو نہ پڑھتے ہوئے صرف "ل" کے زیر سے جیسے: "لِاسْمُ"
ہمزہ وصلی، اگر ہمزہ استفہام کے ساتھ جمع ہو جائے تو دو طریقوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

(۱) ہمزہ وصلی کو گرا کر ہمزہ استفہام کو باقی رکھ کر پڑھا جائیگا۔
قرآن مجید میں سات جگہ ہمزہ وصلی مکسور کو گرا کر ہمزہ استفہام کو باقی رکھ کر پڑھا گیا ہے۔
"قُلْ اَتَّخَذْتُمْ" (البقرۃ- ۸۰)، اصل میں "اَاِتَّخَذْتُمْ" تھا "اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا" (سبا- ۸) اصل میں "اَاِفْتَرٰی" تھا "اَطَّلَعَ الْغَیْبَ" (مریم- ۷۸)، اصل میں "اَاَطَّلَعَ" تھا "اَصْطَفَی الْبَنَاتِ" (الصافات- ۱۵۳) اصل میں "اَاَصْطَفٰی" تھا "اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ" (المنافقون-۶)، اصل میں "اَاَسْتَغْفَرْتَ" تھا "اَتَّخَذْنٰهُمْ" (ص-۶۳) اصل میں "اَاَتَّخَذْنٰهُمْ" تھا "اَسْتَكْبَرْتَ" (ص- ۷۵) اصل میں "اَاَسْتَكْبَرْتَ" تھا آٹھویں کوئی مثال نہیں۔

(۲) ہمزہ وَصْلِیْ اور ہمزہ استفہام دونوں کو پڑھا جائیگا۔ ہمزہ وصلی اور ہمزہ استفہام دونوں کو ان تین کلموں میں باقی رکھ کر پڑھا جائیگا۔

وہ یہ ہیں: "ءآلذَّكَرَيْنِ(اَٱلذَّكَرَيْنِ)، آٰلْئٰنَ(اَٱلْئٰنَ)، ءآللّٰهُ(اَٱللّٰهُ)"کلمہ
"ءآلذَّكَرَيْنِ"قرآن میں دو جگہ آیا ہے"قُلْ ءآلذَّكَرَيْنِ"(الانعام-۱۴۳/۱۴۴)
کلمہ "آٰلْئٰنَ" یہ بھی دو جگہ آیا ہے۔
"آٰلْئٰنَ وَقَدْ"(یونس-۵۱/۹۱) "آللّٰهُ"یہ بھی دو جگہ آیا ہے "قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ"(یونس-۵۹)، "ءآللّٰهُ خَيْرٌ"(النمل-۵۹)۔

اگر ہمزہ وصلی، ہمزہ استفہام اور لام تعریف کے درمیان واقع ہو تو ہمزہ وَصْلِیْ کو نہیں گرایا جاتا۔ (جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں مذکور ہے)تاکہ استفہام خبر سے مشتبہ نہ ہو جائے۔ بلکہ الف سے بدل کر چھ حرکات تک کھینچ کر پڑھا جائیگا یا تسہیل کیساتھ یعنی الف و ہمزہ کے درمیان سے بغیر مد کے پڑھا جائیگا۔ یہ دونوں طریقے درست ہیں البتہ پہلا طریقہ زیادہ مناسب ہے۔ فعل ماضی اگر چار حرفی ہو تو ہمزہ قطعی ہوتا ہے وصلی نہیں جو ملا کر پڑھنے کی صورت میں بھی باقی رہتا ہے۔ جیسے: "اَحْسَنَ مَثْوَایَ" وغیرہ۔

*****

موٹا یا باریک پڑھنے کا بیان (تَفۡخِیۡمۡ و تَرۡقِیۡقۡ کا بیان)

تَفۡخِیۡمۡ: تَفۡخِیۡمۡ کے معنی موٹا کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی حرف کی ادائی کے وقت آواز کو اتنا موٹا کرنا کہ آواز منہ میں بھر جائے تَفۡخِیۡمۡ کہلاتا ہے اور جس حرف کو موٹا پڑھا جائے اس حرف کو مفخم کہتے ہیں۔

تَرۡقِیۡقۡ: یہ تَفۡخِیۡمۡ کی ضد ہے کسی چیز کے باریک کرنے کو تَرۡقِیۡقۡ کہتے ہیں۔ اصطلاح میں حرف کی ادائی کے وقت آواز باریک ہونے اور منہ میں آواز نہ بھرنے کو تَرۡقِیۡقۡ کہتے ہیں۔اور موٹا یا باریک پڑھنے کے اعتبار سے حروف کی تین قسمیں ہیں: (۱) ہمیشہ موٹے پڑھے جانے والے حروف، (۲) ہمیشہ باریک پڑھے جانے والے حروف ، (۳) کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جانے والے حروف۔

۱) ہمیشہ موٹے پڑھے جانے والے حروف:۔ تمام حروف **مُسۡتَعۡلِیَۃۡ** ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں۔اور وہ سات ہیں "خ ، ص ، ض ، غ ، ط ، ق ، ظ " جن کا مجموعہ "**خُصَّ ضَغۡطٍ قِظۡ**" ہے اور ان میں بھی خاص طور پر حروف **مُطۡبَقَۃۡ** "ص ض ط ظ" زیادہ موٹے پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے :"طَالَ ، ضَآلِّیۡنَ ، صَابِرِیۡنَ ، اَلظّٰلِمِیۡنَ "وغیرہ

تَفۡخِیۡمۡ : (یعنی موٹا) پڑھنے کے پانچ درجے ہیں۔ پہلا درجہ حروف مستعلیہ پر زبر اور اسکے بعد "الف" ہو۔ جیسے : "طَالَ ، قَالَ" وغیرہ۔ دوسرا درجہ حروف مستعلیہ پر زبر ہو لیکن اسکے بعد "الف" نہ ہو کوئی اور حرف ہو۔ جیسے : "صَبَرَ ، قَرَاَ" وغیرہ۔ تیسرا درجہ حروف مستعلیہ پر پیش ہو چاہے اسکے بعد "و" ہو یا کوئی اور حرف ہو۔ جیسے : "یَقُوۡلُ ، ضُرِبَ" وغیرہ۔ چوتھا درجہ حروف مستعلیہ پر جزم یعنی سکون ہو۔ جیسے : "فَیَقۡتُلُوۡنَ، لَیَطۡغٰی" وغیرہ۔ پانچواں درجہ حروف مستعلیہ کو زیر ہو۔ جیسے : "خِیَانَۃٌ ، قِیۡلَ ، غِلَاظٌ" وغیرہ۔

۲) **ہمیشہ باریک پڑھے جانے والے حروف :۔** تمام حروف مستفلہ ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔ (سوائے "الف ، ل" اور "ر" کے جو بعض صورتوں میں باریک پڑھے جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں موٹے پڑھے جاتے ہیں) جیسے : "اَلۡکِتَابُ ، فِیۡہِ" وغیرہ۔

۳) **کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جانے والے حروف :۔** حروف مستفلہ میں سے صرف تین حروف "الف ، ل، ر" ہیں جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔ "الف" ہمیشہ پہلے والے حرف کے تابع ہوتا ہے۔ اگر پہلے والا حرف حروف مستعلیہ میں سے ہو یا حروف مستعلیہ سے مشابہ ہو۔ جیسے موٹی پڑھی جانے والی "ر" تو الف موٹا پڑھا جائیگا۔ جیسے : "قَالَ ، رَانَ" وغیرہ۔ ورنہ باریک پڑھا جائیگا جیسے : "اَلۡکِتَابُ ، اُولٰٓئِکَ" وغیرہ۔

"الف" کے بر عکس غنہ ہے جو ہمشہ بعد والے حرف کے تابع ہوتا ہے۔ غنہ کے بعد والا حرف اگر حروف مستعلیہ میں سے ہو تو غنہ میں بھی صفت استعلاء ہو گی۔ "ل" حروف مستفلہ میں ہے باریک پڑھا جائیگا۔ سوائے "لَامِ جَلَالَہ" کے کہ اسے کبھی موٹا پڑھا جاتا ہے کبھی باریک جس کا بیان اوپر گذر چکا "ر" کو کبھی موٹا کبھی باریک پڑھا جاتا ہے اسکی تفصیل "ر" ساکن کے بیان میں دیکھی جاسکتی ہے۔

*****

مد کا بیان

مد۔ مد کے معنی کھینچنے، دراز کرنے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں حروف مد یعنی "و ، ا ، ی" کو کھینچ کر پڑھنے کا نام مد ہے۔ اسکی ضد قصر ہے۔ قصر کے معنی قید کرنے اور محدود کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں حروف مد کو بغیر دراز کرے پڑھنے کو قصر کہتے ہیں۔ مد کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَدِّ اَصْلِیْ (۲) مَدِّ فَرْعِیْ

مَدِّ اَصْلِیْ: وہ مد ہے جو بذات خود بغیر کسی سبب یا کسی دوسرے حرف کی مدد کے بغیر کیا جائے ۔ حروف مد تین ہیں "و ، ا ، ی" یہ صرف اس وقت حروف مد کہلائیں گے جب "الف" سے پہلے زبر ، "و" ساکن سے پہلے پیش، اور "ی" ساکن سے پہلے زیر ہو۔ (یاد رہے کہ الف سے پہلے صرف زبر آ سکتا ہے اور کوئی حرکت نہیں آسکتی اور نہ الف پر کچھ حرکت آسکتی ہے) ان حروف مد کو الف یعنی دو حرکت کی مقدار کھینچ کر پڑھتے ہیں ۔ حرکت کی مقدار مٹھی کے بند کرنے یا کھولنے کے وقفہ کے برابر ہوتی ہے۔ اور دو حرکت کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے۔ چونکہ سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص فطری اور طبعی طور پر ان حروف کو اسی مقدار میں اتنا ہی کھینچ کر پڑھتا ہے اسلئے اسے مد طبیعی بھی کہتے ہیں جیسے: "نُوْحِیْھَا" وغیرہ۔

مَدِّ فَرْعِیْ:۔ مد اصلی (یعنی حروف مد "و ، ا ، ی") کو کسی سبب (جیسے ہمزہ یا سکون یا تشدید کی وجہ) سے زیادہ کھینچ کر پڑھا جائے تو اسے مد فرعی کہتے ہیں۔ اسکے سبب بہت ہیں جسکی وجہ سے مد فرعی کی چودہ قسمیں بنتی ہیں:

۱) مَدِّ مُتَّصِلْ یا مَدِّ وَاجِبْ	۲) مَدِّ مُنْفَصِلْ یا جَائِزْ	۳) مَدِّ بَدَلْ
۴) مَدِّ عِوَضْ	۵) مَدِّ عَارِضْ	۶) مَدِّ لِیْنْ عَارِضْ
۷) مَدِّ لَازِمْ کَلِمِیْ مُثَقَّلْ	۸) مَدِّ لَازِمْ کَلِمِیْ مُخَفَّفْ	۹) مَدِّ لَازِمْ حَرْفِیْ مُثَقَّلْ
۱۰) مَدِّ لَازِمْ حَرْفِیْ مُخَفَّفْ	۱۱) مَدِّ لِیْنْ لَازِمْ	۱۲) مَدِّ صِلَۃْ
۱۳) مَدِّ فَرْقْ	۱۴) مَدِّ تَمْکِیْنْ	

(ہمزہ، سکون اور تشدید ان تینوں کو سبب مد یا شرط مد بھی کہا جاتا ہے)

ا۔ مَدِّ مُتَّصِلْ یا مَدِّ وَاجِبْ: حروف مد میں سے کسی حرف مد کے بعد "ء" اسی کلمہ میں واقع ہو تو اس مد کو مد متصل یا مد واجب کہتے ہیں۔ جیسے : جَآءَ ، سُوْٓءُ ، جِایْٓءَ وغیرہ۔ اس مد کو حالت وصل میں (یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں) امام حفصؒ کے نزدیک چار تا پانچ حرکت کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں اور حالت وقف یعنی ٹھیرنے کی صورت میں چار سے چھ حرکات تک کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ اس مد کو مد واجب اسلئے کہتے ہیں کہ اسکا کرنا واجب ہے۔ اور اس مد پر تمام قراء کا اتفاق ہے البتہ حرکات میں اختلاف ہے۔ اور متصل اسلئے کہتے ہیں کہ اسمیں "ء" سبب مد حرف مد سے متصل یعنی لگا ہوا ہوتا ہے۔

۲۔) مَدِّ مُنْفَصِلْ یا جَائِزْ: حروف مد میں سے کوئی حرف مد کسی کلمہ کے آخر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمہ کی ابتداء میں واقع ہو تو اس مد کو مد منفصل یا مد جائز کہتے ہیں جیسے : "بِمَآ اُنْزِلَ، قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ، وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ "وغیرہ۔ اس مد کو امام حفصؒ کے نزدیک حالت وصل (یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں) چار سے پانچ حرکات کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ کسی وجہ سے حروف مد پر وقف کیا جائے

یعنی ٹھیرا جائے تو صرف بمقدار مد طبیعی، کھینچ کر پڑھا جائیگا۔ اسے مد منفصل کے علاوہ مد جائز بھی کہتے ہیں۔ مد منفصل اسلئے کہتے ہیں کہ حرف مد ایک کلمہ میں اور ہمزہ (یعنی سبب مد) دوسرے کلمہ میں واقع ہوتا ہے۔ اور جائز اسلئے کہتے ہیں کہ بعض قراء کے نزدیک اسکو قصر و مد دونوں طریقوں سے پڑھنا درست ہے۔ (یعنی چار سے پانچ حرکات یا صرف دو حرکات سے کھینچ کر پڑھنا درست ہے)

۳۔ مَدِّ بَدَلْ: ہمزہ حروف مد سے پہلے واقع ہو تو اسے دو حرکت کے برابر کھینچ کر پڑھا جاتا ہے اور اسکو مد بدل کہتے ہیں۔ جیسے: "اٰمَنُوْا، اِیْمَانًا، اُوْتُوْا" وغیرہ۔ اصل میں "ءَاْمَنُوْا، اِءْمَانَ، اُءْتُوْا" تھا دوسرے ہمزہ کو الف سے یا و سے یا ي سے بدل کر پڑھنے کی وجہ سے اسے مد بدل کہتے ہیں۔

۴۔ مَدِّ عِوَضْ: تنوین منصوب (یعنی دو زبر) پر وقف کرنے کی صورت میں اس حرف کو دو حرکت کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے: "عَلِیْمًا، خَبِیْرًا" وغیرہ۔ اور یہ مد صرف دو زبر پر وقف کرنے کی صورت میں ہوتا ہے دو پیش یا دو زیر میں نہیں ہوتا یہاں ٹھیرنے کی صورت میں دو زبر کے عوض (یعنی دو زبر کے بدلہ) الف پڑھا جاتا ہے۔ درمیان آیت وقف کی صورت میں بھی یہی حکم باقی رہتا ہے۔ جیسے: "نِسَآءً، مُسَمًّی" سے "نِسَآءَا، مُسَمَّا" وغیرہ۔ اس دو زبر کے عوض الف پڑھنے کو مد عوض کہتے ہیں۔

۵۔ مَدِّ عَارِضْ: حروف مد میں سے کسی حرف مد کے بعد وقف (یعنی ٹھیرنے) کی وجہ سے عارضی سکون آئے تو قصر یعنی دو حرکات کے برابر کھینچ کر پڑھنا یا توسط یعنی چار حرکات کے برابر کھینچ کر پڑھنا یا طول یعنی چھ حرکات کے برابر کھینچ کر

پڑھنا یہ تینوں طریقے جائز ہیں جیسے :"اَلرَّحِیۡمُ ، یُنۡفِقُوۡنَ ، اَلۡعِقَابُ" وغیرہ پر وقف کیا جائے۔ حالت وصل یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں صرف مد اصلی ہی رہیگا۔ حرف مد کے بعد ٹھیرنے کی صورت میں عارضی طور پر جزم یعنی سکون آتا ہے اگر نہ ٹھیرا جائے تو جزم یعنی سکون نہیں آتا اسلئے اس عارضی سکون کی وجہ سے اسے مد عارض کہتے ہیں۔

۶۔ مَدِّ لِیۡنۡ عَارِضۡ: حروف لین (یعنی" وۡ " ساکن یا " یۡ " ساکن ہو اور اس سے پہلے زبر ہو) میں سے کسی حرف کے بعد وقف کی وجہ سے عارضی سکون آئے جیسے :"وَالصَّیۡفۡ ، مِنۡ خَوۡفۡ"وغیرہ اس صورت میں دو حرکات یا چار حرکات یا چھ حرکات تک کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ اور حالت وصل یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں کوئی مد نہ ہوگا حرف لین کے بعد ٹھیرنے کی صورت میں عارضی طور پر جزم یعنی سکون آتا ہے اگر نہ ٹھیرا جائے تو جزم یعنی سکون نہیں آتا اسلئے اس عارضی سکون کی وجہ سے اسے مد لین عارض کہتے ہیں۔

مَدِّ لَازِمۡ: کسی کلمہ یا حرف میں حروف مد کے بعد سکون اصلی یا تشدید واقع ہو تو اسے مد لازم کہتے ہیں۔ مد لازم کو ہر حالت میں چاہے وقف ہو یا وصل تین الف یعنی چھ حرکات کے برابر مد کرنے پر تمام قراء کا اتفاق ہے اسی لئے اسے مد لازم کہتے ہیں۔ مد لازم کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مَدِّ لَازِمۡ کَلِمِیۡ مُثَقَّلۡ، (۲) مَدِّ لَازِمۡ کَلِمِیۡ مُخَفَّفۡ،

(۳) مَدِّ لَازِمۡ حَرۡفِیۡ مُثَقَّلۡ، (۴) مَدِّ لَازِمۡ حَرۡفِیۡ مُخَفَّفۡ

۷۔ مَدِّ لَازِمْ كَلِمِيْ مُثَقَّلْ: (۱)۔ کسی کلمہ میں کسی حرف مد کے بعد حرف مشدد (یعنی ایسا حرف جس پر تشدید ہو) آئے تو حرف مد کو تین الف یعنی چھ حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ جیسے: "اَلْحَآقَّةُ ، اَلصَّآخَّةُ ، اَتُحَآجُّوْنِّيْ" وغیرہ۔ (مدلازم میں حروف مد میں سے "الف" اور "و" کی مثال قرآن میں آئی ہے لیکن حرف "ي" کی مثال قرآن میں کوئی نہیں آئی) اسے مد لازم کہنے کی وجہ تسمیۃ اوپر بتلائی جا چکی ہے۔ کلمی کہنے کی وجہ یہ ہیکہ حرف مد اور حرف مشدد کلمہ میں واقع ہوا ہے اور مثقل کہنے کی وجہ یہ ہیکہ حرف مد کے بعد حرف مشدد واقع ہوا ہے جو کہ پڑھنے میں ثقیل ہوتا ہے۔

۸۔ مَدِّ لَازِمْ كَلِمِيْ مُخَفَّفْ: (۲)۔ کسی کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون اصلی اسی کلمہ میں واقع ہو تو تین الف (یعنی چھ حرکات) کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ جیسے:
"آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ ، آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ" یہ مد صرف سورہ یونس میں دو جگہوں پر آیا ہے اور قرآن میں اسکی کوئی اور مثال نہیں اسے کلمی کہنے کی وجہ یہ ہیکہ حرف مد کے بعد سکون اصلی کلمہ میں واقع ہے اور مخفف کہنے کی وجہ یہ ہیکہ حرف مد کے بعد سکون اصلی آیا ہے سکون پڑھنے میں آسان اور خفیف ہوتا ہے

۹۔ مَدِّ لَازِمْ حَرْفِيْ مُثَقَّلْ: (۳)۔ ایسے حروف ہجاء جو تین حروف سے ملکر بنتے ہوں جس میں انکا درمیان والا حرف حروف مد میں سے ہو اور اگر اس درمیان والے حرف مد کے بعد تشدید آئے تو حرف مد کو تین الف (یعنی چھ حرکات) کی مقدار کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے: "الٓمّٓ" میں "لام" کے "الف" کو کھینچ کر پڑھنا اسی طرح "طٰسٓمّٓ" میں "سین" کی "ی" کو کھینچ کر پڑھنا وغیرہ۔ یہ مد صرف ان

حروف میں ہوتا ہے جو بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں جنہیں حروف مقطعات کہا جاتا ہے جیسے: "آلٓمٓ" سورہ البقرۃ اور "آلٓرٰ" سورہ یونس وغیرہ کے شروع میں آئے ہیں۔ چونکہ یہ مد صرف حروف مقطعات میں ہوتے ہیں اسلئے انہیں حرفی کہا جاتا ہے اور حرف مد کے بعد تشدید ہے جو کہ ادغام کی وجہ سے آئی ہے اسلئے مثقل کہا جاتا ہے۔ یہ مد دس جگہوں پر آیا ہے آٹھ جگہ "آلٓمٓ" کے "لام" کے الف پر اور دو جگہ "طٰسٓمٓ" کے "سین" کے "ی" پر۔ حرف مد "و" کی مد لازم حرفی مثقل میں کوئی مثال نہیں ہے۔

۱۰۔ مَدِّ لَازِمْ حَرْفِیْ مُخَفَّفْ: (۴)۔ ایسے تمام حروف ہجاء جو تین حروف سے بنتے ہوں اور جن کا درمیانی حرف حروف مد میں سے ہو اس حرف مد کے بعد سکون اصلی آئے تو حرف مد کو تین الف (یعنی چھ حرکات) کی مقدار کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے: "نٓ ، قٓ ، "آلٓمٓ" کا دوسرا "میم" وغیرہ۔ (حروف ہجاء کی ہر حرکت اور سکون اصلی ہوتی ہے جیسے: "نون" کے دوسرے نون کا جزم یعنی سکون وغیرہ) مد لازم حرفی مخفف کے جملہ آٹھ حروف ہیں جنکا مجموعہ "نَقَصَ عَسَلُكُمْ" ہے۔ یہ مد صرف حروف (حروف مقطعات) میں ہونیکی وجہ سے انہیں حرفی کہا جاتا ہے۔ اور حرف مد کے بعد سکون آنے کی وجہ سے مخفف کہلاتا ہے۔ بعض علماء حرف "عین" کے مد کو بھی اسی میں شمار کیا ہے البتہ کھینچنے کی مقدار کو توسط، طول دونوں طریقے جائز بتلایا ہے افضل طول ہی ہے لیکن ہم اسے یہاں علحدہ طور پر ذکر کر رہے ہیں جو مناسب بھی ہے۔

۱۱۔ مَدِّ لِیْنْ لَازِمْ: حرف لین کے بعد سکون اصلی آئے تو اسے مد لین لازم کہتے ہیں اور یہ مد صرف حروف مقطعات میں ہوتا ہے۔ جو صرف دو جگہ آیا ہے سورہ مریم میں "**كٓهٰيٰعٓصٓ**" کے "عین" میں اور دوسری جگہ سورہ الشوری میں "**حٰمٓ عٓسٓقٓ**" کے "عین" میں اسے توسط یعنی چار حرکات یا طول یعنی چھ حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھنا جائز ہے طول بہتر ہے۔

خلاصہ: مد کلمہ میں واقع ہو تو کلمی، حرف میں واقع ہو تو حرفی کہتے ہیں۔ اور حرف مد کے بعد حرف مشدد واقع ہو تو مثقل یا حرف مد کے بعد سکون اصلی واقع ہو تو مخفف کہتے ہیں۔ مثقل اسلئے کہتے ہیں کیوں کہ حرف مشدد پڑھنے میں ثقیل ہوتا ہے اور مخفف اسلئے کہتے ہیں کہ حرف ساکن پڑھنے میں خفیف ہوتا ہے۔

فائدہ۔ بعض علماء نے مد لازم کی تقسیم اس طرح کی ہے۔

مد لازم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَدِّ لَازِمْ كَلِمِیْ (۲) مَدِّ لَازِمْ حَرْفِیْ

مَدِّ لَازِمْ كَلِمِیْ کی دو قسمیں بتلائی ہیں:

(۱) مَدِّ لَازِمْ كَلِمِیْ مُثَقَّلْ (۲) مَدِّ لَازِمْ كَلِمِیْ مُخَفَّفْ

مد لازم حرفی کی بھی دو قسمیں بتلائی ہیں:

(۱) مَدِّ لَازِمْ حَرْفِیْ مُثَقَّلْ (۲) مَدِّ لَازِمْ حَرْفِیْ مُخَفَّفْ

۱۲۔ مَدِّ صِلَهْ: "ہ" (ضمیر واحد مذکر غائب) جو کلمہ کے آخر میں آتی ہے اسے "ھاء" کنایہ بھی کہتے ہیں اسے کھینچ کر پڑھنے کو مد صلہ کہتے ہیں۔ مد صلہ کی دو قسمیں ہیں: (ا) مَدِّ صِلَهْ صُغْرٰی (ب) مَدِّ صِلَهْ كُبْرٰی

(ا) مَدِّ صِلَہْ صُغْرٰی: "ہ" ضمیر سے پہلے والا حرف متحرک ہو اور "ہ" ضمیر کے بعد دوسرا حرف بھی متحرک ہو لیکن ہمزہ قطعی نہ ہو تو اس "ہ" ضمیر کو دو حرکت کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے: "وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ، اِنَّهٗ كَانَ ، بِهٖ بَصِيْرًا" وغیرہ۔

(ب) مَدِّ صِلَہْ کُبْرٰی: "ہ" ضمیر سے پہلے متحرک حرف ہو اور دوسرے کلمہ کا پہلا حرف ہمزہ قطعی ہو تو "ہ" ضمیر کو چار تا پانچ حرکات کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے: "عِنْدَهٗٓ اِلَّا ، مِنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا ، اِنَّهٗٓ اَضْحَكَ" وغیرہ۔

صِلَہْ کے معنی:۔ قرآن مجید کے ادب و احترام کی وجہ سے اسے مد صلہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں نہ کچھ زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی "ھاء" کو کھینچ کر پڑھنے سے "و" یا "ی" کی تلفظ زیادتی ہوتی ہے جو لکھنے میں نہیں آتی۔ البتہ اسکو ظاہر کرنے کیلئے عام طور پر صلہ صغری ہو تو "ہ" پر الٹا پیش یا نیچے کھڑا زیر اور صلہ کبری ہو تو اس پر مزید علامت مد کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ اور بعض مصاحف میں پڑھنے والے کی سہولت کی خاطر صلہ صغری میں چھوٹی سی "ی" یا "و" ، "ہ" ضمیر کے بازو میں لکھ دی جاتی ہے اور صلہ کبری ہو تو اس اضافی "ی" یا "و" پر مزید علامت مد لگا دی جاتی ہے۔ (ہاء ضمیر، یا "ہ" کنایہ کے باب میں اس صلہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے)

۱۳۔ مَدِّ فَرْقْ:۔ ہمزہ استفہام کے بعد ہمزہ وصل واقع ہو تو ہمزہ وصل کے بدلہ الف پڑھنے کو مد فرق کہتے ہیں۔ یہ مد قرآن مجید میں بہت کم جگہ آیا ہے سورہ الانعام میں دو جگہ "قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ" سورہ یونس میں ایک جگہ "قُلْ ءٰٓاللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ" سورہ النمل میں ایک جگہ "ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ" اسے چھ حرکات کی مقدار کھینچ کر پڑھا

جاتا ہے۔ یہاں ہمزہ استفہام کیلئے آیا ہے۔ چونکہ اس مد کی وجہ سے استفہام اور خبر میں فرق ہو جاتا ہے اسلئے اسے مد فرق کہتے ہیں۔ اگر مد نہ کیا جائے تو یہ جملہ خبریہ ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ بعض قراء "آلْئٰنَ" کو بھی مد فرق ہی میں شمار کیا ہے (در اصل یہ مد مد لازم کلمی مثقل اور مد لازم کلمی مخفف ہی کی قسم ہے جس کا بیان اوپر آچکا)

۱۴۔ مَدِّ تَمْکِیْنْ: "ی" مشدد مکسور کے بعد "ی" ساکن واقع ہو تو دو حرکت کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ جیسے: "حُیِّیْتُمْ، عِلِّیِّیْنَ" وغیرہ۔ تشدید کی وجہ سے اس طرح پڑھنا ممکن ہوا ہے اسلئے اسے مد تمکین کہتے ہیں (بعض قراء نے "و" ساکن کے بعد "و" آئے یا "ی" ساکن کے بعد "ی" جیسے: "اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا، فِیْ یَوْمَیْنِ" وغیرہ "و" کا "و" میں یا "ی" کا "ی" میں ادغام ہونے یا پھر کسی حرف کے گر جانے کے خوف سے مد کیا ہے۔ اسکو بھی مد تمکین میں شمار کیا ہے۔ اور مد تمکین کو بھی مد طبیعی کی ہی قسم بتلائی ہے یہ ان لوگوں کے نزدیک ہے جو "و" مدہ اور "ی" مدہ کا مخرج علحدہ یعنی جوف نہیں مانتے اسکی دیگر تفصیل ادغام کے بیان میں دیکھی جاسکتی ہے)

حروف مُقَطَّعَاتْ: ان حروف کو کہتے ہیں جو بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں جیسے: "الٓمٓ، الٓمٓصٓ، حٰمٓ" وغیرہ۔ حروف مقطعات جملہ چودہ حروف ہیں جنکا مجموعہ "صِلْهُ سُحَیْرًا مَنْ قَطَعَكَ" ہے انکی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ حروف جو تین حروف سے بنتے ہوں اور جنکے درمیان میں حرف مد یا حرف لین ہو آٹھ ہیں جنکا مجموعہ "نَقَصَ عَسَلُکُمْ" ہے۔ انہیں چھ حرکات یعنی تین الف کی مقدار کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ صرف حرف "عین" میں اختلاف ہے اسکو طول اور توسط دونوں طریقوں سے پڑھنا جائز ہے طول افضل ہے۔

(۲) وہ حروف جو دو حروف سے بنتے ہوں اور انکا دوسرا حرف، حرف مد ہو پانچ ہیں۔ جنکا مجموعہ "حَيٌّ طَهُرَ" ہے۔ انہیں صرف مد طبیعی کی مقدار کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔
(۳) وہ حرف جو تین حرف سے بنتا ہے لیکن اسمیں نہ کوئی حرف مد ہے نہ حرف لین وہ صرف ایک حرف "الف" ہے گرچیکہ وہ تین حروف ال ف سے ملکر بنا ہے۔

حروف مقطعات انتیس سورتوں کی ابتداء میں پانچ طریقوں سے آئے ہیں۔
(۱) تنہا ایک ہی حرف تین سورتوں میں آیا ہے۔ صٓ (ص)، قٓ (ق)، نٓ (القلم)۔
(۲) دو حرف ملکر نو سورتوں میں آئے ہیں۔ طٰهٰ (طہ)، طٰسٓ (النمل)، یٰسٓ (یس)، حٰمٓ چھ سورتوں میں (المؤمن، حم السجدۃ، الزخرف، الدخان، الجاثیۃ، الاحقاف)۔
(۳) تین حروف ملکر تیرہ سورتوں میں آئے ہیں "الٓمّٓ" چھ جگہ (البقرۃ، آل عمران، العنکبوت، الروم، لقمان، السجدۃ)، "الٓرٰ" پانچ جگہ (یونس، ھود، یوسف، ابراھیم، الحجر)، "طٰسٓمّٓ" دو جگہ (الشعراء، القصص)۔
(۴) چار حروف ملکر دو سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں "الٓمّٓصٓ، الٓمّٓرٰ" (الاعراف، الرعد)۔
(۵) پانچ حروف ملکر دو سوتوں کی ابتداء میں "کٓهٰیٰعٓصٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ" (مریم، الشوری)۔

"تاء"تانیث کا بیان

تاءِ تَانِیْثُ: اس "ت" کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے آخر میں ہو اوراس کے مؤنث ہونے پر دلالت کرے۔ "ت" تانیث اسم اور فعل دونوں میں آتی ہے۔ فعل میں کبھی آخر میں ہوتی ہے جیسے:"اُزْلِفَتْ ، قَالَتْ" وغیرہ۔ اسے حالت وقف (ٹھیرنے)اور حالت وصل (یعنی ملاکر پڑھنے) ہر صورت میں "ت" ہی پڑھتے ہیں۔ کبھی کلمہ کے شروع میں آتی ہے جیسے: "تَجْرِیْ ، تُحَدِّثُ" وغیرہ یہ "ت" ہمیشہ اپنی اصلی حالت ہی میں رہتی ہے۔اس "ت" سے ابتداء ہوسکتی ہے لیکن اس پر کسی بھی صورت میں وقف نہیں ہوسکتا۔

"تاء" تانیث جب کسی اسم کے آخر میں ہو تورسم الخط میں گول "ۃ" لکھی جاتی ہے اسکو عربی میں "ۃ" مَرْبُوْطَہْ یا "ۃ" مُدَوَّرَہْ کہتے ہیں۔ عربی میں کسی کلمہ کو مذکر سے مؤنث بنانا ہوتو کلمہ کے آخر میں "ۃ" مربوطہ کا اضافہ کیاجاتاہے جیسے: "عَالِمٌ" سے "عَالِمَۃٌ"، "کَاتِبٌ" سے "کَاتِبَۃٌ" وغیرہ۔ کبھی "ۃ" مربوطہ مؤنث اسم کے آخر میں ہوتی ہے جو اصلی ہوتی ہے اضافی نہیں ہوتی۔ جسے نکال دیا جائے تو معنی باقی نہیں رہتے جیسے: "نِعْمَۃٌ ، جَنَّۃٌ، رَحْمَۃٌ" وغیرہ۔

"ۃ" مدورہ پر وقف کرنے کی صورت میں "ہ" پڑھتے ہیں۔ اسی لئے اسکو "ہ" تانیث بھی کہتے ہیں جب ایسی "ۃ" پر وقف نہ کیا جاکر ملاکر پڑھاجائے تو "ۃ" ہی پڑھتے ہیں۔ کبھی اس طرح کی "ۃ" کسی مذکر اسم پر بھی آئی ہے جیسے: "اُسَامَۃُ"، "طَلْحَۃُ" کسی مرد آدمی کے نام، لیکن اس طرح کی مثالیں بہت کمیاب ہیں۔

مصحف عثمانی میں بعض مقامات پر فعل کے علاوہ مؤنث اسماء میں بھی لامبی " ت" آئی ہے۔اس طرح کی "ت" پر جب کسی وجہ سے وقف کیا جائے ' جیسے سانس کے پھول جانے یا کچھ سمجھنے ' سیکھنے وغیرہ کیلئے ، تو تب اس "ت" کو مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مطابق حالت وقف میں"ت" ہی پڑھیں گے۔ قرآن مجید میں اس طرح کے بیس کلمات ہیں جنہیں لامبی "ت" سے لکھا گیا ہے۔ جس میں سے تیرہ کلمات ایسے ہیں جنہیں علماء نے متفقہ طور پر مفرد ہی پڑھا ہے۔اور سات کلمے ایسے ہیں جس میں علماء کا مفرد اور جمع پڑھنے میں اختلاف ہے۔

وہ تیرہ کلمات جنکے مفرد پڑھنے میں علماء کا اتفاق ہے حسب ذیل ہیں :۔

ا۔نِعۡمَت ، ۲۔رَحۡمَت ، ۳۔اِمۡرَاَت ، ۴۔سُنَّت ، ۵۔لَعۡنَت ، ۶۔مَعۡصِیَت ، ۷۔بَقِیَت
۸۔كَلِمَت ، ۹۔قُرَّت ، ۱۰۔فِطۡرَتَ ، ۱۱۔شَجَرَت ، ۱۲۔جَنّٰت ، ۱۳۔اِبۡنَت۔

جن کی مزید تفصیل سہولت کیلئے یہاں لکھی جاتی ہے۔

ا۔ کلمہ "نعمت (نعمة) " قرآن کریم میں گیارہ جگہوں پر آیا ہے :

(ا)"وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ " (البقرة-۲۳۱) **(۲)"وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ "** (آل عمران-۱۰۳)

(۳)"اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ " (المائدة-۱۱) **(۴)"بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ"** (ابراھیم-۲۸)

(۵)"وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا" (ابراھیم-۳۴) **(۶)"وَبِنِعۡمَتِ اللّٰهِ هُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ"** (النحل-۷۲)

(۷)"يَعۡرِفُوۡنَ نِعۡمَتَ اللّٰهِ" (النحل-۸۳) **(۸)"وَاشۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ"** (النحل-۱۱۴)

(۹)"تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ" (لقمان-۳۱) **(۱۰)"اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ "** (فاطر-۳)

(۱۱)"فَمَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ " (الطور-۲۹)

اسکے علاوہ سب جگہ کلمہ "نعمت (نعمة) گول "ۃ" ہی سے آیا ہے۔ جیسے: "وَمَابِکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ" (النحل-۵۳) وغیرہ۔

ب۔ کلمہ "رحمت (رحمة)" قرآن کریم میں سات جگہوں پر آیا ہے:

(۱) "یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ" (البقرۃ-۲۱۸) (۲) "اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ" (الاعراف-۵۶)

(۳) "رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" (ھود-۷۳) (۴) "ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ" (مریم-۲)

(۵) "فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ" (الروم-۵۰) (۶) "اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ" (الزخرف-۳۲) (۷) "وَرَحْمَتُ رَبِّكَ" (الزخرف-۳۲)۔ اسکے علاوہ کلمہ "رحمت (رحمة)" سب جگہ گول "ۃ" ہی سے آیا ہے جیسے: "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" (الزمر-۵۳) وغیرہ۔

ج۔ کلمہ "امرات (امراة)" قرآن کریم میں سات جگہوں پر آیا ہے:

(۱) "اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ" (آل عمران-۳۵)، (۲) "امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ" (یوسف-۳۰)، (۳) "قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ" (یوسف-۵۱)، (۴) "وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ" (القصص-۹)، (۵) "اِمْرَاَتَ نُوْحٍ" (التحریم-۱۰)، (۶) "وَامْرَاَتَ لُوْطٍ" (التحریم-۱۰)، (۷) "امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ" (التحریم-۱۱)۔

نکتہ:۔ قرآن میں اِمْرَاَة (یعنی عورت) کا ذکر جہاں کہیں خاص بیوی کے معنی میں آیا ہے۔ لامبی "ت" لکھی گئی ہے۔ اور یہ سات مرتبہ آیا ہے۔ اسکے علاوہ سب جگہ کلمتہ "امرات (امرأة)" گول "ۃ" ہی سے آیا ہے جیسے: "وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً" (الاحزاب-۵۰) وغیرہ۔

د۔ کلمہ "سنت (سنة)" قرآن کریم میں پانچ جگہوں میں آیا ہے:
(۱) "فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ" (الانفال-۳۸)
(۲) "فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ" (فاطر-۴۳) (۳) "فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیلًا" (فاطر-۴۳) (۴) "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا" (فاطر-۴۳) (۵) "سُنَّتَ اللّٰهِ" (المؤمن-۸۵) اسکے علاوہ سب جگہ کلمہ "سنت (سنة)" گول "ة" سے آیا ہے
جیسے: "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیلًا" (الاحزاب، الفتح-۶۲، ۲۳) وغیرہ۔
ھ۔ کلمہ "لعنت (لعنة)" قرآن کریم میں صرف دو جگہوں پر آیا ہے:
(۱) "لَّعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ" (آل عمران-۶۱)، (۲) "اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ" (النور-۷) اسکے علاوہ سب جگہ کلمتہ "لعنت (لعنة)" گول "ة" سے آیا ہے جیسے:
"عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ" (البقرة-۱۶۱) وغیرہ
و۔ کلمہ "معصیت (معصية)" صرف سورہ المجادلہ۔ ۸، ۹) میں دو جگہوں پر آیا ہے "وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ" اسکے علاوہ یہ کلمہ کہیں نہیں آیا ہے۔
ز۔ کلمتہ "کلمت (کلمة)" قرآن میں صرف ایک جگہ آیا ہے:
"وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى" (الاعراف-۷ ۱۳) باقی سب جگہ گول "ة" سے آیا ہے جیسے: "وَكَلِمَةُ اللّٰهِ" (التوبۃ-۴۰) وغیرہ۔
ح۔ کلمہ "بقیت (بقية)" صرف ایک جگہ (سورہ ھود-۸۶) میں آیا ہے "بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ" باقی سب جگہ گول "ة" سے آیا ہے جیسے: "وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ" (البقرة- ۲۴۸) وغیرہ۔

ط۔ کلمہ "قُرَّتُ (قرۃ)" صرف ایک جگہ (سورہ القصص-۹) میں آیا ہے "قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ" باقی سب جگہ گول "ۃ" سے آیا ہے جیسے :"مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" وغیرہ

ی۔ کلمہ "فِطْرَتَ (فطرۃ)" صرف ایک جگہ (سورہ الروم-۳۰) میں آیا ہے "فِطْرَتَ اللّٰهِ" اسکے علاوہ قرآن کریم میں یہ کلمہ نہیں آیا۔

ک۔ کلمہ "شجرت (شجرۃ)"صرف ایک جگہ (سورہ الدخان- ۴۳) میں آیا ہے"اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ" باقی سب جگہ گول"ۃ" سے آیا ہے جیسے :"شَجَرَةً تَخْرُجُ" (الصافات- ۶۴) وغیرہ۔

ل۔ کلمہ "جنت (جنۃ)"صرف ایک جگہ (سورہ الواقعۃ- ۱۲) میں آیا ہے "فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ" باقی سب جگہ گول"ۃ" سے آیا ہے۔ جیسے :"وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ" (ق-۳۱) وغیرہ۔

ایسے وہ سات کلمات جنکے مفرد اور جمع پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے حسب ذیل ہیں :

(ا) ثَمَرٰتٍ (ب) كَلِمَتُ (ج) اٰيٰتٌ (د) الْغُرُفٰتِ (ھ) جِمٰلَتٌ (و) غَيٰبَتِ (ز) بَيِّنَتٍ

ا۔ کلمہ "ثَمَرٰتٍ" (سورہ حم السجدۃ-۴۷) میں اسکے جمع اور مفرد پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔امام حفصؒ نے جمع کے صیغہ سے پڑھا ہے اسی لئے یہ لامبی "ت" سے لکھا جاتا ہے "وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ" اسکے علاوہ کسی کلمہ کے مفرد یا جمع ہونے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بنابریں رسم الخط کے مطابق گول "ۃ" ہو تو وقف کی حالت میں "ہ" پڑھیں گے "تاء" مفتوحہ یعنی لامبی "ت "ہو تو حالت وقف میں "ت "ہی پڑھیں گے۔

ب۔ کلمہ "کلمت (کلمۃ)" چار جگہوں پر مفرد یا جمع پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے ۔جبکہ امام حفصؒ نے مفرد پڑھا ہے۔

(۱) "وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ" (الانعام۔ ۱۱۵) (۲) "كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ" (یونس-۳۳) (۳) "حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ" (یونس-۹۶) (۴) "وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ " (المؤمن-٦) اسکے علاوہ جہاں کہیں یہ کلمہ واقع ہوا ہے اسکے مفرد ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اوروہ گول "ۃ" سے لکھا جاتا ہے۔

جیسے : "كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا" (التوبۃ-۴۰) وغیرہ۔

ج۔ کلمہ " اٰيٰتٌ " دو جگہوں پر آیا ہے (۱) "اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ " (یوسف-۷) (۲) " اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ" (العنکبوت-۵۰) ۔حفصؒ نے جمع کے صیغہ سے اور بعض علماء نے مفرد پڑھا ہے۔اسکے علاوہ متفقہ طور پر جہاں کہیں بھی کلمہ "اٰيَةٌ" مفرد کے معنی میں ہے گول "ۃ" سے ہے۔ان مقامات کے سوا جہاں کہیں جمع کے صیغہ سے "اٰيٰتٌ "آیا ہے لامبی "ت " سے آیا ہے اور تمام علماء اس پر متفق ہیں۔

د۔ کلمہ "اَلْغُرُفٰتِ" امام حفصؒ اور جنہوں نے جمع کے صیغہ سے پڑھا ہے صرف ایک جگہ "وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ" (سورہ سبا-۳۷) میں ہے۔

ھ۔ کلمہ "جِمٰلَتٌ" امام حفصؒ اور جنہوں نے اسے مفرد پڑھا ہے صرف ایک جگہ "كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ" (سورہ المرسلات-۳۳) میں ہے۔

و۔ کلمہ "غَيٰبَتِ" امام حفصؒ اور جنہوں نے اسے مفرد پڑھا ہے سورہ یوسف میں دو مقامات پر آیا ہے۔

(ا)"وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ، اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ"(۱۰، ۱۵)

ز۔ کلمہ "بَيِّنَتٍ" امام حفصؒ اور جنہوں نے اسے مفرد پڑھا ہے صرف ایک جگہ "فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ"(سورہ فاطر-۴۰) میں ہے۔اسکے علاوہ جہاں کہیں مفرد ہے توگول "ۃ" سے جیسے "تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ" (البینۃ-۱) اور جہاں کہیں جمع کے معنی میں ہے تو لامبی "ت" سے متفقہ طور پر آیا ہے جیسے :"بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ" (العنکبوت-۴۹) وغیرہ۔

البتہ امام حفصؒ کے نزدیک مزید چھ کلمات ہیں جو لامبی "ت" سے لکھے جاتے ہیں اور حالت وقف میں "ت" ہی پڑھے جاتے ہیں۔

(۱) کلمہ "يٰٓاَبَتِ" جو آٹھ جگہوں پر آیا ہے۔" يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ ، يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ" (یوسف-۱۰۰،۴) " يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ ، يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ ، يٰٓاَبَتِ لَاتَعْبُدِ ، يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ"(مریم-۴۲، ۴۴، ۴۳، ۴۵) ، " يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ"(القصص-۲۶) ،"يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ" (الصافات-۱۰۲)۔

(۲) کلمہ "هَيْهَاتَ"، "هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ"(النور -۳۶) کی ایک ہی آیت میں دو مرتبہ آیا ہے۔

(۳) کلمہ "ذَات" دو جگہوں پر آیا ہے "ذَاتَ بَهْجَةٍ"(النمل-۶۰)، "وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" (التغابن-۴)۔

(۴) کلمہ "اَللّٰتَ" ، "اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ" ایک جگہ (سورہ نجم -۱۹) میں آیا ہے۔

(۵) کلمہ "وَلَاتَ" ، "وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ" ایک جگہ (سورہ ص-۳) میں آیا ہے۔

(٦) کلمہ "مَرْضَاتِ" دو جگہ "مَرْضَاتِ اللهِ ، مَرْضَاتِ اللهِ" (البقرۃ-۲۰۷، ۲۶۵) میں اور ایک جگہ "مَرْضَاتِ اللهِ" (النساء -۱۱۴) میں اور ایک جگہ "مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ" (سورہ التحریم) کی ابتداء میں اس طرح جملہ چار مقامات پر آیا ہے۔

خلاصہ: ہر "تاء" تانیث حالت وصل یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں "ت" ہی پڑھیں گے چاہے وہ گول "ۃ" ہو یا لامبی "ت"۔ البتہ جو "ۃ" رسم الخط یعنی لکھائی میں گول ہو تو حالت وقف یعنی ٹھیرنے کی صورت میں "ہ" ہی پڑھی جائیگی۔ جبکہ لامبی "ت" پر وقف ارادتا ہو یا مجبورا کسی بھی وجہ سے ہو۔ جیسے دم لینے کیلئے ہو یا سانس کے پھولنے یا کسی سوال کا جواب دینے کیلئے جو تلاوت ہی سے متعلق ہو تو لامبی "ت" (تاء تانیث) پر وقف کی صورت میں "ت" ہی پڑھیں گے۔ اس لامبی "ت" کو "ت" مفتوحہ بھی کہتے ہیں۔

*****

وقف وابتداء کا بیان

دوران تلاوت وقف کرنے' ٹھیرنے کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کے معنی ومراد کے سمجھنے میں نہایت آسانی ہوتی ہے ۔ اور یہ تجوید کے اہم ستونوں میں ایک ستون ہے۔ حضرت علیؓ سے جب اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا "هُوَتَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ"یعنی حروف کا اچھی طرح سے ادا کرنا اور وقوف کا جاننا ہے۔ وقف تلاوت کا زیور اور قرآن کی زینت ہے۔ وقف (یعنی ٹھیرنے) وابتداء (یعنی شروع کرنے) سے قرآن کے صحیح معنی، درست مفہوم، وحقیقی مراد سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور جب تک ہم قرآن کے معنی و مفہوم اچھی طرح نہ سمجھیں گے عمل میں دشواری ہوگی ۔اسی لئے بعض علماء نے وقوف کے جاننے کو واجب قرار دیاہے۔اور وقف وابتداء کی اہمیت کے پیش نظر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

وقف :وَقْفٌ کے معنی روکنے ، ٹھیرنے اور خاموش کھڑے رہنے کے ہیں۔ اصطلاح تجوید میں عمداً کسی کلمہ پر سانس اور دم لینے کیلئے ٹھیرنے کو وقف کہتے ہیں۔ وقف آیات کے آخر میں ہوتا ہے ۔ بسا اوقات آیات کے بیچ میں بھی ہوتا ہے۔ البتہ کلمہ کے درمیان میں نہیں ہوتا۔ جیسے کلمہ "اَلَمْ یَجْعَلْ" میں "اَلَمْ یَجْ" پر وقف کرنا اور ایسے ہی جو کلمہ لکھائی میں ملاکر لکھا ہوا ہو اسکے بیچ وقف کرنا۔ جیسے کلمہ "اَیْنَمَا" میں "اَیْنَ" اور اس جیسے کلمات پر وقف کرنا جائز نہیں۔اور جملے کے

آخر میں بھی ٹھیرنا جائز نہیں جہاں معنی میں خلل یا شک ہوتا ہو جیسے : "لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ" (النساء-۴۳) پر وقف کرنا وغیرہ۔اس طرح سے وقف کی تین صورتیں ہوں گی۔

(۱) کسی کلمہ پر دم لینے کیلئے سانس اور آواز دونوں توڑ دے لیکن قراءت جاری رکھنے کی نیت ہو تو اسے وقف کہتے ہیں۔

(۲) کسی کلمہ پر بغیر سانس لئے کے ذرا رک کر تلاوت جاری رکھنے کو سکتہ یا وقفہ لطیفہ کہتے ہیں۔

(۳) تلاوت ختم کرنے کی نیت سے ٹھیر جانے کو قطع کہتے ہیں۔اسکے بعد کوئی شخص دوبارہ تلاوت کرنا چاہے تو اسے تعوذ دوبارہ پڑھنا چاہیئے۔

وقف کی چار قسمیں ہیں:-

(۱) وَقْفِ اِنْتَظَارِیْ (۲) وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ (۳) وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ (۴) وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ

(۱) وَقْفِ اِنْتَظَارِیْ: اس وقف کو کہتے ہیں جہاں قاری، قرائت عشرہ یا قرائت سبعہ، مختلف قراءتوں کے جمع کرنے اور دوسروں کو متوجہ کرنے کیلئے تھوڑا سا توقف کرے پھر دوبارہ تلاوت شروع کردے۔یہ وقف مختلف قراءتوں کے جاننے والوں کیلئے خاص ہے۔ دوسروں کو مختلف قراءتوں سے واقف کرانے اور تعلیم کیلئے یہ وقف جائز ہے۔

(۲) وَقْفِ اِخْتِبَارِیْ: اس وقف کو کہتے ہیں جب استاذ یا ممتحن کے کسی سوال کے جواب کیلئے، یا استاذ کچھ سمجھا رہا ہو، اسے سمجھنے کیلئے وقف کرے جو کہ قرائت یا وقف ہی سے متعلق ہو یہ وقف بھی جائز ہے کیونکہ اس وقف کا مقصد تعلیم ہے

(۳) وَقْفِ اِضْطِرَارِیْ: اس وقف کو کہتے ہیں جسمیں کسی بیچینی یا کسی مجبوری جیسے سانس کی تنگی، چھینک، بھول، کھانسی یا اور کسی معقول عذر کی وجہ سے وقف کرے۔ ایسی حالت میں اسکو کسی بھی کلمہ پر وقف کرنا جائز ہے۔ اور اگر وہاں معنی پورے ہوگئے ہوں تو آگے سے تلاوت کرنا درست ہے۔ اور اگر معنی پورے نہ ہوتے ہوں تو پیچھے سے لوٹا کر پڑھنا ضروری ہے۔

(۴) وَقْفِ اِخْتِیَارِیْ: اس وقف کو کہتے ہیں جہاں کوئی شخص بغیر کسی سبب کے صرف ٹھیرنے (دم لینے) یا سانس لینے کے ارادے سے وقف کرے۔ اسی کو اصلی وقف شمار کیا جاتا ہے جو دوران تلاوت ہر کسی کو پیش آتا ہے۔ وقف اختیاری کی امام سجاوندیؒ اور علامہ محمد خلف الحسینیؒ کے نزدیک پانچ اور امام ابن الجزریؒ وغیرہ کے نزدیک چار قسمیں ہیں:

(۱) وَقْفِ لَازِمْ (۲) وَقْفِ تَامْ (۳) وَقْفِ کَافِیْ (۴) وَقْفِ حَسَنْ (۵) وَقْفِ قَبِیْحْ

اسمیں وقف لازم کا ذکر امام ابن الجزریؒ نے نہیں کیا ہے۔ بعض علماء وقف لازم کو وقف تام ہی کی ایک قسم بتلاتے ہیں۔ لیکن ہم اسکی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر علحدہ ایک قسم کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱) وَقْفِ لَازِمْ: اس وقف کو کہتے ہیں جہاں وقف کرنے سے معنی و مراد پورے ہوں اور بعد والے کلمہ سے لفظی و معنوی کوئی تعلق یا ربط نہ رہے۔ بلکہ بعد والے کلمہ سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں معنی و مراد بدل جانے کا اندیشہ ہو۔ جیسے: "اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُکَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا" یہاں وقف کرنا لازم ہے

دم اور سانس لیکر آگے پڑھے "اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ" (الاعراف-۱۴۸) جہاں اس طرح کا وقف ہو وہاں علامت اور اشارہ کے طور پر "م" لکھ دیا جاتا ہے جو وقف لازم کا اختصار ہے۔

(۲) وَقْفِ تَامْ: اس وقف کو کہتے ہیں جہاں وقف کرنے سے معنی و مراد پورے ہوں اور بعد والے کلمہ سے لفظا و معنی کوئی تعلق یا ربط نہ ہو۔ اگر ملا کر پڑھا بھی جائے تو معنی و مراد میں کوئی فرق یا تغیر نہ ہو (یعنی بعد والے کلمہ سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں بھی معنی و مراد بدلنے کا کوئی احتمال نہ ہو) اس طرح کا وقف عام طور پر آیت کے آخر میں یا کسی قصہ کے ختم پر ہوتا ہے جیسے: "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" وغیرہ۔ یہاں اگر آگے سے ملا کر بھی پڑھا جائیگا تو معنی و مراد میں کوئی فرق یا تغیر نہیں ہوگا۔ کبھی آیت کے درمیان میں بھی ایسا وقف ہوتا ہے جیسے: "لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ" پر وقف کرنا اور بعد میں آیت پوری کرنا "وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا" وغیرہ۔ یہاں وقف کرنا مناسب اور درست ہے۔ بعد والے کلمہ سے ابتداء کی جاسکتی ہے۔ اس طرح کے وقف پر علامت و اشارہ کے طور پر "قلے" یا "ط" لکھا جاتا ہے جو "اَلْوَقْفُ اَوْلٰى مِنَ الْوَصْلِ" یا "وَقْفِ مُطْلَقْ" کا اختصار ہے۔ بعض علماء اسی کو وقف مطلق بھی کہتے ہیں۔

(۳) وَقْفِ كَافِيْ: اس وقف کو کہتے ہیں جہاں وقف کرنے سے معنی تو واضح ہوں لیکن بعد والے کلمہ سے باعتبار معنی ربط باقی رہے البتہ کوئی لفظی ربط نہ رہے۔ جیسے: "اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَايُؤْمِنُوْنَ" پر وقف کرے۔ (اس آیت کے معنی تو واضح

ہیں اور بعد والی آیت سے لفظی کوئی ربط بھی نہیں لیکن معنی کے اعتبار سے ربط باقی ہے) اور بعد والی آیت "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ" سے آغاز کرے۔ اگرچیکہ اس آیت کا معنی پہلی آیت سے متعلق ہے یہاں وقف کرنا درست ہے۔ اور ابتداء بعد والی آیت یا کلمہ سے کی جاسکتی ہے۔ اس طرح کے وقف پر علامت واشارہ کے طور پر "صلے" یا "ج" لکھا جاتا ہے جو "اَلْوَصْلُ اَوْلٰى مِنَ الْوَقْفِ" یا "وقف جائز" کا اختصار ہے۔

(۴) وَقْفِ حَسَنْ: اس وقف کو کہتے ہیں جہاں وقف کرنے سے معنی تو واضح ہوں لیکن بعد والی آیت یا بعد والے کلمہ سے لفظی و معنوی دونوں اعتبار سے ربط باقی رہے۔ اس طرح کا وقف دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک آیت کے ختم پر اور دوسرا آیت کے درمیان میں کسی کلمہ پر۔ آیت کے ختم پر جیسے: "رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (الفاتحہ) "يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ" (المزمل)۔ آیت کے درمیان میں جیسے: "لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ" (المائدۃ-۴۱) یا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" الفاتحہ میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پر وقف کرے۔

آیت کے اختتام پر وقف کی صورت میں بعد والی آیت سے آغاز کرنا صحیح ہے۔ جبکہ آیت کے درمیان میں یا کلمہ پر وقف کرنے کی صورت میں لوٹا کر پڑھنا بہتر ہوگا۔ اس طرح کے وقف پر بھی "صلے" یا "ص" علامت یا اشارہ کے طور پر لکھا جاتا ہے جو "اَلْوَصْلُ اَوْلٰى مِنَ الْوَقْفِ" یا "وَقْفِ مُرَخَّصْ" کا اختصار ہے۔

اس طرح کا وقف آیت کے ختم پر ہو اور معنی کے اعتبار سے مفہوم بگڑنے کا اندیشہ ہو تو امام ابن الجزری کے نزدیک لوٹا کر پڑھنا چاہئے جیسے: "فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ" (الماعون) پر وقف کی صورت میں۔

(۵) وَقْفِ قَبِيْحْ: یعنی ایسے لفظ پر وقف کرنا جس کا بعد والے کلمہ سے لفظی و معنوی اعتبار سے ربط باقی رہے۔ اور جہاں وقف کرنے سے معنی و مراد واضح نہ ہوں۔ جیسے صرف مضاف پر وقف کرے یا صرف مبتداء پر وقف کرے "بِسْمِ اللّٰهِ" میں "بِسْمِ" پر یا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" میں "اَلْحَمْدُ" پر وقف کرے وغیرہ۔ خاص طور سے ایسی جگہ پر جہاں معنی بہت زیادہ بگڑنے کا امکان ہو یا جہاں نفی کے بعد اثبات ہو جیسے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ ، اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ"، "وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ" میں "وَمَا مِنْ اِلٰهٍ" پر "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا" میں "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ" پر وقف کرے۔ اس طرح کے جگہوں پر عام طور پر "لا" لکھا جاتا ہے تا کہ یہاں نہ ٹھیرا جائے۔ اس وقف کی مثالیں بہت ہیں جنکا ذکر کرنا یہاں مشکل ہے۔ اگر کسی شخص نے ایسی جگہوں پر بغیر کسی عذر کے وقف کرے تو گنہگار ہونے کا امکان ہے۔ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو کفر کا امکان ہے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰه--- اگر سانس پھولنے یا سخت ضرورت، یا کسی مجبوری کی وجہ سے وقف کرے تو پیچھے سے دوبارہ لوٹا کر پڑھنا چاہئے اسے وقف ضرورت بھی کہا جاتا ہے۔

نوٹ (وَقْفِ مُعَانَقَهْ): -قرآن مجید میں بعض جگہ تین نقطے ایک ساتھ ہوتے ہیں جیسے "∴" اسے (وَقْفِ مُعَانَقَهْ یا وَقْفِ مُرَاقَبَهْ کہتے ہیں۔ جہاں کہیں اس

طرح کے نقطے ہوں گے دو جگہ ہونگے۔ ان دو جگہوں میں سے صرف ایک جگہ ٹھیرنا چاہئے۔ چاہے پہلی جگہ ہو یا دوسری جگہ جیسے: "ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ ∴ فِيْهِ ∴ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ " "لَارَيْبَ" پر ٹھیریں تو "فِيْهِ" پر نہ ٹھیریں اگر "فِيْهِ" پر ٹھیرنا ہو تو "لَا رَيْبَ" پر نہ ٹھیریں۔ وقف معانقہ کی تعداد میں باختلاف مطابع فرق پایا جاتا ہے، زیادہ سے زیادہ 35 وقف ہیں۔ وقف معانقہ یا وقف مراقبہ حسب ذیل آیات میں واقع ہوا ہے جو ہند و پاک کے بیشتر مصاحف میں درج ہے۔ سوائے سورہ مائدہ آیت نمبر 26 کے یہ وقف عرب کے بیشتر مصاحف میں مذکور ہے ہند و پاک کے مصاحف میں نہیں۔ اسطرح جملہ وقوف 35 ہیں۔

نمبر	سورہ	آیت	آیت
1	البَقَرَة	01	ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ
2	البَقَرَة	96	عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛ
3	البَقَرَة	151	تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾
4	البَقَرَة	195	وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ
5	آل عِمرَان	30	مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۛ
6	آل عِمرَان	172	اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ

7	المَآئدۃ	26	قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ ۛ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۛ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ
8	المَآئدۃ	32	فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ
9	المَآئدۃ	41	قُلُوْبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ وَلَمْ تُؤْمِنْ
10	الأعرَاف	92	فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩١﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ
11	الأعرَاف	163	وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ
12	الأعرَاف	172	اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ
13	الأعرَاف	188	لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ
14	التوبَة	101	حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ
15	هُود	49	اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ
16	إبراهِيم	09	قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ
17	الفُرقَان	04	وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿٤﴾
18	الفُرقَان	32	لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۛ كَذٰلِكَ ۛ
19	الفُرقَان	59	وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ﴿٥٨﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ
20	الشُّعَرَاء	209	مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرٰى ۛ
21	القَصَص	35	فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَا ۚ
22	الأحزَاب	13	يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ

23	الأحزَاب	61	ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ
24	المؤمن	70	فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾
25	الزُّخْرُف	02	حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾
26	الدُّخَان	02	حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾
27	الدُّخَان	45	طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۚ
28	مُحَمّد	04	حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ذٰلِكَ ؕ
29	الفَتْح	29	ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۛ
30	المُمْتَحَنة	03	اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ
31	الطَّلاق	10	يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ
32	القَلَم	41	سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ
33	المُدَّثِّر	40	اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿٣٩﴾ فِىْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ
34	الإنشِقَاق	15	اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿١٤﴾ بَلٰٓى ۚ
35	القَدر	05	فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلٰمٌ ۛ

*****

ابتداء

شروع کرنے کو ابتداء کہتے ہیں۔اصطلاح تجوید میں تلاوت کے شروع کرنے یا وقف کے بعد دوبارہ تلاوت شروع کرنے کو ابتداء کہتے ہیں ۔ابتداء انسان کا اختیاری فعل ہے وقف کی طرح نہیں ہے کہ جسمیں کئی صورتیں پیش آتی ہیں۔جب بھی قرآن کو پڑھنا شروع کیا جائے تو ایسی جگہ سے کیا جائے جہاں سے معنی ومراد پورے ہوتے ہوں۔اس اعتبار سے ابتداء کی دو قسمیں ہیں:

(۱)اِبْتِدَاءِ جَائِزْ (اِبْتِدَاءِ حَسَنْ) (۲) اِبْتِدَاءِ غَيْرُ جَائِزْ (اِبْتِدَاءِ قَبِيْحْ)

(۱) اِبْتِدَاءِ جَائِزْ: اس ابتداء کو کہتے ہیں جو سورہ کے آغاز یا کسی آیت کی ابتداء سے جہاں مستقل مضمون کا آغاز ہو شروع کرنا جیسے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" یا "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" یا "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" وغیرہ۔ اسے "ابتداء حسن" بھی کہتے ہیں۔

(۲)) اِبْتِدَاءِ غَيْرُ جَائِزْ : ایسی جگہ سے تلاوت کا آغاز کرنا جہاں ابتداء کرنے سے معنی ومراد میں بگاڑ آتا ہو، یا لفظی و معنوی اعتبار سے پیچھے سے ربط باقی ہو جیسے: " اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" سے ابتداء کرنا۔ یہ جائز نہیں ہے اسے "ابتداء قبیح" بھی کہتے ہیں ۔اسلئے کہ اس سے معنی ادھورے رہتے ہیں۔

ایسی جگہوں پر آیت کے آغاز سے پڑھنا ضروری ہے۔ جیسے: "تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" وغیرہ۔ ابتداء میں اور بھی زیادہ قباحت اس وقت پیداء ہوجاتی ہے۔ جب اسکی وجہ سے آیت کے معنی میں تحریف (بگاڑ) ہو جاتی ہو ۔ جیسے: "يَدُ اللّٰهِ

مَغْلُوْلَةٌ ، عُزَيْرُ ابْنُ اللهِ ، وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللهِ ، لَآاَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ" وغیرہ۔اس ابتداء میں سخت قباحت ہے۔ایسی تمام جگہوں پر آیت کے آغاز سے تلاوت کرنا یا ایسی جگہ سے تلاوت کرنا چاہیے جہاں سے تلاوت کرنے سے معنی میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی ہو۔ معنی سے ناواقف ہونے کی صورت میں بہتر ہیکہ ہر حال میں ابتداء آیت سے تلاوت شروع کرے۔

سکتہ:۔ ٹھیرنے اور خاموش ہونے کو سکتہ کہتے ہیں۔اصطلاح میں قرآن کے کسی کلمہ پر بغیر سانس لئے کہ دو حرکت کی مقدار ذرا رک کر پھر پڑھنے کو سکتہ کہتے ہیں۔امام حفصؒ کے نزدیک چار مقامات پر سکتہ کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص ان مقامات پر وصل یعنی ملا کر پڑھنا چاہیئے تو وہاں سکتہ کرنا واجب ہے۔

(۱) سورہ الکہف کی پہلی آیت میں کلمہ "عِوَجًا - قَيِّمًا" کے "عِوَجًا" کے الف پر سکتہ کرنا واجب ہے۔

(۲) سورہ یٰس کی آیت نمبر (۵۲) میں کلمہ "مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا" کے "مَرْقَدِنَا" کے الف پر سکتہ واجب ہے۔

(۳) سورہ القیامہ کی آیت نمبر (۲۷) میں کلمہ "مَنْ رَاقٍ" کے "مَنْ" کے نون پر سکتہ واجب ہے۔

(۴) سورہ المطففین کی آیت نمبر (۱۴) میں کلمہ "كَلَّا بَلْ رَانَ" کے "بَلْ" کے لام پر سکتہ واجب ہے

سکتہ کی علامت کے طور پر قرآن مجید میں جس حرف پر سکتہ ہوتا ہے اس حرف کے اوپر چھوٹا سا "س" یا سکتہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ اور دو جگہوں پر امام حفصؒ سکتہ کو جائز کہتے ہیں۔

(۱) سورہ الانفال کے ختم اور سورہ التوبہ کے آغاز میں سکتہ کے ساتھ تلاوت کرنا جائز ہے۔ یعنی سورہ الانفال کے ختم پر سکتہ کرنا پھر سورہ التوبہ بلا تعوذ شروع کرنا جبکہ سورہ الانفال اور سورۃ التوبہ کے درمیان بلا توقف اور بلا تعوذ ملا کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور ایک طریقہ جو عام طور پر رائج ہے وہ یہ کہ سورہ الانفال کے ختم پر قطع کرے یعنی ٹھیر جائے پھر تعوذ پڑھکر سورہ التوبہ شروع کرے یہ بھی درست ہے۔ اس طرح سورہ الانفال اور سورہ التوبہ کے درمیان تین طریقوں سے تلاوت کرنا درست ثابت ہوا۔

(۲) سورہ الحاقہ میں آیت نمبر (۲۸) اور (۲۹) دونوں آیات کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں کلمہ "مَالِيَهْ" ، "ہ" پر سکتہ یا بغیر سکتہ کے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ سکتہ کرنے کی صورت میں "ہ" کا اظہار ہوگا اور بغیر سکتہ کی صورت میں "ہ" کا "ہ" میں ادغام ہوگا۔

قَطْعٌ: کاٹنے جدا کرنے کو قطع کہتے ہیں۔ اصطلاح میں تلاوت ختم کرنے کے ارادے سے پڑھنا روک دینے کو قطع کہتے ہیں۔ قطع (یعنی تلاوت ختم) کسی سورہ کے آخر یا کسی قصہ کے اختتام ' یا کسی حکم الٰہی کے آخر پر ہوتا ہے یا کم از کم کسی آیت کے آخر پر ہونا چاہیئے اسلئے کہ آیت کے درمیان میں تلاوت ختم کرنا مکروہ ہے۔

حذف واثبات کا بیان

حَذْفُ وَ اِثْبَاتُ : کسی حرف کے گراکر پڑھنے کو حذف کہتے ہیں ۔اور کسی حرف کے باقی رکھ کر پڑھنے کو اثبات کہتے ہیں۔ حذف کی صورت یہ ہوگی کہ حرف لکھائی میں موجود ہوگا لیکن پڑھائی میں نہ آئیگا۔ عام کتاب کے رسم الخط سے قرآن کا رسم الخط مختلف ہوتا ہے جو کہ رسم عثمانی کہلاتا ہے۔اور تمام علماء اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کی تلاوت اور کتابت دونوں ہی رسم عثمانی کے مطابق ہوں۔ لہٰذا ہر کلمہ کو رسم الخط کے مطابق پڑھنا چاہیئے۔ یعنی اگر کوئی حرف کتابت میں محذوف ہو تو تلاوت میں بھی محذوف ہوگا اور کتابت میں موجود ہو تو تلاوت میں بھی موجود ہوگا۔ سوائے درج ذیل چند کلمات کے جس کی تلاوت رسم عثمانی کے برخلاف وارد ہوئی ہے۔ عموماً حذف "ا ، ی ، و" ان تین حروف میں ہوتا ہے۔ ان تینوں حروف میں سے کسی حرف پر کبھی حالت وصل میں اور کبھی حالت وقف میں حذف ہوتا ہے۔

حَذْفُ "ا" (الف) کی مختلف شکلیں : الف جو بعض کلمات قرآنی کے آخر میں آتا ہے ملاکر پڑھنے کی صورت میں دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے گرجاتا ہے ۔ لیکن حالت وقف میں باقی رہتا ہے جیسے : "ذَاقَا الشَّجَرَةَ" (الاعراف-۲۲) کلمہ "ذَاقَا" کے آخر میں جو الف ہے ساکن ہے اور کلمہ "اَلشَّجَرَةَ" کی پہلی شین بھی ساکن ہے اس طرح یہاں دو ساکن حروف جمع ہوگئے جسکی وجہ سے ملاکر

پڑھنے کی صورت میں کلمہ "ذَاقَا" کا الف گرجائیگا۔ اور اگر کلمہ "ذَاقَا" پر وقف کیا جائے تو الف باقی رہے گا جو لکھائی میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح سے کلمہ "كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ" (الکہف۔ ۳۳) وغیرہ۔

اَيُّهَا: حرف نداء کا الف حالت وقف میں باقی رہتا ہے حالت وصل میں گرجاتا ہے جو لکھائی میں موجود ہے۔ جیسے: "يَآ اَيُّهَا النَّاسُ، يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ، يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ" وغیرہ۔ سوائے تین جگہوں کے جیسے: "اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ" (سورۃ النور۔ ۳۱)، "يَآ اَيُّهَ السَّاحِرُ" (سورہ الزخرف۔۴۹)، "اَيُّهَ الثَّقَلَانِ" (سورہ الرحمٰن۔۳۱) ان تینوں جگہوں پر حالت وقف میں الف نہیں پڑھا جائیگا کیونکہ لکھائی میں بھی محذوف ہے۔

تلاوت "ا" (الف) کی مختلف شکلیں: آیت "اِهْبِطُوْا مِصْرًا" (البقرۃ۔۶۱)، "وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ" (یوسف۔۳۲) "لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ" العلق میں الف حالت وقف میں باقی رہے گا حالت وصل میں گرجائیگا۔ کلمتہ "اِذًا" میں جیسے: "فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ" (النساء۔۵۳) "وَاِذًا لَّا يَبْتَغَوْا" بنی اسرائیل (۴۲) وغیرہ میں بھی الف حالت وقف میں پڑھا جائیگا حالت وصل میں گرجائیگا۔ اسی طرح کلمتہ "لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ" (الکہف۔۳۸)، "اَلظُّنُوْنَا، اَلرَّسُوْلَا، اَلسَّبِيْلَا" (الاحزاب۔۱۰، ۶۶، ۶۷)، (سورہ الانسان۔۱۵) میں پہلا کلمتہ "قَوَارِيْرَا" اور سارے قرآن میں کلمہ "اَنَا" ضمیر واحد متکلم کا الف حالت وقف میں پڑھا جائیگا اور حالت وصل میں گرجائیگا۔ جیسے: "اَنَا نَذِيْرٌ

مُّبِیْنٌ" (الملک-۲۶)۔(سورہ الانسان-۱۶) میں کلمہ "قَوَارِیْرَا" جو دوسری مرتبہ آیا ہے اسکا الف حالت وقف اور حالت وصل دونوں صورتوں میں گرجائیگا۔ کلمہ "ثَمُوْدَا" قرآن مجید میں الف کیساتھ چار مقامات پر آیا ہے جو رسم عثانی کے مطابق ہے حالت وقف وحالت وصل ہر دو صورتوں میں گرجاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

(۱)"اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا کَفَرُوْا رَبَّهُمْ "(ھود-۶۸) (۲)"وَثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ" (الفرقان-۳۸) (۳)"وَثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ "(العنکبوت-۳۸) (۴)"وَثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰی "(النجم-۵۱) حالت وقف اور حالت وصل دونو صورتوں میں گرجائیگا۔

حذف "و" کی مختلف شکلیں: ہر وہ "و" جو کسی کلمہ کے آخر میں ہے چاہئے کلمہ مفرد ہو یا جمع، حالت وصل (یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت) میں التقاء ساکنین (دو ساکن جمع ہونا) کی وجہ سے گرجائیگا۔ البتہ حالت وقف میں پڑھا جائیگا۔

جیسے: "یَمْحُوا اللهُ"(ابراھیم-۳۹)"مُلٰقُوا اللهِ"(البقرۃ-۲۴۹)، "مُرْسِلُوا النَّاقَةِ"(القمر-۲۷)، "جَابُوا الصَّخْرَ"(الفجر-۹)، "اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ" (الدخان-۱۵) وغیرہ۔

ایسا "و" لکھائی میں آتا ہے حالت وقف میں پڑھا جائیگا اور حالت وصل میں گرجائیگا۔ قرآن مجید میں پانچ جگہ "و" کو باوجود حرف اصلی میں ہونے کے رسم عثانی کے مطابق حذف کر کے لکھا گیا ہے۔ ان جگہوں پر "و" کو ہر دو صورتوں میں یعنی حالت وصل و وقف میں نہیں پڑھا جائیگا۔ جن میں چار کلمات فعل ہیں اور

ایک اسم ۔ **افعال میں جیسے :** (ا) "وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ" (الاسراء-۱۱)، جب اس کلمہ پر وقف کیا جائے تو "وَيَدْعُ" پڑھیں گے، (۲) "وَيَمْحُ اللهُ الْبَاطِلَ" (الشوری-۲۴)، اس کلمہ پر وقف کی صورت میں "وَيَمْحُ" پڑھیں گے ۔ (۳) "يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ" (القمر-٦) یہاں وقف کی حالت میں "يَوْمَ يَدْعُ" پڑھا جائیگا۔ (۴) "سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ" (العلق) یہاں بھی حالت وقف میں "سَنَدْعُ" پڑھا جائیگا۔

اسم میں جیسے : "وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (التحریم-۴)۔

ملاحظہ :۔ صلہ بالواؤ کی صورت میں صلہ حالت وصل میں پڑھا جائیگا۔ حالت وقف میں صلہ نہیں پڑھا جائیگا جیسے : "لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ" (البقرۃ-۲۵۵) میں کلمہ "لَهٗ" پر وقف کریں گے تو صلہ نہیں پڑھا جائیگا صرف "ہ" کو سکون لگا کر وقف کریں گے ۔ ملا کر پڑھنے کی صورت میں صلہ بالواؤ سے پڑھا جائیگا جیسے : "لَهُوْ"۔

حرف "ي" کی مختلف صورتیں :

(۱) "ي" رسم الخط میں موجود اور حالت وصل وقف میں پڑھی جاتی ہو جیسے کلمہ "اَلْاَيْدِيْ" کی "يْ"، "اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ" (ص-۴۵)

(۲) "ی" رسم الخط میں موجود نہ ہو تو حالت وصل و وقف میں بھی نہیں پڑھی جاتی جیسے : "ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗٓ" (ص-۱۷)

(۳) "ی" رسم الخط میں موجود ہے حالت وصل میں گر جاتی ہے لیکن حالت وقف میں پڑھی جاتی ہے۔ جیسے : "مُعْجِزِی اللهِ، مُخْزِی الْكٰفِرِيْنَ" (التوبۃ-۲)،

"حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ "(البقرۃ-۱۹۶)، "مُحِلِّی الصَّیْدِ"(المائدۃ- ۱)، "مُهْلِكَ الْقُرٰی" (القصص- ۵۹)، " الْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ" (الحج- ۳۵)، "اٰتِی الرَّحْمٰنِ"(مریم-۹۳)، "نُـنْجِی الْمُؤْمِنِینَ " (الانبیاء-۸۸) وغیرہ

(۴)"یُؤْتِ اللّٰهُ"(النساء-۱۴۶)، "وَاخْشَوْنِ الْیَوْمَ"(المائدۃ-۳)، "نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ"(یونس-۱۰۳)، "بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ"(طہ-۱۲)، "وَادِ النَّمْلِ" (النمل-۱۸)، "الْوَادِ الْاَیْمَنِ"(القصص-۳۰)، "وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ " (الرحمٰن-۲۴)، "الْجَوَارِ الْكُنَّسِ"(التکویر-۱۶)، "لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا" (الحج-۵۴)، "بِهٰدِ الْعُمْیِ"(الروم-۵۳)، "صَالِ الْجَحِیْمِ" (الصافات-۱۶۳)، "تُغْنِ النُّذُرُ "(القمر-۵) "یُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ" (یس-۲۳)، "یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا " (الزمر-۱۰)، "یُنَادِ الْمُنَادِ" (ق-۴۱) وغیرہ میں "ی" لکھائی میں نہیں آئی ہے حالت وقف و وصل میں بھی نہیں پڑھی جائیگی۔

امام حفصؒ کے نزدیک کلمتہ " فَمَآ اٰتٰنِ ےَاللّٰهُ" (النمل-۳۶) میں ملا کر پڑھنے کی صورت میں "ی" مفتوحہ سے ملا کر پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں حذف و اثبات دونوں جائز ہیں۔ صلہ بالیاء اور صلہ بالواو کی صورت میں حالت وقف میں صلہ گر جائیگا اور حالت وصل میں صلہ پڑھا جائیگا۔ حذف و اثبات کو مختصراً امام حفصؒ کی روایت کے مطابق لکھا گیا ہے تفصیل کیلئے دیگر مفصل کتب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے

ملاکر پڑھنے یا علحدہ پڑھنے کا بیان (مقطوع و موصول کا بیان)

مَقْطُوْعْ وَ مَوْصُوْلْ: مصحف عثمانی کے رسم الخط میں بعض کلمات کو مقطوع (علحدہ کرکے) اور بعض کلمات کو موصول (یعنی ملاکر) لکھا جاتا ہے ۔اسی علحدہ کرکے لکھے جانے کو مقطوع اور ملاکر لکھے جانے کو موصول کہا جاتا ہے۔ ملاکر پڑھنے یا علحدہ پڑھنے میں صرف اسی رسم الخط کا اعتبار ہوگا۔ جو کلمہ رسم الخط میں جدا ہوا گر چیکہ اسکا بعد والے کلمے میں کسی وجہ سے ادغام ہورہا ہومقطوع کلمے پر ہی اختیاری (استاذ سے کچھ سیکھنے سمجھنے یا استاذ کے کسی سوال کے جواب کیلئے) اور اضطراری (جیسے سانس کا پھولنا، چھینک آنا وغیرہ) دونوں وقف کئے جانے چاہئے۔ اور جہاں موصول لکھا ہوا ہے وہاں وقف موصول پر ہی ہوگا۔برخلاف اس کلمہ کے جو مصحف عثمانی کے رسم الخط میں ملاکر لکھا ہوا ہے اگرچیکہ لغت کے مطابق وہ کلمہ دو کلموں سے ملکر بنا ہو ۔ جیسے کلمہ "اَیْنَمَا" میں "اَیْنَ" پر وقف جائز نہیں ہے "اَیْنَمَا" پر ہی وقف اضطراری یا وقف اختیاری کرسکتے ہیں اس طرح کے کلمہ کو موصول کہتے ہیں۔ (مقطوع و موصول کے جاننے کا فائدہ یہی ہے۔ یعنی کہاں وقف اضطراری یا اختیاری کیا جاسکتا ہے کہاں نہیں کیا جاسکتا اسلئے کہ قرآن کو مصحف عثمانی کے رسم الخط میں لکھنا تلاوت کرنا سنت وواجب ہے اس ہٹکر تلاوت کرنا درست نہیں)۔

عام رسم الخط سے ہٹ کر مصحف عثمانی کے رسم الخط میں مندرجہ ذیل کلمات کو ملاکر یا علحدہ کرکر لکھا گیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کلمہ "اَنْ" کو "لَا" نَافِیَہْ سے جداء کرتے ہوئے کلمہ "اَنْ" پر دس مقامات پر وقف کرنا جائز ہے وہ دس مقامات یہ ہیں۔
(۱) "حَقِیْقٌ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ" (الاعراف-۱۰۵) (۲) "اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ" (الاعراف-۱۶۰) (۳) "اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ" (التوبۃ-۱۱۸) (۴) "وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" (ھود-۱۴) (۵) "اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ" (ھود-۲۶) (۶) "اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا" (الحج-۲۶) (۷) "اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ" (یس-۶۰) (۸) "وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰهِ" (الدخان-۱۹) (۹) "اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا" (الممتحنہ-۱۲) (۱۰) "اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ" (القلم-۲۴)، صرف ایک جگہ (سورۃالانبیاء- ۸۷) میں "اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ" کے "ان" پر وقف کے بارے میں اختلاف ہے مقطوع و موصول دونوں طریقے سے پڑھنا جائز ہے مذکورہ جگہوں کے علاوہ جہاں کہیں "اَنْ" آیا ہے وہ موصول ہے یعنی رسم الخط میں ملا کر لکھا گیا ہے اسلئے وقف بھی رسم الخط کے مطابق ہوگا جیسے: "اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ" (النمل-۳۱)، اصل میں "اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ" ہے لیکن "اَنْ" کا نون رسم الخط میں نہیں ہے اسلئے وقف کلمہ "لَا" پر ہوگا۔ "اَنْ" کے نون پر نہیں اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں جیسے "اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" (النجم-۳۸)، "اِلَّا تَفْعَلُوْهُ، اِلَّا تَنْصُرُوْهُ" وغیرہ۔

کلمہ "اَنْ" کو کلمہ "مَا" سے ایک جگہ جدا کیا گیا ہے وہاں کلمہ "اَنْ" پر وقف کرنا جائز ہے جیسے: "وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ" (الرعد-۴۰) اسکے علاوہ سب جگہ

وصل ہوگا جیسے : "وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ" (یونس-۴٦) "اِمَّا تَخَافَنَّ" (الانفال- ۵۸) وغیرہ۔ حالت وقف میں "اِمَّا" پڑھا جائیگا۔

کلمہ "عَنْ" کو کلمہ "مَا" سے صرف ایک جگہ جدا کرتے ہوئے کلمہ "عَنْ" پر وقف کرنا جائز ہے جیسے : "عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ" (الاعراف-۱٦۵) اسکے علاوہ سب جگہ موصول پڑہیں گے جیسے : "عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" وغیرہ۔ حالت وقف میں "عَمَّا" ہوگا۔

کلمہ "مِنْ" کو کلمہ "مَا" سے جدا کرتے ہوئے کلمہ "مِنْ" پر دو جگہ وقف جائز ہے (۱) "فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ" (النساء-۲۵)، (۲) "هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ" (الروم-۲۸) یہاں "مِنْ" کے نون پر وقف جائز ہے۔ البتہ ایک جگہ "وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ" (المنافقون-۱۰) کے "مِنْ" کے نون پر وقف کرنے میں اختلاف ہے لیکن وقف کرنا مناسب ہے اسکے علاوہ سب جگہ موصول ہوگا جیسے : "وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" (البقرۃ-۳) وغیرہ۔

کلمہ "اَمْ" کو کلمہ "مِنْ" سے جدا کرتے ہوئے کلمہ "اَمْ" پر چار جگہ وقف جائز ہے۔

(۱) "اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا" (النساء-۱۰۹)، (۲) "اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيٰنَهٗ" (التوبۃ-۱۰۹) (۳) "اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا" (الصافات-۱۱) (۴) "اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا" (حم السجدۃ-۴۰) اسکے علاوہ جہاں کہیں "اَمْ مَنْ" ہوگا موصول ہوگا جیسے :

"اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ" (النمل-٦٢) وغیرہ۔ وقف کلمہ "اَمَّنۡ" پر ہوگا۔
کلمہ "اَنۡ" کے بعد کلمہ "لَمۡ" جہاں کہیں واقع ہو تو "اَنۡ" کے نون پر وقف جائز ہے جیسے: "ذٰلِكَ اَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ رَّبُّكَ" (الانعام،۱۳۱)، "اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ یَرَهٗۤ اَحَدٌ" (البلد-۷)۔
کلمہ "اِنۡ" کے بعد کلمہ "لَمۡ" ایک جگہ موصول (ملاکر لکھا ہوا) آیا ہے جیسے: "فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ" (ھود-۱۴) یہاں وقف "فَاِلَّمۡ" پر ہوگا اسکے علاوہ سب جگہ "اِنۡ"، "لَمۡ" سے ملا ہوا لکھا نہیں ہے اسلئے وقف کلمہ "اِنۡ" پر جائز ہے۔ جیسے: "فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا" (البقرۃ-۲۴)، "وَاِنۡ لَّمۡ یَنۡتَهُوۡا" (المائدۃ-۷۳) وغیرہ۔
کلمہ "اِنَّ" کو کلمہ "مَا" سے ایک جگہ جدا کرتے ہوئے بلا اختلاف "اِنَّ" کے نون پر وقف جائز ہے "اِنَّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ لَاٰتٍ" (الانعام-۱۳۴)، اور ایک جگہ "اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰهِ هُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ" (النحل-۹۵)، میں "اِنَّ" پر وقف کرنے میں اختلاف ہے اسکے علاوہ سب جگہ بالاتفاق موصول ہے یعنی "اِنَّمَا" پر وقف ہوگا جیسے: "اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" (النساء-۱۷۱)، "اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ" (الذاریات-۵) وغیرہ
کلمہ "اَنَّ" کو کلمہ "مَا" سے جدا کرتے ہوئے دو جگہوں پر بالاتفاق "اَنَّ" کے نون پر وقف جائز ہے: (۱) "وَاَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ" (الحج-٦٢)، (۲) "وَاَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الۡبَاطِلُ" (لقمان-۳۰) ایک جگہ سورہ الانفال -۴۱) میں "وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ" کے "اَنَّ" کے نون پر وقف کرنے میں

اختلاف ہے موصول مناسب ہے یعنی "اَنَّمَا" پر وقف کیا جائے اسکے علاوہ سب جگہ موصول ہو گا جیسے : "فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ" (المائدہ-۹۲) وقف کلمہ "اَنَّمَا" پر ہو گا وغیرہ۔

کلمہ "حَيْثُ" کے بعد کلمہ "مَا" صرف دو مقامات پر (سورہ البقرۃ-۱۵۰، ۱۴۴) میں آیا ہے: "وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا" یہاں کلمہ "حَيْثُ" پر وقف کرنا جائز ہے۔

کلمہ "كُلِّ" کے بعد کلمہ "مَا" آئے تو ایک جگہ بلا اختلاف کلمہ "كُلِّ" پر وقف کرنا جائز ہے: "وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ" (ابراھیم-۳۴) اور باقی چار جگھوں پر "كُلَّ" کو "مَا" سے موصول لکھا گیا ہے (كُلَّمَا) یہاں پر کلمہ "كُلَّ" پر وقف کرنے میں اختلاف ہے لیکن مناسب وصل ہے یعنی "مَا" پر وقف ہو گا۔

(۱) "كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ" (النساء-۹۱) (۲) "كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ" (الاعراف-۳۸) (۳) "كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً" (المؤمنون-۴۴) (۴) "كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ" (الملک-۸) اسکے علاوہ سب جگہ موصول ہو گا۔ جیسے: "كُلَّمَا رُزِقُوْا" (البقرۃ-۲۵) میں "كُلَّمَا" پر وقف ہو گا وغیرہ۔

کلمہ "بِئْسَ": قرآن میں "بِئْسَ" ، "مَا" سے ملا کر تین جگہ لکھا ہوا ہے۔ منجملہ تین کے دو جگہ یعنی آیت (۱) "بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ" (البقرہ-۹۰) (۲) "بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ" (الاعراف-۱۵۰) میں "مَا" پر وقف جائز ہے۔ جبکہ

تیسری جگہ کلمہ "بِئْسَ" پر وقف کرنے میں اختلاف ہے۔ "قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ" (البقرۃ-۹۳) یہاں وصل یعنی "ما" پر وقف کرنا مناسب ہے۔ ان تینوں مقامات سے ہٹکر جہاں کہیں کلمہ "بِئْسَ" ہو، اسے کلمہ "مَا" سے جدا کرتے ہوئے کلمہ "بِئْسَ" پر وقف کرنا جائز ہے۔ جیسے: "فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ" (آل عمران-۱۸۷) اس جگہ پر "ف" کیساتھ ہے دیگر جگہوں پر "ل" سے ملا ہوا ہے جیسے: "وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ" (البقرۃ-۱۰۲)، "لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ، لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ، لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ . لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ" (المائدۃ- ۶۲ ، ۶۳ ، ۷۹ ، ۸۰)۔ واضح ہو کہ (البقرۃ کی آیت-۹۰) مصاحف میں متفقہ طور سے موصول ہے جبکہ (البقرۃ کی آیت-۹۳) اور (الاعراف کی آیت-۱۵۰) بعض مصاحف میں موصول اور بعض مصاحف میں مقطوع ہے۔

کلمہ "فی" کو کلمہ "ما" سے جداء کرتے ہوئے ایک جگہ بلا اختلاف کلمہ "فی" پر وقف جائز ہے "اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ" (الشعراء-۱۴۶) اسکے علاوہ دس مقامات پر اختلاف ہے قطع یعنی "فِيْ" پر وقف مناسب ہے (۱) "فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ" (البقرۃ-۲۴۰)، (۲) "فِي مَآ اٰتٰكُمْ" (المائدۃ-۴۸)، (۳) "فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ" (الانعام-۱۴۵)، (۴) "لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ" (الانعام-۱۶۵)، (۵) "فِيْ مَا اشْتَهَتْ" (الانبیاء-۱۰۲)، (۶) "فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ" (النور-۱۴)، (۷) "فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ" (الروم-۲۸)، (۸) "فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ

یَخْتَلِفُوْنَ" (الزمر-۳)، (۹) "فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ" (الزمر-۴۶)، (۱۰) "وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" (الواقعہ-۶۱) اسکے علاوہ جہاں کہیں "فِيْ" کے بعد "مَا" ہو تو موصول ہو گا۔ یعنی "مَا" پر وقف جائز ہو گا جیسے: "فِيْمَا فَعَلْنَ" (البقرۃ-۲۳۴)، "فِيْمَا اَخَذْتُمْ" (الانفال-۶۸) وغیرہ۔ امام شاطبیؒ کے نزدیک پہلی مثال میں قطع اور باقی کے دس مقامات پر وصل ہے۔ یہاں علماء کے مختلف اقوال ہیں ہم اوپر جو قطع یعنی "فِيْ" پر وقف کرنا مناسب ذکر کئے ہیں وہ امام جزریؒ کا مسلک ہے اور یہی مشہور ہے۔

کلمہ "اَيْنَ" کے بعد کلمہ "مَا" آئے تو دو جگہ بالاتفاق موصول ہو گا یعنی ملا کر پڑھیں گے جیسے: (۱) "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" (البقرۃ-۱۱۵) (۲) "اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ" (النحل-۷۶) اور تین جگہ "اَيْنَ" پر وقف کرنے میں اختلاف ہے۔ (۱) "اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ" (النساء-۷۸) (۲) "اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ" (الشعراء-۹۲) (۳) "اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا" (الاحزاب-۶۱) سورہ النساء اور الاحزاب میں وصل مناسب ہے الشعراء میں قطع مناسب ہے۔ اسکے علاوہ سب جگہ "اَيْنَ" پر وقف جائز ہے جیسے: "اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا" (البقرۃ-۱۴۸)، "اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" (الاعراف-۳۷) وغیرہ۔

کلمہ "اَنْ" کے بعد کلمہ "لَنْ" دو جگہ متفقہ طور پر موصول آیا ہے یعنی کلمہ "لَنْ" پر وقف ہو گا جیسے: (۱) "اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا" (الکہف-۴۸)

(۲) "اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ" (القیامۃ-۳) انکے علاوہ سب جگہ "اَنْ" پر وقف جائز ہے۔ جیسے : "اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ" (الفتح-۱۲)، "اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ" (البلد-۵) وغیرہ۔ بعض علماء کے نزدیک "اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ" (المزمل-۲۰)، میں "اَنْ" پر وقف کرنے میں اختلاف ہے۔ لیکن قطع یعنی "اَنْ" پر وقف ہی درست ہے۔
کلمہ "اَنْ" کے بعد "لَوْ" چار جگہ آیا ہے تین جگہ "اَنْ" پر وقف جائز ہے۔ (۱) "اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ" (الاعراف-۱۰۰)، (۲) "اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ" (الرعد-۳۱)، (۳) "اَنْ لَّوْ کَانُوْا" (سبا-۱۴) ایک جگہ "وَاَلَّوِ اسْتَقَامُوْا" (الجن-۱۶) میں اختلاف ہے۔ لیکن مناسب قطع ہی ہے ابوداؤد سلیمان بن نجاحؒ نے اپنی کتاب التنزیل میں وصل بتلایا ہے۔
کلمہ "کَیْ" کے بعد "لَا" نافیہ ہو تو تین جگہوں پر وقف کلمہ "کَیْ" پر (قطع) جائز ہے۔ (۱) "لِکَیْ لَا یَعْلَمَ" (النحل-۷۰) (۲) "لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ" (الاحزاب-۳۷) (۳) "کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً" (الحشر-۷)، چار مقامات پر موصول ہوگا۔ یعنی وقف کلمہ "لَا" پر ہوگا۔ جیسے (۱) "لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ" (آل عمران-۱۵۳) (۲) "لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ" (الحج-۵) (۳) "لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ" (الاحزاب-۵۰) (۴) "لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ" (الحدید-۲۳)
کلمہ "عَنْ" کے بعد "مَنْ" صرف دو جگہ پر واقع ہوا ہے جہاں "عَنْ" کو "مَنْ" سے جدا کرتے ہوئے وقف کر سکتے ہیں۔ جیسے : (۱) "وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ" (النور-۴۳) (۲) "عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی" (النجم-۲۹) تیسری کوئی مثال نہیں ہے

کلمہ "یَوْمَ" کو "هُمْ" سے جدا کرتے ہوئے صرف دو جگہ پر وقف کر سکتے ہیں۔
جیسے : (۱) "یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ" (المؤمن-۱۶) (۱) "یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ" (الذاریات-۱۳) اسکے علاوہ سب جگہ وصل ہوگا۔ یعنی "هُمْ" پر وقف ہوگا۔
جیسے : "یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ" (الزخرف-۸۳)، (المعارج-۴۲)۔
کلمہ "مَالِ" کے "لَام" کو اسکے بعد والے حرف سے جدا کرتے ہوئے چار جگہوں پر وقف کیا جاسکتا ہے۔ (لام جار کو اسکے مجرور سے جدا کرتے ہوئے چار مقامات پر وقف کیا جاسکتا ہے)۔ (۱) "فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ" (النساء-۷۸) (۲) "مَالِ هٰذَا الْکِتٰبِ" (الکہف -۴۹) (۳) "مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ" (الفرقان -۷) (۴) "فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" (المعارج-۳۶) متفقہ طور پر رسم الخط میں یہ "ل" علحدہ لکھا ہوا ہے جسکی وجہ سے اس "ل" پر وقف اضطراری یا اختباری جائز ہے۔ لیکن ابتداء کلمہ "مَا" سے کرنا چاہیئے اسکے علاوہ دیگر جگہوں پر وصل ہوگا۔ جیسے : "مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ" (الصافات-۱۵۴)، "وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ" (اللیل-۱۹) وغیرہ۔
کلمہ "لَاتَ" کو "حِیْنَ" سے جدا کرتے ہوئے کلمہ "لَاتَ" پر وقف جائز ہے جو قرآن کریم میں صرف ایک جگہ آیا ہے "وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ" (ص-۳) لیکن ابتداء کلمہ "لَات" سے کرنی چاہیئے۔ بعض قراء کے نزدیک وصل ہے یعنی کلمہ "لَاتَ" پر وقف جائز نہیں بلکہ کلمہ "حِیْنَ" پر وقف جائز قرار دیا ہے۔
هَاءِ تَنْبِیْهٗ: "هَآ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ" میں جو "هَاء" ہے اسے "هَاءِ تَنْبِیْهٗ" کہتے ہیں۔

رُبَمَا ، نِعِمَّا ، مَهْمَا ، يَوْمَئِذٍ ، كَاَنَّمَا ، وَيْكَاَنَّ ، حِيْنَئِذٍ ، اِلْ يَاسِيْن ، ان کلمات کے درمیان وقف نہیں ہے۔ جیسے : "رُبَمَا" میں کلمہ "رُبَ" پر وقف کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ کلمہ "رُبَمَا" پر وقف جائز ہوگا۔

کلمات : "كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ" (المطففین-۳) میں بھی وصل ہوگا۔

کلمہ " اِلْ يَاسِيْنَ" (ص-۱۳۰) بعض علماء نے اسے "آلْ يَاسِيْنَ" پڑھا ہے انکے نزدیک کلمہ "آلْ" پر وقف جائز ہے۔ مکمل قرآن میں صرف کلمہ "اِلْ يَاسِيْنَ" میں رسم الخط کے مطابق "اِلْ" علحدہ ہونے کے باوجود وقف جائز نہیں۔ اس طرح کی صرف ایک ہی مثال ہے۔

یہ ان کلمات کا خلاصہ ہے جو مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مطابق علحدہ لکھے گئے ہیں ان پر وقف اضطراری یا اختباری جائز ہے اور جو ملا کر لکھے گئے ہیں وہاں ملا کر پڑھتے ہوئے وقف اضطراری یا وقف اختباری کرسکتے ہیں اوپر مضمون میں جہاں بھی وقف کرنے یا جائز ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد وقف اضطراری یا وقف اختباری ہے۔ کلمہ کو علحدہ پڑھکر وقف کرنے کو قطع کہتے ہیں گرچیکہ اسکا بعد والے حرف میں ادغام ہورہاہو۔ وصل سے مراد یہاں دو کلموں کو ملا کر پڑھنا ہے جیسے : "اَيْنَمَا" جو دو کلموں سے بنا ہے ایک " اَيْنَ" دوسرا "مَا"۔ جس کلمہ کو علحدہ پڑھا جارہاہو اس کلمہ کو مقطوع اور جس کلمہ کو ملا کر پڑھا جارہاہو اس کلمہ کو موصول کہتے ہیں۔

*****

اشمام و روم کا بیان

وقف اختیاری ہو یا اضطراری تین طرح سے کیا جاتا ہے :

(۱) سُکُوْنِ خَالِصْ (صرف سکون)　　(۲) رَوْمْ　　(۳) اِشْمَامْ

(۱) سُکُوْنِ خَالِصْ: کسی کلمہ پر سکون یعنی جزم کیساتھ اس طرح وقف کیا جائے کہ کوئی حرکت اداء نہ ہو۔ یہی اصلی وقف ہے۔ البتہ مشدد حرف پر اگر وقف کیا جائے تو تشدید کا خیال رکھتے ہوئے وقف کیا جائیگا۔ اس طرح کا وقف صرف زبر یا دو زبر یا "تاء تانیث" یا میم جمع یا عارضی حرکت پر کیا جاتا ہے جیسے : "يُنْفِقُوْنَ"، "وَيَحْيٰ مَنْ حَيَّ ، هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ، عَلَيْهِمْ ، قُمِ الَّيْلَ" میں کلمہ "قُمْ" پر وقف کرنا وغیرہ۔

(۲) رَوْمْ :- روم کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں یہاں پیش یا زیر پر وقف کرتے وقت حرکت کے دو حصوں کو گرا کر ایک حصہ کو ظاہر کرتے ہوئے یا آواز کو بالکل پست کرتے ہوئے وقف کرنا مراد ہے۔ جیسے : "نَسْتَعِيْنُ ، اَلرَّحِيْمُ" وغیرہ۔ اس طرح کے وقف کو روم کہتے ہیں۔ اس وقف کی خصوصیت یہ ہے کہ دور والا، اور اونچا سننے والا شخص اس حرکت کو نہیں سن پائیگا۔ بلکہ صرف وہی شخص سن سکے گا جو قریب میں بیٹھ کر توجہ سے کان لگا کر سن رہا ہو۔

نوٹ : روم صرف حالت قصر میں ہوتا ہے حالت طول و توسط میں روم نہیں ہوتا۔ تنوین پر روم کے وقت تنوین کو حذف کر دیا جاتا ہے ۔ ویسے تنوین حالت وقف میں باقی نہیں رہتی۔ روم کلمہ کے

درمیان میں صرف ایک جگہ (سورہ یوسف-۱۱) میں آیا ہے "لَا تَأۡمَنَّا" اصل میں "لَا تَأۡمَنُنَا" تھا ۔ یہاں پہلے نون کی حرکت کو چھپاتے ہوئے (جھپٹا مارتے ہوئے) گرا کر پڑھیں گے۔

(۳) اِشْمَامْ:- سونگھانے کو اشمام کہتے ہیں۔ یہاں وقف کرتے وقت دونوں ہونٹ کو ملا کر گول کرنا مراد ہے گول اس طرح کرے کہ دونوں ہونٹوں کے بیچ ذرا منہ کھلا رہے۔ اسے صرف دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے آواز سے کچھ پتہ نہیں چلتا کیونکہ اشمام میں آواز نہیں ہوتی ۔اور اشمام صرف پیش میں ہوتا ہے پیش اداء کرتے وقت جس طرح منہ ہوتا ہے اشمام کے وقت منہ اسی طرح سے بنایا جاتا ہے۔ جیسے: "نَسْتَعِيْنُ" وغیرہ۔ اشمام کیساتھ روم ہوتا ہے لیکن ہر اشمام میں روم نہیں ہوتا ۔کیونکہ اشمام صرف پیش میں ہوتا ہے۔ جبکہ روم پیش اور زیر دونوں میں ہوتا ہے۔ زبر میں نہ ہی اشمام ہوتا ہے اور نہ روم ہوتا ہے۔

ھاء: ضمیر مذکر غائب پر سات طریقوں سے وقف ہوتا ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) "ہ" ضمیر سے پہلے "یاء" ساکنہ ہو جیسے: "فِيْهِ"

(۲) "ہ" ضمیر سے پہلے "و" ساکن ہو۔ جیسے: "عَقَلُوْهُ"

(۳) "ہ" ضمیر سے پہلے زیر ہو جیسے: "بِهٖ"

(۴) "ہ" ضمیر سے پہلے پیش ہو۔ جیسے: "وَاَمْرُهٗ"

(۵) "ہ" ضمیر سے پہلے زبر ہو۔ جیسے "زَوْجَهٗ"

(۶) "ہ" ضمیر سے پہلے "الف" ہو جیسے "اِجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ"

(۷) "ہ" ضمیر سے پہلے سکون اصلی ہو جیسے: "فَلْيَصُمْهُ" ان صورتوں میں وقف کے حکم پر قراء کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک یہاں اشمام و روم مطلقا جائز ہے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک اشمام و روم مطلقا جائز نہیں۔ تیسرا گروہ امام جزری کا ہے ان کے نزدیک پہلی چار صورتوں میں اشمام و روم جائز نہیں اور آخری کی تین صورتوں میں جائز ہے۔ اور جمہور قراء نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے۔

اِشْمَامٌ وَرَوْمٌ کا فائدہ: روم کا فائدہ یہ ہے کہ سننے والے کو حرف کی حرکت ملا کر پڑھنے کی صورت میں جس طرح واضح ہوتی ہے اسی طرح وہ حرکت وقف کی صورت میں بھی واضح ہو جاتی ہے۔ البتہ اشمام میں حرف کی حرکت صرف قاری کو دیکھنے والے پر واضح ہوتی ہے جبکہ سن نے والے کو پتہ نہیں چلتا۔

*****

روایت حفصؒ کی خصوصیات

ا۔ کلمہ "اَنَا" (ضمیر واحد متکلم) جہاں کہیں واقع ہو اور اس پر وقف کیا جائے تو "الف" پڑھا جائیگا۔ جبکہ حالت وصل (یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت) میں اس کا الف گر جائیگا۔ چاہے اسکے بعد ہمزہ قطعی ہو یا کوئی اور حرف ہو۔ جیسے

"وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" (الانعام-۱۶۳) "وَاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ" (یوسف-۷۲) وغیرہ

۲۔ کلمہ "لٰكِنَّا" کا الف ہر جگہ حالت وصل (یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت) میں گر جاتا ہے۔ جبکہ ٹھیرنے کی صورت میں پڑھا جاتا ہے جیسے: "لٰكِنَّا هُوَ اللهُ رَبِّي" (الکہف-۳۸) وغیرہ۔ ۳۔ ذیل کے ان تین کلموں میں بھی ٹھیرنے کی صورت میں الف پڑھا جاتا ہے اور ملا کر پڑھنے کی صورت میں الف گر جاتا ہے:

(ا) "وَتَظُنُّوْنَ بِاللهِ الظُّنُوْنَا" (الاحزاب-۱۰) (۲) "وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا" (الاحزاب-۶۶)، (۳) "فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا" (الاحزاب-۶۷)، ۴۔ البتہ "سَلٰسِلَا وَّاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا" (سورہ الانسان، آیت: ۴) میں "سَلٰسِلَا" کے الف پر وقف کرنے کی صورت میں دو طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں ایک طریقہ یہ کہ الف کو باقی رکھ کر وقف کیا جائے جیسے: "سَلَاسِلَا" دوسرا طریقہ یہ کہ الف کو گرا کر وقف کیا جائے جیسے: "سَلَاسِلْ" دونوں طریقے جائز ہیں البتہ حالت وصل میں الف کو حذف کر کے پڑھا جائیگا۔

۵۔ایسے ہی سورہ الانسان میں کلمہ "قَوَارِیْرَا" دو مرتبہ آیا ہے۔ایک مرتبہ آیت کے ختم پر اور دوسری مرتبہ دوسری آیت کے شروع میں آیا ہے۔ جو پہلی مرتبہ آیا ہے اسکا الف ملا کر پڑھنے میں گر جاتا ہے ۔ جیسے :"قَوَارِیْرَ" جبکہ وقف یعنی ٹھیرنے کی صورت میں پڑھا جاتا ہے ۔جیسے : "قَوَارِیْرَا" ۔اور کلمہ "قَوَارِیْرَا" جو دوسری مرتبہ آیا ہے اسکا الف ملا کر پڑھنے یا ٹھیرنے ہر دو صورتوں میں گر جاتا ہے

۶۔ سورہ حم السجدۃ آیت : ۴۴ "ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ" میں دوسرے ہمزہ کو تسہیل (ہمزہ اور الف کے درمیان) کیساتھ پڑھتے ہیں (یعنی ہمزہ کو تھوڑا دراز کرتے ہوئے الف کی مقدار سے کم پڑھتے ہیں)۔

۷۔ "بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا" (سورہ ھود۔۴۱) میں "مَجْرٖهَا" کی "ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ امالہ کے معنی جھکانے اور مائل کرنے کے ہیں یہاں "ر" کے زبر کو زیر کی طرف جھکاتے ہوئے اور الف کو "ی" کی طرف جھکاتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ جس طرح اردو میں "ستارے" کی "ر" پڑھی جاتی ہے۔اور قرائت حفصؒ کے مطابق مکمل قرآن مجید میں صرف یہیں ایک جگہ امالہ کیا گیا ہے۔

۸ ۔ "مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا" (سورہ یوسف۔۱۱) میں " تَاْمَنَّا" کے نون پر اشمام وروم دونوں طریقوں سے پڑھنا جائز ہے۔ (جو اصل میں "لَا تَاْمَنُنَا" تھا)۔

۹۔آیت "اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً" (الروم۔۵۴) یہاں کلمہ "ضُعْفٍ" جو تین

مرتبہ آیا ہے اسکے "ض" کو زبر یا پیش دونوں طریقوں سے پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۔ "وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ" (البقرۃ-۲۴۵)، "وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً" (الاعراف-۶۹) میں کلمہ "يَبْصُۜطُ" اور "بَصْۜطَةً" کو حفصؒ نے "س" سے پڑھا ہے "اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ" الطور-۳۷) میں کلمہ "الْمُصَۜيْطِرُوْنَ"، "ص" اور "س" ونوں سے پڑھنا جائز ہے "لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَۜيْطِرٍ" (الغاشیہ-۲۲) میں امام حفصؒ نے "ص" سے پڑھا ہے۔

۱۱۔ درج ذیل کلمات میں بھی ملا کر پڑھنے کی صورت میں "الف" کو گرا کر "ن" پڑھیں گے جبکہ ٹھیرنے کی صورت میں "الف" پڑھا جائیگا۔ "وَلَيَكُوْنًا، لَنَسْفَعًا، وَاِذًا" جیسے: "وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ" (یوسف-۳۲)، "لَنَسْفَعًا" (العلق-۱۵)، "وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ" (بنی اسرائیل-۷۶)۔

۱۲۔ کلمہ "فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ" (النمل-۳۶) میں ملا کر پڑھنے کی صورت میں "ن" کے بعد "ی" کو زبر سے پڑھا جائیگا۔ اور ٹھیرنے کی صورت میں دو طریقوں یعنی "ی" کو باقی رکھتے ہوئے جیسے: "فَمَآ اٰتٰنِیْ" یا "ی" کو حذف کرتے ہوئے جیسے: "فَمَآ اٰتٰنِ" پڑھا جائیگا

۱۳۔ "بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ" (الحجرات-۱۱) میں کلمہ "اَلِاسْمُ" سے ابتداء دو طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ (ا) "الف" کو زبر "ل" کو زیر اور "س"

کو سکون سے جیسے: "اَلِاسْمُ" (ب) "الف" کو حذف کر کے "ل" کو زیر سے جیسے: "الِاسْمُ"۔

۱۴۔ امام حفصؒ کے نزدیک پوری قرآن مجید میں صرف چار مقامات پر سکتہ واجب ہے

(۱) کلمہ "عِوَجًا" پر (سورہ الکہف-۱) میں سکتہ ہے۔ اگر یہاں سکتہ نہ کیا گیا تو "قَيِّمًا"، "عِوَجًا" کی صفت ہو جانے کا شبہ ہے جو درست نہیں ہے۔

(۲) کلمہ "مَرْقَدِنَا" (سورہ یسین-۵۲) پر سکتہ ہے اگر یہاں ملا کر پڑھا جائے تو بعد والا کلمہ بھی مشرکین کا کہا ہوا سمجھ میں آئیگا جو درست نہیں ہے۔

(۳) (سورہ القیامہ-۲۷) میں "مَنْ رَاقٍ" کے "ن" پر سکتہ ہے۔ اگر یہاں سکتہ نہ ہو تو دونوں کلمے ایک ہی کلمہ ہونے کا شبہ ہو گا جبکہ یہاں دو کلمے ہیں

(۴) (سورہ المطففین-۱۴) میں "بَلْ رَانَ" کے "ل" پر سکتہ ہے۔ اگر یہاں سکتہ نہ ہو تو دونوں کلمے ایک ہی کلمہ ہونے کا شبہ ہو گا جبکہ یہاں دو کلمے ہیں

۱۵۔ "وَيَخْلُدْ فِيهٖ مُهَانًا" (الفرقان-۶۹) میں امام حفصؒ نے "ہ" ضمیر کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں دو حرکت کی مقدار کھینچ کر پڑھتے ہیں۔

۱۶۔ "قَالُوٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ" (الاعراف-۱۱۱)، "قَالُوٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ" (الشعراء-۳۶)، "هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ" (النمل-۲۸) میں تینوں جگہ "ہ" کنایہ کو سکون سے پڑھا جائیگا۔

۱۷۔ کلمہ "یَرْضَهُ لَکُمْ" (الزمر-۷) میں "ہ" کنایہ کو پیش کیساتھ بغیر صلہ پڑھنے کی روایت آئی ہے

۱۸۔ "بَسَطْتَّ" (المائدہ-۲۸)، "اَحَطْتُّ" (النمل-۲۲) میں "ط" کا "ت" میں ادغام ناقص ہوگا۔

۱۹۔ کلمہ "اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ" (المرسلات-۲۰) میں "ق" کا "ک" میں دو طرح کا ادغام ہوگا۔

(۱) ادغام کامل یعنی "ق" کا "ک" میں مکمل ادغام ہوگا صرف "ک" ہی پڑھا جائیگا۔

(۲) "ق" کا "ک" میں ادغام ناقص ہوگا یعنی "ق" کی صفت استعلاء کو باقی رکھتے ہوئے صفت قلقلہ کو چھوڑ کر پڑھا جائیگا۔

۲۰۔ حرف "ن" کے "نُوْنْ" ساکن کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں ان دو مقامات پر اظہار کیساتھ پڑھیں گے "و" میں ادغام نہ ہوگا۔ (۱) "نٓ وَالْقَلَمِ"، (۲) "یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ"۔

*****

تکبیر کا بیان

تکبیر: "اَللّٰہُ اَکۡبَرُ" کہنے کو تکبیر کہتے ہیں۔ یہاں قرآن مجید کو ختم کرتے وقت سورۃ الضحیٰ سے سورۃ الناس تک بسملہ سے پہلے "اَللّٰہُ اَکۡبَرُ" کہنا مراد ہے۔ تکبیر تین طرح کی ہیں۔

(۱) صرف "اَللّٰہُ اَکۡبَرُ" بغیر کسی کمی یا زیادتی کے کہنا (۲) تکبیر سے پہلے تہلیل کا اضافہ کرنا جیسے: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ" (۳) تکبیر سے پہلے تہلیل، اور تکبیر کے بعد تحمید کا اضافہ کرنا جیسے: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ"۔

تکبیر کا حکم: تکبیر کہنا مسنون ہے۔ عَنِ الۡبَزِّيِّ اَنَّہٗ قَالَ: سَمِعۡتُ عِكۡرَمَةَ بۡنَ سُلَيۡمَانَ يَقُوۡلُ: قَرَاۡتُ عَلٰی اِسۡمَاعِيۡلَ بۡنِ عَبۡدِاللّٰهِ الۡمَكِّيِّ، فَلَمَّا بَلَغۡتُ (وَالضُّحٰی) قَالَ لِيۡ كَبِّرۡ عِنۡدَ خَاتِمَةِ كُلِّ سُوۡرَةٍ حَتّٰی تَخۡتِمَ الۡقُرۡاٰنَ، فَاِنِّيۡ قَرَاۡتُ عَلٰی عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ كَثِيۡرٍ فَاَمَرَنِيۡ بِذٰلِكَ، وَاَخۡبَرَنِي ابۡنُ كَثِيۡرٍ اَنَّہٗ قَرَاَ عَلٰی مُجَاهِدٍ فَاَمَرَہٗ بِذَلِكَ، وَاَخۡبَرَہٗ مُجَاهِدٌ اَنَّہٗ قَرَاَ عَلٰی عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عَبَّاسٍ فَاَمَرَہٗ بِذٰلِكَ، وَاَخۡبَرَہٗ ابۡنُ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَرَاَ عَلٰی اُبَيِّ ابۡنِ كَعۡبٍ فَاَمَرَہٗ بِذٰلِكَ، وَاَخۡبَرَہٗ اُبَيٌّ اَنَّہٗ قَرَاَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَمَرَہٗ بِذٰلِكَ. رواه الحاكم في مستدركه على الصحيحن. ترجمہ: حاکم نے مستدرک میں بشرائط صحیحین بزی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عکرمہ بن

سلیمان سے یہ کہتے ہوئے سنا "میں اسماعیل بن عبداللہ المکیؒ کو قرآن سناتے ہوئے جب سورۃ الضحی پر پہنچا تو کہنے لگے ہر سورت کے ختم پر تکبیر کہتے جاؤ یہاں تک کہ قرآن مکمل کرلو، اسلئے کہ جب میں نے عبداللہ ابن کثیرؒ کے سامنے قرآن پڑھا تو انہوں نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا تھا کہ جب وہ مجاہدؒ کے سامنے پڑھے تھے۔ تب وہ بھی اسی طرح تکبیر کا حکم دئے تھے اور یہ بتلائے تھے کہ جب میں عبداللہ ابن عباسؓ کو سنایا تھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی تکبیر کا حکم دیا تھا اور یہ ذکر کیا تھا کہ جب وہ ابی ابن کعبؓ کو سنائے تھے تب انہوں نے بھی تکبیر کا ایسا ہی حکم دیا تھا اور یہ بتلایا تھا کہ وہ جب ابی ابن کعبؓ کو سنائے تھے تب انہوں نے بھی تکبیر کا اسی طرح حکم دیا تھا اور ابی ابن کعبؓ نے بھی یہ ذکر کیا تھا کہ جب وہ نبی اکرم ﷺ کو قرآن سنائے تھے اسوقت نبی اکرم ﷺ نے بھی اس طرح تکبیر کہنے کا حکم دیا تھا"۔

تکبیر کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے اسمیں علماء کے دو اقوال ہیں:

(۱) تکبیر کو سورۃ الضحی کے شروع سے کہتے ہوئے سورۃ الناس کی ابتداء تک کہنا چاہئے

(۲) سورۃ الضحی کے ختم سے لیکر سورۃ الناس کے آخر تک کہنا چاہئے۔ دونوں اقوال صحیح ہیں۔

روایت شعبہؒ کی خصوصیات

امام شعبہؒ اور امام حفصؒ دونوں ہی امام عاصم کوفی کے خاص شاگرد رہے ہیں۔دونوں نے امام عاصم سے قرآن کریم کی تلاوت سیکھی ہے۔ حفصؒ کی روایت سے قرآن کریم کی تلاوت بہت عام اور مقبول ہوئی، جہاں حفص کو فن قرائت میں نہایت مہارت ،ضبط حروف میں فضیلت حاصل تھی ،وہیں شعبہؒ کی روایت بھی عظمت، مقبولیت ومرتبہ میں قرائت حفصؒ سے کچھ کم نہیں۔ یہاں قرائت شعبہؒ کے کچھ اصول اور فرش حروف کے اختلاف کو اختصار کیساتھ ذکر کیاجاتاہے جس سے قاری کو روایت شعبہؒ کے بارے میں ضروری معلومات حاصل ہوں تاکہ روایت شعبہؒ کی تلاوت آسان ہو۔اس طرح وہ حفصؒ و شعبہؒ دونوں روایتوں سے قرآن کریم کو ختم کرتے ہوئے قرائت عاصم کی مکمل تلاوت کی سعادت سے سرفراز ہوسکے۔"وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوَفِّقُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ"۔

روایت شعبہؒ کے چند اصول:۔

(۱) اِدْغَامْ :۔ کلمہ "اَخَذْتُ ، اِتَّخَذْتُ ، اَخَذْتُمْ ، اِتَّخَذْتُمْ "میں"ذ"کا"ت"میں ادغام کیا ہے جیسے : "اَخَتُّ ، اَخَتُّمْ "وغیرہ"نٓ وَالْقَلَمِ " ، یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ"۔ میں نون کا"و" میں ادغام مع الغنہ ثابت ہے۔

(۲) اِبْدَالْ:۔''و'' سے۔

(ا)۔کلمہ "مُؤْصَدَةٌ" اَلْبَلَدْ ، اَلْهُمَزَه میں ہمزہ کو"و" سے بدلنا جیسے :"مُوْصَدَةٌ"۔

(ب)۔ کلمہ "اَ للُّؤْلُؤْ"معرفہ ہو یا نکرہ اسکے ہمزہ کو (دولاموں کے درمیان

والے ہمزہ کو) "و" سے بدلنا جیسے: "اَللُّوْلُؤُ ، لُوْلُؤٌ ، لُوْلُؤًا" جو تقریبا چھ جگہ آیا ہے۔
اِبْدَالُ "هَمْزَهْ" سے۔ کلمہ "هُزُوًا" تقریبا گیارہ مقامات پر آیا ہے سب جگہ "و" کو "ء" سے بدل کر پڑھتے ہیں جیسے: "هُزُؤًا(هُزُءًا)"۔

(۳) ہمزہ کی زیادتی: کلمہ "اٰمَنْتُمْ" الاعراف، طہ، الشعراء "اِنَّ لَنَا" الاعراف اور کلمہ "اَنْ كَانَ" القلم میں ہمزہ استفہام کی زیادتی مروی ہے جیسے: "ءَاٰمَنْتُمْ ، ءَاِنَّ لَنَا ، ءَاِنْ كَانَ" وغیرہ۔

(۴) ہمزہ کی تحقیق: کلمہ "ءَاَعْجَمِيٌّ" حم السجدۃ میں دوسرے ہمزہ کو ہمزہ حقیقی سے پڑھا ہے۔ جبکہ حفصؒ ہمزہ کی تسہیل کرتے ہیں۔

(۵) "سکون یاء" (اضافت):

ا۔ کلمہ "وَلِيَ" طہ، الکافرون کو "ی" کے سکون کے ساتھ پڑھا ہے جیسے: "وَلِيْ فِيْهَا" (طہ-۱۸)، "وَلِيْ دِيْنِ" (الکافرون)۔

۲۔ کلمہ "اِنْ اَجْرِيَ" جہاں کہیں واقع ہو۔

۳۔ کلمہ "مَعِيَ" جہاں کہیں واقع ہو۔

۴۔ کلمہ "مَاكَانَ لِيَ" (ابراہیم-۲۲)۔

۵۔ کلمہ "وَلِيَ نَعْجَةٌ" (ص-۲۳)۔

۶۔ کلمہ "يَدِيَ اِلَيْكَ" (المائدۃ-۲۸)۔

۷۔ کلمہ "اُمِّیَ" (المائدۃ-۱۱۶)۔

۸۔ کلمہ "وَجْهِیَ" (الانعام-۷۹)۔

۹۔ کلمہ "بَیْتِیَ" (البقرۃ-۱۲۴)، (الحج-۲۶)، (نوح-۲۸)

ان تمام مذکورہ کلمات کی "ی" متحرکہ مفتوحہ کو "ی" ساکنہ سے بدل کر پڑھا ہے جیسے: "اِنْ اَجْرِیْ، مَاکَانَ لِیْ، وَلِیْ نَعْجَةٌ، یَدِیْ، اُمِّیْ، وَجْهِیْ، بَیْتِیْ" وغیرہ۔

(۶) "ی" مفتوحہ (اضافت):

۱۔ کلمہ "مِنْۢ بَعْدِی" (الصّف-۶)۔

۲۔ کلمہ "عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ" (البقرۃ-۱۲۴) میں "ی" کو زبر کیساتھ پڑھا ہے جیسے: "مِنْ بَّعْدِیَ اسْمُهٗٓ، عَهْدِیَ الظّٰلِمِیْنَ"۔

(۷) "ی" کا اضافہ: کلمہ "یٰعِبَادِ" حالت وصل میں "ی" مفتوح کے اضافہ سے جیسے: "یٰعِبَادِیَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ" (الزخرف-۶۸) اور حالت وقف میں سکون کیساتھ جیسے: "یٰعِبَادِیْ" مروی ہے۔

(۸) "ی" کا حذف: شعبہؒ کے نزدیک آیت "فَمَآ اٰتٰنِ ۦَ اللّٰهُ" (النمل-۳۶) میں حالت وصل و حالت وقف ہر دو صورتوں میں "ی" کو گراکر پڑھتے ہیں جیسے حالت قف میں "فَمَآ اٰتَانِ" حالت وصل میں "فَمَآ اٰتَانِ اللّٰهُ"۔

(۹) "و" کا حذف: کلمہ "رَءُوفٌ" جو تقریباً گیارہ مقامات پر آیا ہے سب جگہ "و" کو حذف کر کے پڑھا ہے جیسے: "رَؤُفٌ" (رَءُفٌ)۔

(۱۰) کلمہ "خُطُوَاتِ" کے "ط" کو سب جگہ ساکن پڑھا ہے جیسے: "خُطْوَاتِ" (چار جگہ)۔

(۱۱) "رِضْوَانٌ" کلمہ: "رِضْوَانٌ" کے "ر" کو ہمیشہ ضمہ یعنی پیش سے پڑھا ہے جو بارہ مقامات پر آیا ہے جیسے: "رُضْوَانٌ" سوائے ایک جگہ "رِضْوَانَهٗ" (المائدۃ ۱۶) یہاں بروایت شاطبیہ زیر ہی سے مروی ہے۔ (البتہ بروایت طیبہ پیش مروی ہے)

(۱۲) "زَكَرِيَّا" کلمہ: "زَكَرِيَّا" کے آخر میں چار مقامات پر ہمزہ مفتوحہ کی زیادتی سے جیسے: "زَكَرِيَّآءَ" اور دو مقامات پر ہمزہ کو پیش سے پڑھا ہے۔

(۱) "دَعَا زَكَرِيَّآءُ" (آل عمران-۳۸)، (۲) "يٰزَكَرِيَّآءُ" (مریم-۷)۔

(۱۳) "بُيُوْت" کلمہ: "بُيُوْت" کے "ب" کو ہر جگہ مکسور یعنی زیر سے پڑھا ہے جو کہ تقریباً بارہ مقامات پر آیا ہے جیسے: "وَاْتُوا الْبِيُوتَ" (البقرۃ، آل عمران) وغیرہ۔

(۱۴) کلمات: "مَكَانَتِكُمْ ، مَكَانَتِهِمْ" میں "ن" کے بعد "الف" کی زیادتی سے یعنی جمع کے صیغہ سے پڑھا ہے جیسے "مَكَانٰتِكُمْ ، مَكَانٰتِهِمْ" (الانعام-۱۳۵)، (ھود-۹۳، ۱۲۱)، (الزمر-۳۹)، (یس-۶۷)۔

(۱۵) کلمات: "مُبَیِّنَةٌ ، مُبَیِّنَاتٌ" میں "ی" کو زبر سے پڑھا ہے جیسے: "بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ" (النساء)، "اٰیٰتٍ مُّبَيَّنٰتٍ" النور وغیرہ یہ کلمات چھ جگہ پر آئے ہیں۔

(۱۶) کلمات: "اَدْرٰكَ ، اَدْرٰكُمْ" میں ہر جگہ شعبہؒ نے "ر" کا امالہ کیا ہے جیسے:

"اَدْرٰكُمْ بِهٖ" (یونس-۱۶)، "وَمَآ اَدْرٰكَ" (الحاقہ-۳) وغیرہ۔

(۱۷) کلمہ: "رَاٰی" کے امالہ میں دو طریقہ ہیں:

(۱) "رَاٰی" کے بعد اگر ساکن نہ ہو تو "الف" اور "ر" دونوں کا امالہ کیا جاتا ہے جیسے: "رٰاٰ كَوْكَبًا ، رٰاٰهُ" وغیرہ۔

(۲) اگر کلمہ "رَاٰی" کے بعد ساکن ہو تو صرف "ر" کا امالہ کیا جاتا ہے جیسے: "رٰاَى الْقَمَرَ ، رٰاَى الشَّمْسَ" وغیرہ۔

(۱۸) کلمہ: "تَلْقَفُ" یہ کلمہ قرآن میں تین جگہ آیا ہے اور ہر جگہ "ل" کو زبر اور "ق" کو تشدید سے پڑھا ہے جیسے: "تَلَقَّفُ"۔

(۱۹) کلمہ "اُفٍّ": یہ کلمہ جو تین مقامات پر آیا ہے اسکے "ف" پر تنوین کے بجائے صرف زیر سے پڑھا ہے۔ جیسے: "اُفِّ"۔

(۲۰) کلمہ "عُيُوْن": کے "ع" کو ہر جگہ زیر سے پڑھا ہے جیسے: "عِيُوْن"۔

(۲۱) کلمہ "اَلْغُيُوْب": یہ کلمہ چار مقامات پر آیا ہے اور سب جگہ "غ" کو زیر سے پڑھا ہے جیسے: "اَلْغِيُوْب"۔

(۲۲) کلمات :"مِتُّ ، مِتَّ ، مِتُّمْ ، مِتْنَا"۔ یہ کلمات جہاں کہیں واقع ہوں ان کے "م" کو پیش سے پڑھا ہے۔ جیسے "مُتُّ ، مُتَّ ، مُتُّمْ ، مُتْنَا"۔

(۲۳) کلمہ : "تَذَكَّرُوْنَ" کے "ذ" کو ہر جگہ مشدد پڑھا ہے جیسے : "تَذَّكَّرُوْنَ"۔

(۲۴) کلمات "نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِ" کے "ن" کو "ی" سے بدلتے ہیں اور "ح" کو زبر اور "ی" کو "الف" سے بدل کر پڑھتے ہیں جیسے : یُوْحٰٓی اِلَیْهِ"۔

(۲۵) کلمہ "جُزْءًا" : یہ کلمہ تین مقامات پر آیا ہے اور ہر جگہ "ز" کو پیش سے پڑھا ہے جیسے : "جُزُءًا"۔

(۲۶) کلمہ "نُكْرًا": قرآن میں تین مقامات پر آیا ہے تینوں جگہ "نُكُرًا" کے "ك" کو پیش سے پڑھا ہے۔

(۲۷) کلمہ "یٰبُنَیَّ": قرآن میں جملہ چھ بار آیا ہے سوائے سورہ ھود کی آیت نمبر (۴۲) کے باقی پانچوں جگہ "یٰبُنَیِّ" "ی" متکلم کو زیر سے پڑھتے ہیں۔

(۲۸) کلمہ "وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ" کے "ی" کو ہر جگہ "ن" سے بدل کر پڑھتے ہیں "وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ"۔

(۲۹) کلمات "قَرْحٌ ، قِسْطَاسِ" کے "ق" کو پیش سے پڑھا ہے۔"قُرْحٌ ، قُسْطَاسِ"

(۳۰) کلمہ "نُّسْقِیْكُمْ" کے "ن" کو دونوں جگہ زبر سے پڑھا ہے۔"نَّسْقِیْكُمْ"

(۳۱) کلمہ "یَتَفَطَّرْنَ" کے "ت" کو دو مقامات پر "ن" ساکن سے بدل کر "ط" کو صرف زیر سے پڑھا ہے۔ جیسے: "یَنْفَطِرْنَ"۔

(۳۲) کلمات "السَّدَّیْنِ، سَدًّا" کے "س" کو ہر جگہ پیش سے پڑھا ہے جیسے: الکھف "السُّدَّیْنِ، سُدًّا" الکھف، یس۔

(۳۳) کلمہ "خُفْیَةً": یہ کلمہ قرآن میں دو جگہ آیا ہے دونوں ہی جگہ اس کے "خ" کو زیر سے پڑھا ہے۔ "خِفْیَةً"

(۳۴) شعبہؒ کے نزدیک پوری قرآن میں کوئی سکتہ نہیں ہے جیسا کہ امام حفصؒ کے نزدیک چار مقامات پر سکتہ ہے۔

مد:۔ مد متصل و مد منفصل کو چار سے پانچ حرکات اور مد لازم کو چھ حرکات مد بدل، مد عوض، صلہ صغری کو دو حرکات مد عارض و مد لین کو دو سے چھ حرکات کی مقدار تک دراز کر کے پڑھتے ہیں۔

نوٹ۔ یہاں اس بات کو ذہن میں رکھنا بیحد ضروری ہے کہ ان قراء ات کے درمیان کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے کبھی کسی ایک لفظ کی قرائت پر سارے متفق ہوتے ہیں تو کبھی اختلاف کرتے ہیں۔اور یہ اختلاف صرف کسی مستند استاذ سے ہی جانا جاسکتا ہے۔ علماء نے اس اختلاف کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:

(ا) اصول ۔ علماء نے قرائت میں اِمَالَہْ، مَدْ، غُنَّہْ، تَفْخِیْمْ، تَرْقِیْقْ وغیرہ کے چند قواعد و ضوابط مرتب کئے ہیں انہیں اصول کہا جاتا ہے۔

(۲) فروش۔ کلمات قرآنی کو ایک طبقہ نے ایک خاص طریقہ سے پڑھا ہے تو دوسرا طبقہ ایک خاص طریقہ سے پڑھتا ہے اسے فرش حروف کہا جاتا ہے۔

قراء ات سبعہ و عشرہ میں ان تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) رسم الخط مصحف عثمانی کے موافق ہو۔

(۲) اسطریق کی روایت کا سلسلہ تواتر اور سند صحیح کے ساتھ اسکا سلسلہ نبی اکرم ﷺ تک جا پہنچتا ہو۔

(۳) عربی زبان کے قواعد کے مطابق ہو۔

جسکی طرف امام محمد بن جزریؒ نے اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں :

فَكُلُّ مَا وَافَقَ وَجْهُ نَحْوِ ... وَكَانَ لِلرَّسْمِ احْتِمَالًا يَحْوِى

وَصَحَّ اِسْنَادًا هُوَ الْقُرْاٰنُ ... فَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ الْاَرْكَانُ

وَحَيْثُمَا يَخْتَلُّ رُكْنٌ اَثْبِتِ ... شُذُوْذَهٗ لَوْ اَنَّهٗ فِى السَّبْعَةِ

خلاصہ : ہر ایسی قرائت کو قرآن کہا جائیگا جو نحوی قواعد کے مطابق ہو اور اسکا رسم الخط رسم عثمانی ہو اور جسکی سند (تواتر کیساتھ) صحیح ہو ،تلاوتِ قرآن کی کسی بھی قرائت کے صحیح ہونے کے لئے یہ تین ارکان ہیں ان میں سے کسی بھی رکن میں خلل پیدا ہو جائے تو اسکو شاذ میں شمار کیا جائے گا گرچیکہ وہ قرائت سبعہ میں سے کیوں نہ ہو۔

❁❁❁❁❁

اختلاف فرش حروف

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱	۱	البقرۃ	۵۱	ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے جیسے: "اِتَّخَتُّمُ" پڑھتے ہیں۔	ثُمَّ اتَّخَذْتُّمُ
۲	۱	البقرۃ	۶۷	هُزُوًا	"و" کو ہمزہ سے بدل کر جیسے: "(هُزُوًا) هُزُءًا" پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۳	۱	البقرۃ	۸۰	اتَّخَذْتُم	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔ (یعنی "ذ" تلفظ نہیں پڑھا جاتا)	اتَّخَذْتُّمُ
۴	۱	البقرۃ	۸۱	بَلٰى	شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	بَلٰى (بَلٰى)
۵	۱	البقرۃ	۸۵	عَمَّا تَعْمَلُوْنَ	"ت" کو "ی" سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ (غائب کے صیغہ سے)	عَمَّا يَعْمَلُوْنَ
۶	۱	البقرۃ	۹۲	ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	ثُمَّ اتَّخَذْتُّمُ

168

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۷	۱	البقرة	۵۱	لِجِبْرِيْلَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ج" اور "ر" پر زبر "ر" کے بعد ہمزہ مکسورہ کا اضافہ کرتے ہوئے "ی" کو گرا کر پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ہمزہ مکسورہ کے بعد "ی" کو باقی رکھتے ہوئے پڑھتے ہیں۔	لِجَبْرَئِلَ (لِجَبْرَئِيْلَ)
۸	۱	البقرة	٦٧	وَجِبْرِيْلَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ج" اور "ر" پر زبر "ر" کے بعد ہمزہ مکسورہ کا اضافہ کرتے ہوئے "ی" کو گرا کر پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ہمزہ مکسورہ کے بعد "ی" کو باقی رکھتے ہوئے پڑھتے ہیں۔	وَجَبْرَئِلَ (وَجَبْرَئِيْلَ)
۹	۱	البقرة	۹۸	وَمِيْكٰلَ	الف اور "ل" کے درمیان ہمزہ مکسورہ کا اضافہ اور ہمزہ کے بعد "ی" ساکن کا اضافہ کرتے ہوئے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	وَمِيْكَـٰٓئِيْلَ
۱۰	۱	البقرة	۱۱۲	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلِىٰ)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
١١	١	البقرة	١٢٤	عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ	حالت وصل میں کلمہ "عَهۡدِیۡ" کے "ی" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	عَهۡدِیَ الظّٰلِمِیۡنَ
١٢	١	البقرة	١٢٥	بَيۡتِیَ	حالت وقف و وصل میں کلمہ "بَیۡتِیَ" کی دوسری "ی" کو ساکن کرکے پڑھتے ہیں	بَيۡتِيۡ
١٣	١	البقرة	١٤٠	اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ	"ت" کے بدلہ "ی" پڑھتے ہیں۔ (غائب کے صیغہ سے)	اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ
١٤	٢	البقرة	١٤٣	لَرَءُوۡفٌ	"و" ساکن کو حذف کرکے صرف ہمزہ سے جیسے: "لَرَءُفٌ" پڑھتے ہیں۔	لَرَؤُفٌ
١٥	٢	البقرة	١٦٨	خُطُوَاتِ	"ط" کو جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں۔	خُطۡوَاتِ
١٦	٢	البقرة	١٧٧	لَيۡسَ الۡبِرَّ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	لَيۡسَ الۡبِرُّ
١٧	٢	البقرة	١٨٢	مِنۡ مُّوۡصٍ	"و" پر زبر اور "ص" پر تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	مِنۡ مُّوَصٍّ
١٨	٢	البقرة	١٨٥	وَلِتُكۡمِلُوا	"ک" پر زبر اور "م" پر تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	وَلِتُكَمِّلُوا
١٩	٢	البقرة	١٨٩	الۡبُيُوۡتَ	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں	الۡبِيُوۡتَ
٢٠	٢	البقرة	٢٠٧	وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ م	"و" ساکن کو حذف کرکے صرف ہمزہ سے جیسے: "رءف" پڑھتے ہیں۔	وَاللّٰهُ رَؤُفٌ م

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۱	۲	البقرۃ	۲۰۸	خُطُوَاتِ	"ط" کو جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں۔	خُطْوَاتِ
۲۲	۲	البقرۃ	۲۲۲	يَطْهُرْنَ	"ط" اور "ہ" دونوں پر تشدید لگا کر دونوں کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	يَطَّهَّرْنَ
۲۳	۲	البقرۃ	۲۳۱	هُزُوًا	"و" کے بجائے ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۲۴	۲	البقرۃ	۲۳۶	قَدَرُهٗ	یہ کلمہ اس آیت میں دو جگہ آیا ہے دونوں جگہ "د" کو جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں	قَدْرُهٗ
۲۵	۲	البقرۃ	۲۴۰	وَصِيَّةً	"ۃ" پر دو زبر کے بجائے دو پیش پڑھتے ہیں۔	وَصِيَّةٌ
۲۶	۲	البقرۃ	۲۴۵	يَبْصُۜطُ	اس کلمہ کو صرف "ص" سے پڑھتے ہیں۔ حفص اس کلمہ کو "س" سے پڑھتے ہیں	يَبْصُطُ
۲۷	۳	البقرۃ	۲۶۰	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰىٖ)
۲۸	۳	البقرۃ	۲۶۰	جُزْءًا	"ز" پر جزم کے بجائے "ز" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	جُزُءًا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۹	۳	البقرۃ	۲۷۱	فَنِعِمَّا	دو طریقوں سے (۱)"ع" کو ساکن کر کے "م" پر تشدید باقی رکھتے ہوئے (۲)"ع" کے زیر کے اختلاس سے "م" پر تشدید باقی رکھتے ہوئے۔ اسے ماہر استاد سے سمجھا جاسکتا ہے۔	فَنِعْمَّا/ فَنِعِمَّا
۳۰	۳	البقرۃ	۲۷۱	وَيُكَفِّرُ	"ی" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔ (جمع متکلم کے صیغہ سے)	وَنُكَفِّرُ
۳۱	۳	البقرۃ	۲۷۹	فَأْذَنُوا	ہمزہ پر زبر اور ہمزہ کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے "ذ" کے نیچے زیر لگا کر۔	فَآذِنُوا
۳۲	۳	ال عمران	۱۵	وَّرِضْوَانٌ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَّرُضْوَانٌ
۳۳	۳	ال عمران	۲۰	وَجْهِيَ لِلّٰهِ	"ی" کو جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں۔	وَجْهِيْ لِلّٰهِ
۳۴	۳	ال عمران	۲۷	الْمَيِّتَ	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ی" پر تشدید کے بجائے سکون لگا کر پڑھتے ہیں۔	الْمَيْتَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۵	۳	ال عمران	۳۰	وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ	"و" ساکن کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	وَاللّٰهُ رَؤُفٌۢ
۳۶	۳	ال عمران	۳۶	بِمَا وَضَعَتْ	"ع" کو ساکن کر کے "ت" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔ (واحد متکلم کے صیغہ سے)	بِمَا وَضَعْتُ
۳۷	۳	ال عمران	۳۷	زَكَرِيَّا	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے پہلی دفعہ کلمہ کے آخر میں ہمزہ کا اضافہ کرتے ہوئے ہمزہ کو زبر سے دوسری جگہ اضافی ہمزہ کو پیش سے مد کیساتھ پڑھتے ہیں	زَكَرِيَّآءَ/ زَكَرِيَّآءُ
۳۸	۳	ال عمران	۳۸	زَكَرِيَّا	کلمہ کے آخر میں ہمزہ کا اضافہ کرتے ہوئے ہمزہ پر پیش لگا کر مد کیساتھ پڑھتے ہیں	زَكَرِيَّآءُ
۳۹	۳	ال عمران	۴۹	فِيْ بُيُوْتِكُمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	فِيْ بِيُوْتِكُمْ
۴۰	۳	ال عمران	۵۷	فَيُوَفِّيْهِمْ	"ی" کے بدلہ "ن" پڑھتے ہیں۔ (جمع متکلم کے صیغہ سے)	فَنُوَفِّيْهِمْ
۴۱	۳	ال عمران	۷۵	يُؤَدِّهٖٓ	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ہ" کو سکون سے پڑھتے ہیں	يُؤَدِّهْ
۴۲	۳	ال عمران	۷۶	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰىؕ)

173

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۳	۳	ال عمران	۸۱	وَاَخَذْتُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔	وَاَخَذْتُّمْ
۴۴	۳	ال عمران	۸۳	یَبْغُوْنَ	"ی" کے بدلہ "ت" پڑھتے ہیں (صیغہ حاضر سے)	تَبْغُوْنَ
۴۵	۳	ال عمران	۸۳	یُرْجَعُوْنَ	"ی" کے بدلہ "ت" پڑھتے ہیں۔ (صیغہ حاضر سے)	تُرْجَعُوْنَ
۴۶	۳	ال عمران	۹۷	حِجُّ الْبَیْتِ	"ح" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	حَجُّ الْبَیْتِ
۴۷	۴	ال عمران	۱۱۵	مَا یَفْعَلُوْا	"ی" کو "ت" سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ (صیغہ حاضر سے)	مَا تَفْعَلُوْا
۴۸	۴	ال عمران	۱۱۵	یُّکْفَرُوْہُ	"ی" کو "ت" سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ (صیغہ حاضر سے)	تُکْفَرُوْہُ
۴۹	۴	ال عمران	۱۲۵	بَلٰی	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	بَلٰی (بَلٰی)
۵۰	۴	ال عمران	۱۴۰	قَرْحٌ	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ق" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	قُرْحٌ
۵۱	۴	ال عمران	۱۴۵	نُؤْتِہٖ	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ہ" (ضمیر) کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	نُؤْتِہْ
۵۲	۴	ال عمران	۱۵۴	فِیْ بُیُوْتِکُمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	فِیْ بِیُوْتِکُمْ

174

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۳	۴	ال عمران	۱۵۷	يَجْمَعُوْنَ	"ی" کے بجائے "ت" پڑھتے ہیں۔ (صیغہ حاضر سے)	تَجْمَعُوْنَ
۵۴	۴	ال عمران	۱۶۲	رِضْوَانَ اللهِ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	رُضْوَانَ اللهِ
۵۵	۴	ال عمران	۱۷۲	اَلْقَرْحُ	"ق" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	اَلْقُرْحُ
۵۶	۴	ال عمران	۱۷۴	رِضْوَانَ اللهِ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	رُضْوَانَ اللهِ
۵۷	۴	ال عمران	۱۸۷	لَتُبَيِّنُنَّهٗ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔ (غائب کے صیغہ سے)	لَيُبَيِّنُنَّهٗ
۵۸	۴	ال عمران	۱۸۷	وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔ (غائب کے صیغہ سے)	وَلَا يَكْتُمُوْنَهٗ
۵۹	۴	النساء	۱۰	وَسَيَصْلَوْنَ	"ی" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَسَيُصْلَوْنَ
۶۰	۴	النساء	۱۱	يُوْصِيْ بِهَا	"ص" پر زبر اور "ص" کے بعد والی "ی" کو الف سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	يُوْصَيٰ بِهَا
۶۱	۴	النساء	۱۵	فِي الْبُيُوْتِ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	فِي الْبِيُوْتِ
۶۲	۴	النساء	۱۹	مُّبَيِّنَةٍ	"ی" مشدد کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُّبَيَّنَةٍ

175

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
٦٣	۵	النساء	٢٤	وَاُحِلَّ لَكُمْ	ہمزہ اور "ح" دونوں کو زبر سے پڑھتے ہیں۔ (صیغہ معروف سے)	وَاَحَلَّ لَكُمْ
٦٤	۵	النساء	٢۵	فَإِذَآ اُحْصِنَّ	ہمزہ اور "ص" دونوں کو زبر سے پڑھتے ہیں۔ (صیغہ معروف سے)	فَإِذَآ اَحْصَنَّ
٦۵	۵	النساء	۵٨	نِعِمَّا	دو طریقوں سے (ا) "ع" کو ساکن کر کے "م" پر تشدید باقی رکھتے ہوئے (٢) "ع" کے زیر کے اختلاس سے "ع" پر تشدید باقی رکھتے ہوئے۔ اسے ماہر استاد سے سمجھا جاسکتا ہے۔	نِعْمَّا / نِعِمَّا
٦٦	۵	النساء	٧٣	لَّمْ تَكُنْ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	لَّمْ يَكُنْ
٦٧	۵	النساء	١١۵	نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى	"ہ" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	نُوَلِّهْ مَاتَوَلّٰى
٦٨	۵	النساء	١١۵	وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ	"ہ" (ضمیر) کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	وَنُصْلِهْ جَهَنَّمَ
٦٩	۵	النساء	١٢٤	يَدْخُلُوْنَ	"ی" پر پیش اور "خ" پر زبر پڑھتے ہیں۔	يُدْخَلُوْنَ
٧٠	٦	النساء	١۵٢	يُؤْتِيْهِمْ	"ی" مضمومہ کے بدلہ "ن" مضمومہ پڑھتے ہیں۔	نُؤْتِيْهِمْ
٧١	٦	المائدۃ	٢	وَرِضْوَانًا	"ر" پر پیش پڑھتے ہیں۔	وَرُضْوَانًا

176

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۷۲	۶	المائدۃ	۲	شَنَاٰنُ قَوْمٍ	"ن" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	شَنْاٰنُ قَوْمٍ
۷۳	۶	المائدۃ	۶	وَاَرْجُلَکُمْ	"ل" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاَرْجُلِکُمْ
۷۴	۶	المائدۃ	۸	شَنَاٰنُ قَوْمٍ	"ن" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	شَنْاٰنُ قَوْمٍ
۷۵	۶	المائدۃ	۱۶	رِضْوَانَهٗ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" کے زیر سے حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ر" پر پیش پڑھتے ہیں۔	رِضْوَانَهٗ (رُضْوَانَهٗ)
۷۶	۶	المائدۃ	۲۸	يَّدِيَ اِلَيْكَ	کلمہ "یدی" کی دوسری "ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	يَّدِیْ اِلَيْكَ
۷۷	۶	المائدۃ	۵۷	هُزُوًا	"و" کو ہمزہ سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۷۸	۶	المائدۃ	۵۸	هُزُوًا	"و" کو ہمزہ سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۷۹	۷	المائدۃ	۶۷	رِسٰلَتَهٗ	"ل" کے بعد الف کا اضافہ "ت" کو زیر اور "ہ" کو کھڑی زیر (صلہ بالیاء) جمع کے صیغہ سے	رِسَالٰتِهٖ
۸۰	۷	المائدۃ	۸۹	عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ	"ق" پر صرف زبر سے بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں۔	عَقَدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

177

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۸۱	۷	المائدۃ	۱۰۷	الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ	"ت" پر پیش اور "ح" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔ (اگر ہمزہ وصلی سے ابتداء کی جائے تو ہمزہ کو بھی پیش سے پڑھا جائیگا "اُسْتُحِقَّ")	الَّذِيْنَ اسْتُحِقَّ
۸۲	۷	المائدۃ	۱۰۷	اَلْاَوْلَيٰنِ	"و" کو مشدد اور اسپر زبر "ل" کو زیر "ی" پر جزم اور اسکے بعد والے الف کو گرا کر پڑھتے ہیں	اَلْاَوَّلِيْنَ
۸۳	۷	المائدۃ	۱۰۹	الْغُيُوْبِ	"غ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	الْغِيُوْبِ
۸۴	۷	المائدۃ	۱۱۶	وَاُمِّيَ	"ی" پر زبر کے بجائے جزم سے پڑھتے ہیں۔ حالت وصل میں مد بھی ہوگا۔	وَاُمِّيْ
۸۵	۷	المائدۃ	۱۱۶	الْغُيُوْبِ	"غ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	الْغِيُوْبِ
۸۶	۷	الانعام	۱۶	مَنْ يُّصْرَفْ	"ی" پر زبر اور "ر" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔ (صیغہ معروف سے)	مَنْ يَّصْرِفْ
۸۷	۷	الانعام	۲۳	تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ	طریق شاطبیہ کے مطابق کلمہ "فِتْنَتَهُمْ" کی دوسری "ت" کو پیش کے بجائے زبر سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) کلمہ "تَكُنْ" کی "ت" کو "ی" سے بدل کر کلمہ "فِتْنَتُهُمْ" کی دوسری "ت" پر زبر ہی پڑھتے ہیں	تَكُنْ فِتْنَتَهُمْ (يَكُنْ فِتْنَتَهُمْ)
۸۸	۷	الانعام	۲۷	وَلَانُكَذِّبَ	"ب" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَلَانُكَذِّبُ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۸۹	۷	الانعام	۲۷	وَنَكُوْنَ	اس کلمہ میں دوسرے "ن" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَنَكُوْنُ
۹۰	۷	الانعام	۳۰	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٖى)
۹۱	۷	الانعام	۳۲	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ
۹۲	۷	الانعام	۵۵	وَلِتَسْتَبِيْنَ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	وَلِيَسْتَبِيْنَ
۹۳	۷	الانعام	۶۳	وَخُفْيَةً	"خ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَخِفْيَةً
۹۴	۷	الانعام	۷۶	رَاٰ كَوْكَبًا	شاطبیہ اور طیبہ دونوں کے مطابق "ر" اور "الف" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	رِا كَوْكَبًا
۹۵	۷	الانعام	۷۷	رَاَ الْقَمَرَ	حالت وصل میں صرف "ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں "ر" اور ہمزہ دونوں کا امالہ ہوگا۔ (شاطبیہ اور طیبہ دونوں کا اتفاق ہے)۔	رِاَ الْقَمَرَ
۹۶	۷	الانعام	۷۸	رَأَ الشَّمْسَ	حالت وصل میں صرف "ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں "ر" اور ہمزہ دونوں کا امالہ ہوگا۔ (شاطبیہ اور طیبہ دونوں کا اتفاق ہے)۔	رِأَ الشَّمْسَ/ رِاo الشَّمْسَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
٩٧	٧	الانعام	٧٩	وَجۡهِيَ	"ی" پر زبر کے بجائے جزم سے پڑھتے ہیں۔	وَجۡهِيۡ
٩٨	٧	الانعام	٨٥	وَزَكَرِيَّا	آخر میں الف کے بعد ہمزہ مفتوحہ کا اضافہ کرتے ہوئے الف کو مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	وَزَكَرِيَّآءَ
٩٩	٧	الانعام	٩٢	وَلِتُنۡذِرَ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	وَلِيُنۡذِرَ
١٠٠	٧	الانعام	٩٤	بَيۡنَكُمۡ	"ن" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	بَيۡنُكُمۡ
١٠١	٧	الانعام	٩٥	اَلۡمَيِّتِ	یہ کلمہ اس آیت میں دو جگہ آیا ہے دونوں جگہ "ی" پر تشدید کے بجائے جزم سے پڑھتے ہیں	اَلۡمَيۡتِ
١٠٢	٧	الانعام	١٠٩	اَنَّهَآ اِذَا	"اَنَّهَا" کی ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔ حفص کیطرح پڑھنے کی بھی روایت ہے	اِنَّهَآ اِذَا
١٠٣	٨	الانعام	١١٤	مُنَزَّلٌ	"ن" پر زبر کے بجائے جزم اور "ز" پر صرف زبر سے بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں۔	مُنۡزَلٌ
١٠٤	٨	الانعام	١١٩	مَّاحَرَّمَ	"ح" پر پیش اور "ر" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	مَّاحُرِّمَ
١٠٥	٨	الانعام	١٢٤	رِسَالَتَهٗ	"ل" کے بعد الف کا اضافہ "ت" کو زیر اور "ہ" کو کھڑی زیر (صلہ بالیاء) سے۔ جمع کا صیغہ	رِسَالٰتِهٖ
١٠٦	٨	الانعام	١٢٥	حَرَجًا	"ر" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	حَرِجًا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۰۷	۸	الانعام	۱۲۵	يَصَّعَّدُ	"ص" کے بعد الف کی زیادتی اور "ع" پر زبر سے تشدید کے بغیر پڑھتے ہیں	يَصّٰعَدُ
۱۰۸	۸	الانعام	۱۲۸	يَحْشُرُهُمْ	"ی" کے بجائے "ن" سے پڑھتے ہیں۔	نَحْشُرُهُمْ
۱۰۹	۸	الانعام	۱۳۵	مَكَانَتِكُمْ	"ن" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	مَكَانٰتِكُمْ
۱۱۰	۸	الانعام	۱۳۹	وَاِنْ يَّكُنْ	"ی" کے بدلہ "ت" پڑھتے ہیں۔	وَاِنْ تَكُنْ
۱۱۱	۸	الانعام	۱۴۲	خُطُوٰتِ	"ط" کو ساکن کر کے یعنی جزم لگا کر پڑھتے ہیں۔	خُطْوٰتِ
۱۱۲	۸	الانعام	۱۵۲	تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّكَّرُوْنَ
۱۱۳	۸	الاعراف	۳	تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّكَّرُوْنَ
۱۱۴	۸	الاعراف	۳۸	لَا تَعْلَمُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	لَا يَعْلَمُوْنَ
۱۱۵	۸	الاعراف	۵۴	يُغْشِي الَّيْلَ	"غ" پر زبر اور "ش" پر تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	يُغَشِّي الَّيْلَ
۱۱۶	۸	الاعراف	۵۵	وَّخُفْيَةً	"خ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَّخِفْيَةً

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۱۷	۸	الاعراف	۵۷	مَيِّتٍ	"ی"پر تشدید کے بجائے جزم یعنی سکون لگا کر پڑھتے ہیں۔	مَيْتٍ
۱۱۸	۸	الاعراف	۵۷	تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّكَّرُوْنَ
۱۱۹	۸	الاعراف	۶۹	بَصۜطَةً	"بَصْطَةً" کو صرف "ص" سے پڑھتے ہیں۔ (حفص "س" سے پڑھتے ہیں)	بَصْطَةً
۱۲۰	۸	الاعراف	۷۴	بُيُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوْتًا
۱۲۱	۸	الاعراف	۸۱	اِنَّكُمْ	اس کلمہ کے شروع میں ہمزہ استفہام (ءَ) کا اضافہ کر کے پڑھتے ہیں۔	ءَاِنَّكُمْ
۱۲۲	۹	الاعراف	۱۰۵	مَعِيَ بَنِيٓ	کلمہ " مَعِيَ " کے "ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَعِيْ بَنِيٓ
۱۲۳	۹	الاعراف	۱۱۱	اَرْجِهْ	طریق شاطبیہ کے مطابق حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ج" کے بعد ہمزہ ساکنہ اضافہ کر کے "ہ" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	اَرْجِهْ (اَرْجِئْهُ)
۱۲۴	۹	الاعراف	۱۱۳	اِنَّ لَنَا	کلمہ "ان" سے پہلے ہمزہ استفہام مفتوحہ (ءَ) کا اضافہ کر کے پڑھتے ہیں۔	ءَاِنَّ لَنَا
۱۲۵	۹	الاعراف	۱۱۷	تَلْقَفُ	"ل" پر زبر اور "ق" پر تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	تَلَقَّفُ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۲۶	۹	الاعراف	۱۲۳	ءَامَنْتُمْ	ہمزہ مفتوحہ سے پہلے ہمزہ استفہام مفتوحہ (ءَ) کا اضافہ کر کے پڑھتے ہیں۔	ءَاٰمَنْتُمْ
۱۲۷	۹	الاعراف	۱۳۷	یَعْرِشُوْنَ	"ر" پر پیش پڑھتے ہیں۔	یَعْرُشُوْنَ
۱۲۸	۹	الاعراف	۱۵۰	ابْنَ اُمَّ	"م" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	ابْنَ اُمِّ
۱۲۹	۹	الاعراف	۱۶۴	مَعْذِرَةً	"ۃ" کو دو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مَعْذِرَةٌ
۱۳۰	۹	الاعراف	۱۶۵	بَئِیْسٍ	اس کلمہ کو دو طریقوں سے پڑھتے ہیں: (۱) حفص کے مطابق، (۲) "ی" ساکن کو ہمزہ سے پہلے، پھر ہمزہ پر زبر لگا کر (یعنی "ب" پر زبر، اسکے بعد "ی" ساکن پھر ہمزہ پر زبر سے)	بَئِیْسٍ / بَیْئَسٍ
۱۳۱	۹	الاعراف	۱۶۹	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ
۱۳۲	۹	الاعراف	۱۷۰	یُمَسِّكُوْنَ	"م" پر زبر کے بجائے سکون سے "س" کو بغیر تشدید کے صرف زیر سے	یُمْسِكُوْنَ

183

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۳۳	۹	الاعراف	۱۷۲	بَلٰی	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰی (بَلٰی)
۱۳۴	۹	الاعراف	۱۷۶	یَلْهَثْ ذّٰلِكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ث" کا "ذ" میں ادغام کرتے ہوئے حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ث" کے اظہار سے بلا ادغام کے۔	یَلْهَثْ ذّٰلِکَ (یَلْهَثْ ذٰلِکَ)
۱۳۵	۹	الاعراف	۱۹۰	شُرَكَآءَ	"ش" کو زیر "ر" کو سکون اور "ک" پر دو زبر لگا کر آخر میں جو ہمزہ ہے اسکو حذف کر کے	شِرْکًا
۱۳۶	۹	الانفال	۱۷	رَمٰی	طریق شاطبیہ کے مطابق "م" کے کھڑے زبر کو امالہ سے۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ حفص کی طرح۔	رَمٰی (رَمٰی)
۱۳۷	۱۰	الانفال	۱۸	مُوْهِنُ كَيْدِ	"ن" کو دو پیش سے اخفاء کرتے ہوئے اور "د" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُوْهِنٌ کَیْدَ
۱۳۸	۱۰	الانفال	۱۹	وَاَنَّ اللّٰهَ	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّ اللّٰهَ
۱۳۹	۱۰	الانفال	۴۲	مَنْ حَيَّ	"ی" پر سے تشدید ہٹا کر دو یاؤں سے اسطرح کہ پہلی "ی" کو زیر اور دوسری "ی" کو زبر۔	مَنْ حَیِیَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
١٤٠	١٠	الانفال	٥٩	وَلَا يَحْسَبَنَّ	"ی" کے بجائے "ت" پڑھتے ہیں۔	وَلَا تَحْسَبَنَّ
١٤١	١٠	الانفال	٦١	لِلسَّلْمِ	"س" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	لِلسِّلْمِ
١٤٢	١٠	الانفال	٦٨	اَخَذْتُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اَخَذْتُّمْ
١٤٣	١٠	التوبة	٢١	وَرِضْوَانٍ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرُضْوَانٍ
١٤٤	١٠	التوبة	٢٤	وَعَشِيْرَتُكُمْ	"ر" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	وَعَشِيْرٰتُكُمْ
١٤٥	١٠	التوبة	٣٧	يُضَلُّ	"ی" پر زبر اور "ض" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	يَضِلُّ
١٤٦	١٠	التوبة	٧٢	وَرِضْوَانٌ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرُضْوَانٌ
١٤٧	١٠	التوبة	٧٨	الْغُيُوْبِ	"غ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	الْغِيُوْبِ
١٤٨	١٠	التوبة	٨٣	مَعِيَ اَبَدًا	کلمہ "مَعِيَ" کے "ی" کو ساکن کر کے حالت وصل میں مد کے ساتھ پڑھتے ہیں	مَعِيْٓ اَبَدًا
١٤٩	١٠	التوبة	٨٣	مَعِيَ عَدُوًّا	کلمہ "مَعِيَ" کے "ي" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَعِيْ عَدُوًّا

اختلاف فرش حروف

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۵۰	۱۱	التوبة	۱۰۳	صَلٰوتَكَ	"ل" کے بعد "و" مفتوح کا اضافہ کرتے ہوئے "ت" کو زیر سے۔ جمع کے صیغہ سے	صَلَوٰتِكَ
۱۵۱	۱۱	التوبة	۱۰۶	مُرْجَوْنَ	"ج" کے بعد ہمزہ مضمومہ کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔	مُرْجَئُوْنَ
۱۵۲	۱۱	التوبة	۱۰۹	وَرِضْوَانٍ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرُضْوَانٍ
۱۵۳	۱۱	التوبة	۱۰۹	جُرُفٍ	"ر" پر جزم یعنی سکون لگا کر پڑھتے ہیں۔	جُرْفٍ
۱۵۴	۱۱	التوبة	۱۰۹	هَارٍ	الف کے امالہ سے پڑھتے ہیں۔	هارٍ
۱۵۵	۱۱	التوبة	۱۱۰	تَقَطَّعَ	"ت" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	تُقَطَّعَ
۱۵۶	۱۱	التوبة	۱۱۷	يَزِيْغُ	"ی" کے بجائے "ت" پڑھتے ہیں۔	تَزِيْغُ
۱۵۷	۱۱	التوبة	۱۱۷	رَءُوْفٌ	"و" کو گرا کر صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	رَؤُفٌ
۱۵۸	۱۱	التوبة	۱۲۸	رَءُوْفٌ	"و" کو گرا کر صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	رَؤُفٌ
۱۵۹	۱۱	یونس	۱	الٓرٰ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	الٓرِ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
١٦٠	١١	یونس	٣	اَفَلَاتَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	اَفَلَاتَذَّكَّرُوْنَ
١٦١	١١	یونس	٥	يُفَصِّلُ	"ی" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔	نُفَصِّلُ
١٦٢	١١	یونس	١٦	وَلَآ اَدْرٰىكُمْ	طریق شاطبیہ وطیبہ ہر دو کے مطابق "ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	وَلَآ اَدْرِٰىكُمْ
١٦٣	١١	یونس	٢٣	مَتَاعَ	"ع" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مَتَاعُ
١٦٤	١١	یونس	٣١	مِنَ الْمَيِّتِ	"ي" پر تشدید کے بجائے صرف جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں۔	مِنَ الْمَيْتِ
١٦٥	١١	یونس	٣١	يُخْرِجُ الْمَيِّتَ	"ي" پر تشدید کے بجائے صرف جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں۔	يُخْرِجُ الْمَيْتَ
١٦٦	١١	یونس	٣٥	لَايَهِدِّيٓ	پہلی "ی" پر زبر کے بجائے زیر سے پڑھتے ہیں۔	لَايِهِدِّيٓ
١٦٧	١١	یونس	٤٥	يَحْشُرُهُمْ	"ي" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔	نَحْشُرُهُمْ
١٦٨	١١	یونس	٧٢	اَجْرِيَ	"ی" پر جزم یعنی سکون لگا کر پڑھتے ہیں۔	اَجْرِيْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۶۹	۱۱	یونس	۷۸	وَتَكُوْنَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ت" سے حفص ہی کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ت" کے بجائے "ی" سے۔	وَتَكُوْنَ (وَيَكُوْنَ)
۱۷۰	۱۱	یونس	۸۷	بُيُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوْتًا
۱۷۱	۱۱	یونس	۸۷	بُيُوْتَكُمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوْتَكُمْ
۱۷۲	۱۱	یونس	۱۰۰	يَجْعَلُ الرِّجْسَ	"ی" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔	نَجْعَلُ الرِّجْسَ
۱۷۳	۱۱	یونس	۱۰۳	نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ	دوسرے "ن" پر جزم کے بجائے زبر اور "ج" پر تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	نُنَجِّ الْمُؤْمِنِيْنَ
۱۷۴	۱۱	هود	۱	الٓرٰ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	الٓرِ
۱۷۵	۱۲	هود	۲۴	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد یعنی تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	اَفَلَا تَذَّكَّرُوْنَ
۱۷۶	۱۲	هود	۲۸	فَعُمِّيَتْ	"ع" پر زبر اور "م" پر تشدید کے بجائے صرف زیر سے پڑھتے ہیں۔	فَعَمِيَتْ
۱۷۷	۱۲	هود	۲۹	اَجْرِيَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے حالت وصل میں مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجْرِيْ اِلَّا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۷۸	۱۲	ھود	۳۰	اَفَلَاتَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد یعنی تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	اَفَلَاتَذَّكَّرُوْنَ
۱۷۹	۱۲	ھود	۴۰	مِنْ كُلٍّ	"ل" کو دو زیر کے بجائے صرف زیر سے پڑھتے ہیں۔	مِنْ كُلِّ
۱۸۰	۱۲	ھود	۴۱	مَجْرٖهَا	"م" پر پیش "ر" پر زبر اور "ر" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے بغیر امالہ کے پڑھتے ہیں	مُجْرٰهَا
۱۸۱	۱۲	ھود	۴۲	ارْكَبْ مَّعَنَا	طریق شاطبیہ کے مطابق "ب" کو "م" میں ادغام کرتے ہوئے حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ب" کو اظہار سے "م" میں ادغام نہیں کرتے۔	ارْكَبْ مَّعَنَا (ارْكَبْ مَعَنَا)
۱۸۲	۱۲	ھود	۵۱	اَجْرِيَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے حالت وصل میں مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجْرِيْ اِلَّا
۱۸۳	۱۲	ھود	۶۸	اِنَّ ثَمُوْدَا	"د" پر صرف زبر کے بجائے دو زبر لگا کر پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں مد عوض ہو گا	اِنَّ ثَمُوْدًا
۱۸۴	۱۲	ھود	۷۰	رَاٰ اَيْدِيَهُمْ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کا امالہ کرتے ہوئے۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	رِاٰ اَيْدِيَهُمْ (رَاٰ اَيْدِيَهُمْ)
۱۸۵	۱۲	ھود	۷۱	يَعْقُوْبَ	"ب" کو حالت وصل میں پیش پڑھتے ہیں۔	يَعْقُوْبُ

189

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۸۶	۱۲	ھود	۸۷	اَصَلٰوتُكَ	"ل" کے بعد "و" مفتوح کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ جمع کے صیغہ سے	اَصَلَوٰتُكَ
۱۸۷	۱۲	ھود	۹۲	وَاتَّخَذْ تُمُوْهُ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کرکے پڑھتے ہیں۔	وَاتَّخَذْ تُّمُوْهُ
۱۸۸	۱۲	ھود	۹۳	مَكَانَتِكُمْ	"ن" کے بعد الف کا اضافہ کرکے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	مَكَانٰتِكُمْ
۱۸۹	۱۲	ھود	۱۰۸	سُعِدُوْا	"س" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	سَعِدُوْا
۱۹۰	۱۲	ھود	۱۱۱	وَاِنَّ كُلًّا	"ن" پر تشدید اور زبر کے بجائے صرف جزم یعنی سکون سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنْ كُلًّا
۱۹۱	۱۲	ھود	۱۲۱	مَكَانَتِكُمْ	"ن" کے بعد الف کا اضافہ کرکے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	مَكَانٰتِكُمْ
۱۹۲	۱۲	ھود	۱۲۳	يُرْجَعُ	"ی" پر زبر اور "ج" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	يَرْجِعُ
۱۹۳	۱۲	ھود	۱۲۳	تَعْمَلُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	يَعْمَلُوْنَ
۱۹۴	۱۲	یوسف	۱	الٓرٰ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	الٓرِ
۱۹۵	۱۲	یوسف	۵	يٰبُنَيَّ	اس کلمہ کی دوسری "ی" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	يٰبُنَيِّ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۱۹۶	۱۲	یوسف	۱۹	يٰبُشْرٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق بلااماله حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ر" کو اماله سے۔	يٰبُشْرٰى (يٰبُشْرٖى)
۱۹۷	۱۲	یوسف	۲۴	رَاٰ بُرْهَانَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کو اماله سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلااماله کے حفص کی طرح۔	رِاٰ بُرْهَانَ (رَاٰ بُرْهَانَ)
۱۹۸	۱۲	یوسف	۲۸	رَاٰ قَمِيْصَهٗ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کو اماله سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلااماله کے حفص کی طرح۔	رِاٰقَمِيْصَهٗ (رَاٰقَمِيْصَهٗ)
۱۹۹	۱۲	یوسف	۴۷	دَاَبًا	ہمزہ کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	دَأْبًا
۲۰۰	۱۳	یوسف	۶۲	لِفِتْيٰنِهٖ	"ی" کے بعد والے الف کو حذف کر کے "ن" کو "ت" سے بدل کر پڑھتے ہیں	لِفِتْيَتِهٖ
۲۰۱	۱۳	یوسف	۶۴	حٰفِظًا	"ح" کو زیر لگاتے ہوئے "ح" کے بعد والے الف کو گرا کر "ف" کو سکون سے	حِفْظًا
۲۰۲	۱۳	یوسف	۱۰۹	نُّوْحِيْٓ	"ن" کے بجائے "ی" اور "ح" پر زبر اور اسکے کے بعد والی "ی" کو الف سے بدل کر	يُوْحٰٓى

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۰۳	۱۳	الرعد	۱	الٓمّٓرٰ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	الٓمّٓرِ
۲۰۴	۱۳	الرعد	۳	يُغْشِي	"غ" کو زبر سے "ش" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	يُغَشِّي
۲۰۵	۱۳	الرعد	۴	وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ	"ع" اور "ل" پر دو پیش کے بجائے دو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَّزَرْعٍ وَّنَخِيْلٍ
۲۰۶	۱۳	الرعد	۴	صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ	"ن" کو دو پیش کے بجائے دو زیر اور "ر" کو پیش کے بجائے زیر سے پڑھتے ہیں	صِنْوَانٍ وَّغَيْرِ
۲۰۷	۱۳	الرعد	۱۶	اَفَاتَّخَذْتُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اَفَاتَّخَذْتُّمْ
۲۰۸	۱۳	الرعد	۱۶	تَسْتَوِی	"ت" کے بدلہ "ی" سے پڑھتے ہیں۔	يَسْتَوِی
۲۰۹	۱۳	الرعد	۱۷	يُوْقِدُوْنَ	"ی" کے بدلہ "ت" سے پڑھتے ہیں۔	تُوْقِدُوْنَ
۲۱۰	۱۳	الرعد	۳۲	اَخَذْتُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اَخَذْتُّمْ
۲۱۱	۱۳	ابراھیم	۱	الٓرٰ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	الٓرِ
۲۱۲	۱۳	ابراھیم	۲۲	كَانَ لِيَ	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	كَانَ لِيْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۱۳	۱۳	الحجر	۱	الٓرٰ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	الٓرِ
۲۱۴	۱۴	الحجر	۸	مَا نُنَزِّلُ	پہلے "ن" کو "ت" سے بدل کر اور "ز" پر زبر پڑھتے ہیں۔	مَا تُنَزَّلُ
۲۱۵	۱۴	الحجر	۸	الْمَلٰٓئِكَةَ	"ۃ" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	الْمَلٰٓئِكَةُ
۲۱۶	۱۴	الحجر	۴۴	جُزْءٌ	"ز" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	جُزُءٌ
۲۱۷	۱۴	الحجر	۴۵	وَّعُيُوْنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَّعِيُوْنٍ
۲۱۸	۱۴	الحجر	۶۰	قَدَّرْنَآ اِنَّهَا	"د" پر صرف زبر سے بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں۔	قَدَرْنَآ اِنَّهَا
۲۱۹	۱۴	الحجر	۸۲	بُيُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوْتًا
۲۲۰	۱۴	النحل	۷	لَرَءُوْفٌ	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	لَرَؤُفٌ
۲۲۱	۱۴	النحل	۱۱	يُنْۢبِتُ	"ی" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔	نُنْۢبِتُ
۲۲۲	۱۴	النحل	۱۲	وَالنُّجُوْمُ	"م" پر زبر پڑھتے ہیں۔	وَالنُّجُوْمَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۲۳	۱۴	النحل	۱۲	مُسَخَّرَاتٌ	"ت" کو دو زیر سے پڑھتے ہیں۔	مُسَخَّرَاتٍ
۲۲۴	۱۴	النحل	۱۷	اَفَلَاتَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد یعنی تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	اَفَلَاتَذَّكَّرُوْنَ
۲۲۵	۱۴	النحل	۲۸	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰى)
۲۲۶	۱۴	النحل	۳۸	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰى)
۲۲۷	۱۴	النحل	۴۳	نُوْحِيْٓ	"ن" کے بجائے "ی"، "ح" پر زبر اور "ح" کے بعد والی "ی" کو الف سے بدل کر	يُوْحٰٓى
۲۲۸	۱۴	النحل	۴۷	لَرَءُوْفٌ	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	لَرَؤُفٌ
۲۲۹	۱۴	النحل	۶۶	نُسْقِيْكُمْ	"ن" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	نَسْقِيْكُمْ
۲۳۰	۱۴	النحل	۶۸	بُيُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوْتًا

194

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۳۱	۱۴	النحل	۶۸	یَعْرِشُوْنَ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	یَعْرُشُوْنَ
۲۳۲	۱۴	النحل	۷۱	یَجْحَدُوْنَ	"ی" کے بجائے "ت" پڑھتے ہیں۔	تَجْحَدُوْنَ
۲۳۳	۱۴	النحل	۸۰	بُیُوْتِکُمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتِکُمْ
۲۳۴	۱۴	النحل	۸۰	بُیُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتًا
۲۳۵	۱۴	النحل	۸۵	رَاَ الَّذِیْنَ	حالت وصل میں صرف "ر" کو امالہ سے اور حالت وقف میں "ر" اور الف دونوں کو امالہ سے	رِاَ الَّذِیْنَ
۲۳۶	۱۴	النحل	۸۶	رَاَ الَّذِیْنَ	حالت وصل میں صرف "ر" کو امالہ سے اور حالت وقف میں "ر" اور الف دونوں کو امالہ سے	رِاَ الَّذِیْنَ
۲۳۷	۱۴	النحل	۹۰	تَذَکَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد یعنی تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	تَذَّکَّرُوْنَ
۲۳۸	۱۵	بنی اسرائیل	۷	لِیَسُوْٓءٗا	ہمزہ پر زبر لگا کر اور ہمزہ کے بعد والے "و" کو حذف کر کے پڑھتے ہیں۔ (الٹے پیش میں "و" چھپا ہوتا ہے)	لِیَسُوْٓءَا
۲۳۹	۱۵	بنی اسرائیل	۲۳	اُفٍّ وَّلَا	"ف" کے نیچے دو زیر (تنوین) کے بجائے صرف زیر (حرکت) پڑھتے ہیں۔	اُفِّ وَلَا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۴۰	۱۵	بنی اسرائیل	۳۵	بِالْقِسْطَاسِ	"ق" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	بِالْقُسْطَاسِ
۲۴۱	۱۵	بنی اسرائیل	۴۲	يَقُوْلُوْنَ	"ی" کے بجائے "ت" پڑھتے ہیں۔	تَقُوْلُوْنَ
۲۴۲	۱۵	بنی اسرائیل	۴۴	تُسَبِّحُ لَهٗ	"ت" کے بجائے "ی" پڑھتے ہیں۔	يُسَبِّحُ لَهٗ
۲۴۳	۱۵	بنی اسرائیل	۶۴	وَرَجِلِكَ	"ج" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	وَرَجْلِكَ
۲۴۴	۱۵	بنی اسرائیل	۷۲	اَعْمٰى	اس آیت میں یہ کلمہ دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "م" کو امالہ کیساتھ پڑھتے ہیں	اَعْمٰى
۲۴۵	۱۵	بنی اسرائیل	۷۶	خِلٰفَكَ	"خ" پر زبر اور "ل" کو ساکن کر کے "ل" کے بعد والے الف کو حذف کر کے پڑھتے ہیں	خَلْفَكَ
۲۴۶	۱۵	بنی اسرائیل	۸۳	وَنَاٰ	طریق شاطبیہ کے مطابق صرف "الف" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ن" اور "الف" دونوں کو امالہ سے پڑھتے ہیں	وَنَاٰ (وَنِاٰ)
۲۴۷	۱۵	الکهف	۱	عِوَجًا ۜ قَيِّمًا	کلمہ "عِوَجًا" پر کوئی سکتہ نہیں ہے۔ ملا کر پڑھنے کی صورت میں اخفاء کیساتھ بغیر سکتہ کے	عِوَجًا قَيِّمًا
۲۴۸	۱۵	الکهف	۲	مِنْ لَّدُنْهُ	"د" کو ساکن کر کے اشمام کرتے ہوئے "ن" کو زیر سے "ہ" کو کھڑی زیر صلہ بالیاء سے	مِنْ لَّدْنِهٖ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۴۹	۱۵	الکھف	۱۹	بِوَرِقِكُمْ	"ر" پر جزم یعنی سکون لگا کر پڑھتے ہیں۔	بِوَرْقِكُمْ
۲۵۰	۱۵	الکھف	۵۳	رَاَالْمُجْرِمُوْنَ	"ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں "ر" اور ہمزہ کو امالہ سے۔	رٖاَالْمُجْرِمُوْنَ رٖاہٖالْمُجْرِمُوْنَ
۲۵۱	۱۵	الکھف	۵۶	هُزُوًا	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۲۵۲	۱۵	الکھف	۵۹	لِمَهْلِكِهِمْ	دوسرے "ل" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	لِمَهْلَكِهِمْ
۲۵۳	۱۵	الکھف	۶۳	اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا	"ہ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	اَنْسٰنِيْهِ اِلَّا
۲۵۴	۱۵	الکھف	۶۷	مَعِيَ صَبْرًا	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَعِيْ صَبْرًا
۲۵۵	۱۵	الکھف	۷۲	مَعِيَ صَبْرًا	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَعِيْ صَبْرًا
۲۵۶	۱۵	الکھف	۷۴	نُكْرًا	"ك" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	نُكُرًا
۲۵۷	۱۶	الکھف	۷۵	مَعِيَ صَبْرًا	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَعِيْ صَبْرًا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۵۸	۱۶	الکھف	۷۶	مِنۡ لَّدُنِّيۡ	شاطبیہ کے مطابق دو طریقے (۱) "د" کو ساکن کرکے پیش کے اشمام سے اور "ن" پر تشدید کے بجائے صرف زیر۔ (۲) "د" کے پیش کو اختلاس سے "ن" کے صرف زیر سے	مِنۡ لَّدۡنِيۡ مِنۡ لَّدُنِيۡ
۲۵۹	۱۶	الکھف	۷۷	لَتَّخَذۡتَ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کرکے پڑھتے ہیں۔	لَتَّخَذۡتَّ
۲۶۰	۱۶	الکھف	۸۶	حَمِئَةٍ	"ح" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے ہمزہ کو "ی" سے بدل کر پڑھتے ہیں	حَامِيَةٍ
۲۶۱	۱۶	الکھف	۸۷	نُّكۡرًا	"ك" پر پیش پڑھتے ہیں۔	نُّكُرًا
۲۶۲	۱۶	الکھف	۸۸	جَزَآءَنِ الۡحُسۡنٰى	ہمزہ پر دو زبر کے بجائے پیش سے پڑھتے ہیں۔	جَزَآءُ الۡحُسۡنٰى
۲۶۳	۱۶	الکھف	۹۳	السَّدَّيۡنِ	"س" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	السُّدَّيۡنِ
۲۶۴	۱۶	الکھف	۹۴	سَدًّا	"س" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	سُدًّا
۲۶۵	۱۶	الکھف	۹۵ /۹۶	رَدۡمًا ۝ اٰتُوۡنِيۡ	طریق شاطبیہ کے مطابق ملاکر پڑھنے کی صورت میں نون قطنی کے اضافہ سے "ہمزہ" قطعی کو ملاکر بغیر "الف" کے پڑھتے ہیں۔ ٹھیر کر پڑھنے کی صورت میں "ما" پر مدعوض	رَدۡمًا ۨائۡتُوۡنِيۡ رَدۡمًا ۝ اِيۡتُوۡنِيۡ

198

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
					"ہمزہ" کو زیر اسکے بعد "ی" ساکن سے۔ (روایت حفص کے مطابق "ء" پر دو زبر ہے جو ملا کر پڑھنے کی صورت میں نون قطنی سے پڑھا جاتا ہے ٹھیرا جائے تو مد عوض بن جاتا ہے)	
۲۶۶	۱۶	الکھف	۹۶	رَدۡمًاo اٰتُوۡنِیۡ	طیبہ کے مطابق دو طریقے۔ (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) حفص کی طرح	رَدۡمَاۨ ائۡتُوۡنِیۡ (رَدۡمًاo اٰتُوۡنِیۡ)
۲۶۷	۱۶	الکھف	۹۶	الصَّدَفَیۡنِ	"ص" پر پیش اور "د" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	الصُّدۡفَیۡنِ
۲۶۸	۱۶	الکھف	۹۶	قَالَ اٰتُوۡنِیۡٓ	شاطبیہ کے مطابق دو طریقے: (۱) الف :- ملا کر پڑھنے کی صورت میں "ہمزہ" قطعی کو ساکن کر کے بغیر "الف" کے پڑھتے ہیں۔ ب :- "ل" پر ٹھیرنے کی صورت میں "ہمزہ" کو زیر دوسری "ہمزہ" کے بدلے "ی" ساکنہ سے۔ (۲) حفص کی طرح	قَالَ ائۡتُوۡنِیۡٓ قَالَo اِیۡتُوۡنِیۡٓ قَالَ اٰتُوۡنِیۡٓ
۲۶۹	۱۶	الکھف	۱۰۶	هُزُوًا	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۲۷۰	۱۶	مریم	۱	کٓهٰیٰعٓصٓ	"ہ" اور "ی" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ ہیں حرف "ع" کو توسط یا طول سے طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) حرف "ع" کو طول، توسط یا قصر سے	کٓهِیِعٓصٓ (کٓهِیِعٓصٓ)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۷۱	۱۶	مریم	۲	زَكَرِيَّا	کلمہ کے آخر میں الف کے بعد ہمزہ مفتوحہ کے اضافہ سے مد کیساتھ پڑھتے ہیں	زَكَرِيَّآءَ
۲۷۲	۱۶	مریم	۷	يٰزَكَرِيَّآ	کلمہ کے آخر میں الف کے بعد ہمزہ مضمومہ کا اضافہ کر کے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	يٰزَكَرِيَّآءُ
۲۷۳	۱۶	مریم	۸	عِتِيًّا	"ع" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	عُتِيًّا
۲۷۴	۱۶	مریم	۲۳	مِتُّ	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مُتُّ
۲۷۵	۱۶	مریم	۲۳	نَسْيًا	"ن" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	نِسْيًا
۲۷۶	۱۶	مریم	۲۴	مِنْ تَحْتِهَآ	"م" کو اور دوسری "ت" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مَنْ تَحْتَهَآ
۲۷۷	۱۶	مریم	۲۵	تُسٰقِطْ	شاطبیہ کے مطابق ''ت''اور''ق''پر زبر اور''س''پر تشدید سے۔طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا)شاطبیہ کی طرح (۲)''ت''کے بجائے''ی''، ''ق''پر زبر اور''س''پر تشدید سے۔	تَسّٰقَطْ (يَسّٰقَطْ)
۲۷۸	۱۶	مریم	۶۰	يَدْخُلُوْنَ	"ی" کو پیش اور "خ" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	يُدْخَلُوْنَ
۲۷۹	۱۶	مریم	۶۶	مِتُّ	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مُتُّ
۲۸۰	۱۶	مریم	۶۸	جِثِيًّا	"ج" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	جُثِيًّا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۸۱	۱۶	مریم	۶۹	عِتِيًّا	"ع" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	عُتِيًّا
۲۸۲	۱۶	مریم	۷۰	صِلِيًّا	"ص" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	صُلِيًّا
۲۸۳	۱۶	مریم	۷۲	جِثِيًّا	"ج" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	جُثِيًّا
۲۸۴	۱۶	مریم	۹۰	يَتَفَطَّرْنَ	"ت" کے بجائے "ن" ساکن اور "ط" کو بغیر تشدید کے صرف زیر سے۔	يَنْفَطِرْنَ
۲۸۵	۱۶	طه	۱	طٰهٰ	"ط" اور "ہ" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	طِهِ
۲۸۶	۱۶	طه	۱۰	اِذْ رَاٰ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' اور ''الف'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح	اِذْ رِاٖ (اِذْ رَاٰ)
۲۸۷	۱۶	طه	۱۸	وَلِيَ فِيْهَا	کلمہ "لِيَ" کی "ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	وَلِيْ فِيْهَا

201

روایت شعبہ	اختلاف شعبہ	روایت حفص	آیت	سورہ	پارہ	نمبر
سُوٖی (سُوًی)	طریق شاطبیہ کے مطابق "و" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔ یہ امالہ صرف حالت وقف میں ہوگا۔ ملا کر پڑھنے کی صورت میں حفص ہی کی طرح پڑھیں گے۔	سُوًی	۵۸	طٰه	۱۶	۲۸۸
فَيَسْحَتَكُمْ	"ی" اور "ح" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	فَيُسْحِتَكُمْ	۶۱	طٰه	۱۶	۲۸۹
اِنَّ هٰذٰنِ	کلمہ "اِنْ" کے "ن" کو مشدد کر کے زبر سے پڑھتے ہیں۔	اِنْ هٰذٰنِ	۶۳	طٰه	۱۶	۲۹۰
تَلَقَّفُ	"ل" پر زبر اور "ق" پر تشدید لگا کر پڑھتے ہیں۔	تَلْقَفْ	۶۹	طٰه	۱۶	۲۹۱
ءَاٰمَنْتُمْ	ہمزہ سے پہلے ہمزہ استفہامیہ مفتوح (ء) کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	اٰمَنْتُمْ	۷۱	طٰه	۱۶	۲۹۲
حَمَلْنَآ	"ح" پر زبر اور "م" پر صرف زبر سے بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں۔	حُمِّلْنَآ	۸۷	طٰه	۱۶	۲۹۳
يَبْنَؤُمِّ	"م" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	يَبْنَؤُمَّ	۹۴	طٰه	۱۶	۲۹۴
وَاِنَّكَ	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاَنَّكَ	۱۱۹	طٰه	۱۶	۲۹۵

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۲۹۶	۱۶	طٰه	۱۳۰	تَرْضٰى	"ت" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	تُرْضٰى
۲۹۷	۱۶	طٰه	۱۳۳	اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	اَوَلَمْ يَاْتِهِمْ
۲۹۸	۱۷	الانبیاء	۴	قٰلَ رَبِّيْ	"ق" پر پیش الف کو حذف "ل" کو ساکن کر کے "ر" میں ادغام کرتے ہوئے	قُلْ رَّبِّيْ
۲۹۹	۱۷	الانبیاء	۷	نُوْحِيْٓ	"ن" کے بجائے "ی" مضمومہ "ح" پر زبر اور "ی" کو الف سے بدل کر	يُوْحٰٓى
۳۰۰	۱۷	الانبیاء	۲۴	مَنْ مَّعِيَ	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَنْ مَّعِيْ
۳۰۱	۱۷	الانبیاء	۲۵	نُوْحِيْٓ	"ن" کے بجائے "ی" مضمومہ "ح" پر زبر اور "ی" کو الف سے بدل کر	يُوْحٰٓى
۳۰۲	۱۷	الانبیاء	۳۴	مِتَّ	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مُتُّ
۳۰۳	۱۷	الانبیاء	۳۶	رَاٰكَ الَّذِيْنَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' اور ''الف'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح	رءاكَ الَّذِيْنَ (رَاٰكَ الَّذِيْنَ)
۳۰۴	۱۷	الانبیاء	۳۶	هُزُوًا	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۳۰۵	۱۷	الانبیاء	۶۷	اُفٍّ لَّكُمْ	"ف" کے نیچے دو زیر کے بجائے صرف زیر (حرکت) سے پڑھتے ہیں۔	اُفِّ لَكُمْ

روایت شعبہ	اختلاف شعبہ	روایت حفص	آیت	سورہ	پارہ	نمبر
لِنُحْصِنَكُمْ	"ت" کے بجائے "ن" سے پڑھتے ہیں۔	لِتُحْصِنَكُمْ	۸۰	الانبیاء	۱۷	۳۰۶
نُجِّي الْمُؤْمِنِيْنَ	دوسرے "ن" کو گراکر "ج" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ	۸۸	الانبیاء	۱۷	۳۰۷
وَزَكَرِيَّآءَ	الف کے بعد ہمزہ مفتوحہ کا اضافہ کرتے ہوئے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	وَزَكَرِيَّآ	۸۹	الانبیاء	۱۷	۳۰۸
وَحِرْمٌ	"ح" کو زیر "ر" کو سکون اور "ر" کے بعد والے الف کو حذف کر کے پڑھتے ہیں	وَحَرٰمٌ	۹۵	الانبیاء	۱۷	۳۰۹
لِلْكِتٰبِ	"ک" کو زیر "ت" کو زبر اور "ت" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ (مفرد کے صیغہ سے)	لِلْكُتُبِ	۱۰۴	الانبیاء	۱۷	۳۱۰
قُلْ رَّبِّ	"ق" پر پیش الف کو حذف "ل" کو ساکن کر کے "ر" میں ادغام کرتے ہوئے۔ (امر کے صیغہ سے)	قٰلَ رَبِّ	۱۱۲	الانبیاء	۱۷	۳۱۱
وَلُوْلُؤًا	پہلے والے ہمزہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	وَلُؤْلُؤًا	۲۳	الحج	۱۷	۳۱۲
سَوَآءٌ	ہمزہ پر دو پیش لگاکر پڑھتے ہیں۔	سَوَآءَ	۲۵	الحج	۱۷	۳۱۳
طَهِّرْ بَيْتِيْ	کلمہ "بَيْتِيَ" کی دوسری "ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	طَهِّرْ بَيْتِيَ	۲۶	الحج	۱۷	۳۱۴

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۱۵	۱۷	الحج	۲۹	وَلْيُوْفُوْا	درمیانی "و" پر جزم کے بجائے زبر اور "ف" کو مشدد پڑھتے ہیں۔	وَلِيُوَفُّوْا
۳۱۶	۱۷	الحج	۳۹	يُقٰتَلُوْنَ	"ت" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	يُقٰتِلُوْنَ
۳۱۷	۱۷	الحج	۴۴	اَخَذْتُهُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اَخَذتُّهُمْ
۳۱۸	۱۷	الحج	۴۸	اَخَذْتُهَا	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اَخَذتُّهَا
۳۱۹	۱۷	الحج	۶۲	مَا يَدْعُوْنَ	"ی" کے بجائے "ت" سے پڑھتے ہیں۔	مَا تَدْعُوْنَ
۳۲۰	۱۷	الحج	۶۵	لَرَءُوْفٌ	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	لَرَؤُفٌ
۳۲۱	۱۸	المؤمنون	۱۴	عِظٰمًا	"ع" پر زبر اور "ظ" کو ساکن کر کے "ظ" کے بعد والے الف کو حذف کر کے۔	عَظْمًا
۳۲۲	۱۸	المؤمنون	۱۴	الْعِظٰمَ	"ع" پر زبر اور "ظ" کو ساکن کر کے "ظ" کے بعد والے الف کو حذف کر کے۔	الْعَظْمَ
۳۲۳	۱۸	المؤمنون	۲۱	نُسْقِيْكُمْ	"ن" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	نَسْقِيْكُمْ
۳۲۴	۱۸	المؤمنون	۲۷	مِنْ كُلٍّ	"ل" کو دو زیر (تنوین) کے بجائے صرف زیر (حرکت) سے پڑھتے ہیں۔	مِنْ كُلِّ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۲۵	۱۸	المؤمنون	۲۹	مُنْزَلًا	"م" پر زبر اور "ز" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	مَنْزِلًا
۳۲۶	۱۸	المؤمنون	۳۵	اِذَامِتُّمْ	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	اِذَامُتُّمْ
۳۲۷	۱۸	المؤمنون	۸۲	ءَاِذَامِتْنَا	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	ءَاِذَامُتْنَا
۳۲۸	۱۸	المؤمنون	۸۵	اَفَلَاتَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	اَفَلَاتَذَّكَّرُوْنَ
۳۲۹	۱۸	المؤمنون	۹۲	عٰلِمِ الْغَيْبِ	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	عٰلِمُ الْغَيْبِ
۳۳۰	۱۸	المؤمنون	۱۱۰	فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	فَاتَّخَذْتُّمُوْهُمْ
۳۳۱	۱۸	النور	۱	تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّكَّرُوْنَ
۳۳۲	۱۸	النور	۶	اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ	"ع" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	اَحَدِهِمْ اَرْبَعَ
۳۳۳	۱۸	النور	۹	وَالْخَامِسَةَ اَنَّ	"ت" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَالْخَامِسَةُ اَنَّ
۳۳۴	۱۸	النور	۲۰	رَءُوْفٌ	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	رَؤُفٌ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۳۵	۱۸	النور	۲۱	خُطُوٰاتِ	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ط" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	خُطْوٰاتِ
۳۳۶	۱۸	النور	۲۷	بُیُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتًا
۳۳۷	۱۸	النور	۲۷	بُیُوْتِکُمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتِکُمْ
۳۳۸	۱۸	النور	۲۷	تَذَکَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّکَّرُوْنَ
۳۳۹	۱۸	النور	۲۹	بُیُوْتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتًا
۳۴۰	۱۸	النور	۳۱	جُیُوْبِهِنَّ	شاطبیہ کے مطابق حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ج" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	جُیُوْبِهِنَّ (جِیُوْبِهِنَّ)
۳۴۱	۱۸	النور	۳۱	غَیْرِاُولِی	"ر" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	غَیْرَاُولِی
۳۴۲	۱۸	النور	۳۴	مُبَیِّنٰتٍ	"ی" مشدد کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُبَیَّنٰتٍ
۳۴۳	۱۸	النور	۳۵	دُرِّیٌّ	"ی" کو ساکن کر کے اسکے بعد ہمزہ کا اضافہ کرتے ہوئے اس ہمزہ پر دو پیش لگا کر مد کیساتھ	دُرِّیْءٌ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۴۴	۱۸	النور	۳۵	یُوقَدُ	"ی" کے بجائے "ت" سے پڑھتے ہیں۔	تُوقَدُ
۳۴۵	۱۸	النور	۳۶	بُیُوتَ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوتَ
۳۴۶	۱۸	النور	۳۶	یُسَبِّحُ	"ب" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	یُسَبَّحُ
۳۴۷	۱۸	النور	۴۶	مُبَیِّنٰتٍ	"ی" مشدد کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُبَیَّنٰتٍ
۳۴۸	۱۸	النور	۵۲	وَیَتَّقْهِ	"ق" کو زیر اور "ہ" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	وَیَتَّقِهْ
۳۴۹	۱۸	النور	۵۵	کَمَا اسْتَخْلَفَ	"ت" پر پیش اور "ل" کو زیر۔ ہمزہ وصل سے ابتداء ہو تو ہمزہ کو بھی پیش "اُسْتُخْلِفَ"	کَمَا اسْتُخْلِفَ
۳۵۰	۱۸	النور	۵۵	وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ	"ب" کو ساکن کر کے "د" کو مشدد کے بجائے صرف زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَلَیُبْدِلَنَّهُمْ
۳۵۱	۱۸	النور	۵۸	ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ	دوسرے "ث" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	ثَلٰثَ عَوْرٰتٍ
۳۵۲	۱۸	النور	۶۱	بُیُوْتِ	کلمہ " بُیُوْتِ " اس آیت میں آٹھ جگہ اسکے علاوہ ایک جگہ "بُیُوْتًا" اور ایک جگہ "بُیُوْتِکُمْ " جملہ دس مرتبہ آیا ہے سب جگہ "ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں	بِیُوْتِ/ بِیُوْتًا/بِیُوْتِکُمْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۵۳	۱۸	الفرقان	۱۰	وَيَجْعَلْ لَّكَ	"ل" ساکن کو پیش سے پڑھتے ہیں۔(پہلے "ل" کا دوسرے "ل" میں ادغام نہ ہوگا)	وَيَجْعَلُ لَكَ
۳۵۴	۱۸	الفرقان	۱۷	يَحْشُرُهُمْ	"ی" کے بجائے "ن" سے پڑھتے ہیں۔	نَحْشُرُهُمْ
۳۵۵	۱۹	الفرقان	۱۹	تَسْتَطِيْعُوْنَ	پہلے والے "ت" کو "ی" سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	يَسْتَطِيْعُوْنَ
۳۵۶	۱۹	الفرقان	۲۷	اتَّخَذْتُ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اتَّخَذتُّ
۳۵۷	۱۹	الفرقان	۳۸	وَثَمُوْدَا	"د" کو دوزبر سے پڑھتے ہیں۔	وَثَمُوْدًا
۳۵۸	۱۹	الفرقان	۴۱	هُزُوًا	"و" کو ہمزہ سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۳۵۹	۱۹	الفرقان	۶۹	يُضٰعَفْ لَهُ	"ف" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	يُضٰعَفُ لَهُ
۳۶۰	۱۹	الفرقان	۶۹	وَيَخْلُدْ	"د" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَيَخْلُدُ
۳۶۱	۱۹	الفرقان	۶۹	يَخْلُدْ فِيْهٖ	کلمہ "فِيْهٖ" میں "ہ" کو بغیر صلہ کے صرف زیر سے۔ حفص "ہ" کو صلہ سے پڑھتے ہیں	يَخْلُدُ فِيْهِ
۳۶۲	۱۹	الفرقان	۷۴	وَذُرِّيّٰتِنَا	"ی" کے بعد والے الف کو گرا کر پڑھتے ہیں۔(مفرد کے صیغہ سے پڑھتے ہیں)	وَذُرِّيَّتِنَا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۶۳	۱۹	الفرقان	۷۵	وَيُلَقَّوْنَ	"ی" پر زبر لگا کر "ل" کو ساکن کر کے "ق" کو صرف زبر سے بغیر تشدید کے	وَيَلْقَوْنَ
۳۶۴	۱۹	الشعراء	۱	طٰسٓمّٓ	"ط" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	طِسٓمّٓ
۳۶۵	۱۹	الشعراء	۲۹	اتَّخَذْتَ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اتَّخَذْتَّ
۳۶۶	۱۹	الشعراء	۳۶	اَرْجِهْ	شاطبیہ کے مطابق حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ج'' کے بعد "ہمزہ ساکنہ" کا اضافہ کر کے پڑھتے ہیں۔	اَرْجِهْ (اَرْجِئْهُ)
۳۶۷	۱۹	الشعراء	۴۵	تَلْقَفُ	"ل" کو زبر اور "ق" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَلَقَّفُ
۳۶۸	۱۹	الشعراء	۴۹	اٰمَنْتُمْ	ہمزہ سے پہلے ہمزہ استفہامیہ مفتوح (ء) کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	ءَاٰمَنْتُمْ
۳۶۹	۱۹	الشعراء	۵۷	وَّعُيُوْنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَّعِيُوْنٍ
۳۷۰	۱۹	الشعراء	۶۲	اِنَّ مَعِيَ	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	اِنَّ مَعِيْ
۳۷۱	۱۹	الشعراء	۱۰۹	اَجْرِيَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجْرِیْ اِلَّا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۷۲	۱۹	الشعراء	۱۱۸	مَنۡ مَّعِيَ	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَنۡ مَّعِيۡ
۳۷۳	۱۹	الشعراء	۱۲۷	اَجۡرِیَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجۡرِیۡ اِلَّا
۳۷۴	۱۹	الشعراء	۱۳۴	وَعُيُوۡنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَعِيُوۡنٍ
۳۷۵	۱۹	الشعراء	۱۴۵	اَجۡرِیَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجۡرِیۡ اِلَّا
۳۷۶	۱۹	الشعراء	۱۴۷	وَعُيُوۡنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَعِيُوۡنٍ
۳۷۷	۱۹	الشعراء	۱۴۹	بُيُوۡتًا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوۡتًا
۳۷۸	۱۹	الشعراء	۱۶۴	اَجۡرِیَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجۡرِیۡ اِلَّا
۳۷۹	۱۹	الشعراء	۱۸۰	اَجۡرِیَ اِلَّا	"ی" کو ساکن کر کے مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجۡرِیۡ اِلَّا
۳۸۰	۱۹	الشعراء	۱۸۲	بِالۡقِسۡطَاسِ	"ق" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	بِالۡقُسۡطَاسِ
۳۸۱	۱۹	الشعراء	۱۸۷	كِسَفًا	"س" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	كِسۡفًا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۸۲	۱۹	الشعراء	۱۹۳	نَزَلَ بِهِ	"ز" کو تشدید سے پڑھتے ہیں۔	نَزَّلَ بِهِ
۳۸۳	۱۹	الشعراء	۱۹۳	اَلرُّوْحُ الْاَمِيْنُ	"ح" اور "ن" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	اَلرُّوْحَ الْاَمِيْنَ
۳۸۴	۱۰	النمل	۱	طٰسٓ	"ط" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	طِسٓ
۳۸۵	۱۹	النمل	۱۰	رَاٰهَا	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح	رِاٰهَا (رَاٰهَا)
۳۸۶	۱۹	النمل	۲۵	تُخْفُوْنَ	"ت" کے بدلہ "ی" سے پڑھتے ہیں۔	يُخْفُوْنَ
۳۸۷	۱۹	النمل	۲۵	تُعْلِنُوْنَ	"ت" کے بدلہ "ی" سے پڑھتے ہیں۔	يُعْلِنُوْنَ
۳۸۸	۱۹	النمل	۳۶	اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ	حالت وقف وحالت وصل ہر دو صورتوں میں "ی" کو حذف کر کرے "ن" کو زیر سے	اٰتٰنِ اللّٰهُ
۳۸۹	۱۹	النمل	۴۰	فَلَمَّا رَاٰهُ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	فَلَمَّا رِاٰهُ (فَلَمَّا رَاٰهُ)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۹۰	۱۹	النمل	۴۹	مَهۡلِكَ	"ل" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مَهۡلَكَ
۳۹۱	۱۹	النمل	۵۲	بُيُوۡتُهُمۡ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِيُوۡتُهُمۡ
۳۹۲	۱۹	النمل	۵۷	قَدَّرۡنٰهَا	"د" کو بغیر تشدید کے صرف زبر سے پڑھتے ہیں۔	قَدَرۡنٰهَا
۳۹۳	۲۰	النمل	۶۲	تَذَكَّرُوۡنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّكَّرُوۡنَ
۳۹۴	۲۰	النمل	۸۷	اَتَوۡهُ	ہمزہ کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے (مدبدل) "ت" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	اٰتُوۡهُ
۳۹۵	۲۰	النمل	۸۸	تَفۡعَلُوۡنَ	طریق شاطبیہ کے مطابق حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ت'' کے بجائے ''ی'' سے پڑھتے ہیں۔	تَفۡعَلُوۡنَ (يَفۡعَلُوۡنَ)
۳۹۶	۲۰	النمل	۹۳	عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ
۳۹۷	۲۰	القصص	۱	طٰسٓمّٓ	"ط" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	طِسٓمّٓ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۳۹۸	۲۰	القصص	۳۱	رَاٰهَا	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' اور ''الف'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح	رٖاٰهَا (رَاٰهَا)
۳۹۹	۲۰	القصص	۳۲	الرَّهْبِ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	الرُّهْبِ
۴۰۰	۲۰	القصص	۳۴	مَعِيَ رِدْاً	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَعِيْ رِدْاً
۴۰۱	۲۰	القصص	۸۲	لَخَسَفَ	"خ" کو پیش اور "س" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	لَخُسِفَ
۴۰۲	۲۰	العنکبوت	۱۹	اَوَلَمْ يَرَوْا	شاطبیہ کے مطابق ''ی'' کے بجائے ''ت'' پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ی'' ہی سے حفص کی طرح۔	اَوَلَمْ تَرَوْا (اَوَلَمْ يَرَوْا)
۴۰۳	۲۰	العنکبوت	۲۵	اتَّخَذْتُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اتَّخَذْتُّمْ
۴۰۴	۲۰	العنکبوت	۲۵	مَوَدَّةَ	"ۃ" پر زبر (حرکت) کے بجائے دو زبر (تنوین) سے پڑھتے ہیں۔	مَوَدَّةً
۴۰۵	۲۰	العنکبوت	۲۵	بَيْنِكُمْ	"ن" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	بَيْنَكُمْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۰۶	۲۰	العنکبوت	۲۸	اِنَّكُمْ	ہمزہ سے پہلے ایک اور ہمزہ مفتوحہ ([ء] استفہام) کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	ءَاِنَّكُمْ
۴۰۷	۲۰	العنکبوت	۳۳	مُنَجُّوْكَ	"ن" کو ساکن کر کے "ج" کو بغیر تشدید کے صرف پیش سے پڑھتے ہیں۔	مُنْجُوْكَ
۴۰۸	۲۰	العنکبوت	۳۸	وَثَمُوْدَا	"د" پر زبر (حرکت) کے بجائے دو زبر (تنوین) سے پڑھتے ہیں۔	وَثَمُوْدًا
۴۰۹	۲۰	العنکبوت	۴۱	الْبُيُوْتَ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	الْبِيُوْتَ
۴۱۰	۲۱	العنکبوت	۵۰	اٰيٰتٌ مِّنْ	"ی" کے بعد والے الف کو حذف کر کے پڑھتے ہیں۔ (مفرد کے صیغہ سے)۔	اٰيَةٌ مِّنْ
۴۱۱	۲۱	العنکبوت	۵۷	تُرْجَعُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	يُرْجَعُوْنَ
۴۱۲	۲۱	الروم	۱۱	تُرْجَعُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	يُرْجَعُوْنَ
۴۱۳	۲۱	الروم	۱۹	مِنَ الْمَيِّتِ	"ی" پر تشدید کے بجائے سکون سے پڑھتے ہیں۔	مِنَ الْمَيْتِ
۴۱۴	۲۱	الروم	۱۹	الْمَيِّتِ	"ی" پر تشدید کے بجائے سکون سے پڑھتے ہیں۔	الْمَيْتِ
۴۱۵	۲۱	الروم	۲۲	لِلْعٰلِمِيْنَ	"ع" کے بعد والے "ل" کو زیر کے بجائے زبر سے پڑھتے ہیں۔	لِلْعٰلَمِيْنَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۱۶	۲۱	الروم	۵۰	اٰثٰرِ	ہمزہ کے بعد والا الف اور "ث" کے بعد والا الف دونوں الف کو حذف کرکے (مفرد کے صیغہ سے)	اَثَرِ
۴۱۷	۲۱	الروم	۵۴	ضُعْفٍ	کلمہ "ضُعْفٍ" اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "ض" کو زبر سے پڑھتے ہیں	ضَعْفٍ
۴۱۸	۲۱	الروم	۵۴	ضُعْفًا	"ض" کو زبر سے پڑھتے ہیں (حفص کے نزدیک اس آیت میں کلمہ "ضُعْفٍ" اور "ضُعْفًا" کے "ض" کو زبر یا پیش دونوں میں سے کسی سے بھی پڑھنا درست ہے)	ضَعْفًا
۴۱۹	۲۱	لقمان	۶	وَيَتَّخِذَهَا	"ذ" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَيَتَّخِذُهَا
۴۲۰	۲۱	لقمان	۶	هُزُوًا	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۴۲۱	۲۱	لقمان	۱۳	يٰبُنَيَّ	اس کلمہ کی آخری والی "ی" کو زبر کے بجائے زیر سے پڑھتے ہیں۔	يٰبُنَيِّ
۴۲۲	۲۱	لقمان	۱۶	يٰبُنَيَّ	اس کلمہ کی آخری والی "ی" کو زبر کے بجائے زیر سے پڑھتے ہیں۔	يٰبُنَيِّ
۴۲۳	۲۱	لقمان	۱۷	يٰبُنَيَّ	اس کلمہ کی آخری والی "ی" کو زبر کے بجائے زیر سے پڑھتے ہیں۔	يٰبُنَيِّ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۲۴	۲۱	لقمان	۲۰	نِعَمَہٗ	"ع" کو ساکن کر کے "ہ" کے بجائے "ۃ" اور اس پر دو زبر لگا کر پڑھتے ہیں	نِعْمَةً
۴۲۵	۲۱	لقمان	۳۰	مَا یَدْعُوْنَ	"ی" کے بجائے "ت" سے پڑھتے ہیں۔	مَا تَدْعُوْنَ
۴۲۶	۲۱	الاحزاب	۱۰	الظُّنُوْنَا	کلمہ "اَلظُّنُوْنَا" کے "نا" کے الف کو حالت وصل ووقف ہر دو حالتوں میں پڑھتے ہیں۔ حفص کے نزدیک ٹھیرنے کی صورت میں "الف" پڑھا جاتا ہے ملا کر پڑھنے کی صورت میں "الف" گرجاتا ہے	الظُّنُوْنَا
۴۲۷	۲۱	الاحزاب	۱۳	لَا مُقَامَ	پہلے والے "م" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	لَا مَقَامَ
۴۲۸	۲۱	الاحزاب	۱۳	بُیُوْتَنَا	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتَنَا
۴۲۹	۲۱	الاحزاب	۲۲	رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ	حالت وصل میں "ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں "ر" اور الف دونوں کا امالہ۔	رِا الْمُؤْمِنُوْنَ/ رِاْ الْمُؤْمِنُوْنَ
۴۳۰	۲۱	الاحزاب	۳۰	مُبَیِّنَةٍ	"ی" پر تشدید باقی رکھتے ہوئے زیر کے بجائے زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُبَيَّنَةٍ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۳۱	۲۲	الاحزاب	۳۳	بُیُوْتِکُنَّ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتِکُنَّ
۴۳۲	۲۲	الاحزاب	۳۴	بُیُوْتِکُنَّ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتِکُنَّ
۴۳۳	۲۲	الاحزاب	۵۱	تُرْجِیْ	"ی" ساکنہ کے بجائے ہمزہ مضمومہ پڑھتے ہیں۔ حالت وقف میں "تُرْجِیْٔ"	تُرْجِئُ
۴۳۴	۲۲	الاحزاب	۵۳	بُیُوْتَ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتَ
۴۳۵	۲۲	الاحزاب	٦٦	الرَّسُوْلَا	کلمہ "الرَّسُوْلَا" کے "لا" کے الف کو حالت وصل و وقف ہر دو حالتوں میں پڑھتے ہیں۔ حفص کے نزدیک ٹھیرنے کی صورت میں "الف" پڑھا جاتا ہے ملا کر پڑھنے کی صورت میں "الف" گر جاتا ہے	الرَّسُوْلَا
۴۳٦	۲۲	الاحزاب	٦٧	السَّبِیْلَا	کلمہ "السَّبِیْلَا" کے "لا" کے الف کو حالت وصل و وقف ہر دو حالتوں میں پڑھتے ہیں۔ حفص کے نزدیک ٹھیرنے کی صورت میں "الف" پڑھا جاتا ہے ملا کر پڑھنے کی صورت میں "الف" گر جاتا ہے	السَّبِیْلَا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۳۷	۲۲	سبا	۳	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰى)
۴۳۸	۲۲	سبا	۵	رِجْزٍ اَلِيْمٌ	"م" کو دو پیش کے بجائے دو زیر سے پڑھتے ہیں۔	رِجْزٍ اَلِيْمٍ
۴۳۹	۲۲	سبا	۹	كِسَفًا	"س" کو سکون سے پڑھتے ہیں۔	كِسْفًا
۴۴۰	۲۲	سبا	۱۲	الرِّيْحَ	"ح" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	الرِّيْحُ
۴۴۱	۲۲	سبا	۱۵	مَسْكَنِهِمْ	"س" پر زبر اور "س" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے "ک" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغے سے)	مَسٰكِنِهِمْ
۴۴۲	۲۲	سبا	۱۷	نُجٰزِيْٓ	"ن" کے بجائے "ی"، "ز" کو زبر، اور "ز" کے بعد والی "ی" کو الف سے بدل کر	يُجْزٰٓى
۴۴۳	۲۲	سبا	۱۷	الْكَفُوْرَ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔ (ملا کر پڑھنے کی صورت میں واضح ہوتی ہے)	الْكَفُوْرُ
۴۴۴	۲۲	سبا	۴۰	يَحْشُرُهُمْ	"ی" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔	نَحْشُرُهُمْ
۴۴۵	۲۲	سبا	۴۰	يَقُوْلُ	"ی" کے بجائے "ن" پڑھتے ہیں۔	نَقُوْلُ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۴۶	۲۲	سبا	۴۷	اَجۡرِیَ اِلَّا	"ی" پر سکون لگا کر مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	اَجۡرِیۡ اِلَّا
۴۴۷	۲۲	سبا	۵۲	التَّنَاوُشُ	"و" کے بجائے ہمزہ لگا کر مد کیساتھ پڑھتے ہیں۔	التَّنَآؤُشُ
۴۴۸	۲۲	فاطر	۸	فَرَاٰهُ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	فَرِاٰهُ (فَرَاٰهُ)
۴۴۹	۲۲	فاطر	۹	مَّيِّتٍ	"ی" پر تشدید کے بجائے سکون سے پڑھتے ہیں۔	مَيۡتٍ
۴۵۰	۲۲	فاطر	۲۶	ثُمَّ اَخَذۡتُ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کرکے پڑھتے ہیں۔	ثُمَّ اَخَذتُّ
۴۵۱	۲۲	فاطر	۳۳	وَلُؤۡلُؤًا	پہلے ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	وَلُوۡلُؤًا
۴۵۲	۲۲	فاطر	۴۰	بَيِّنَتٍ	"ن" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	بَيِّنٰتٍ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۵۳	۲۲	یس	۱	یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ	"ی" کے امالہ سے پڑھتے ہیں۔اور حرف "س" میں جو نون ساکن چھپا ہوا ہے اسکو دوسری آیت میں ملا کر پڑھنے کی صورت میں ادغام سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ن'' کے اظہار سے۔	یِسٓ وَّالْقُرْاٰنِ (یِسٓ وَالْقُرْاٰنِ)
۴۵۴	۲۲	یس	۵	تَنْزِیْلَ	"ل" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	تَنْزِیْلُ
۴۵۵	۲۲	یس	۹	سَدًّا	یہ کلمہ اس آیت میں دو دفعہ آیا ہے دونوں جگہ "س" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	سُدًّا
۴۵۶	۲۲	یس	۱۴	فَعَزَّزْنَا	پہلی والی "ز" کو مشدد کے بجائے صرف زبر سے (متحرک) پڑھتے ہیں۔	فَعَزَزْنَا
۴۵۷	۲۳	یس	۳۴	الْعُیُوْنِ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	الْعِیُوْنِ
۴۵۸	۲۳	یس	۳۵	وَمَا عَمِلَتْهُ	"ہ" مضمومہ ("ہ" ضمیر) کو حذف کرکے پڑھتے ہیں۔	وَمَا عَمِلَتْ
۴۵۹	۲۳	یس	۴۹	یَخِصِّمُوْنَ	طریق شاطبیہ کے مطابق حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ی'' کو زیر سے	یَخِصِّمُوْنَ (یِخِصِّمُوْنَ)

221

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۶۰	۲۳	یس	۵۲	مَّرۡقَدِنَا سکتہ ھٰذَا	حالت وصل میں شعبہ یہاں سکتہ نہیں کرتے۔ حفص کے نزدیک "مَّرۡقَدِنَا" پر سکتہ واجب ہے	مَرۡقَدِنَا ھٰذَا
۴۶۱	۲۳	یس	۶۷	مَکَانَتِھِمۡ	"ن" کے بعد الف کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	مَکَانٰتِھِمۡ
۴۶۲	۲۳	یس	۸۱	بَلٰی	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰی (بَلٰی)
۴۶۳	۲۳	الصفت	۶	اَلۡکَوَاکِبِ	"ب" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔ خاص کر ملا کر پڑھنے کی صورت میں خیال رکھا جائے	اَلۡکَوَاکِبَ
۴۶۴	۲۳	الصفت	۸	لَا یَسَّمَّعُوۡنَ	"س" کو جزم سے اور "م" کو صرف زبر سے پڑھتے ہیں۔	لَا یَسۡمَعُوۡنَ
۴۶۵	۲۳	الصفت	۱۶	ءَاِذَامِتۡنَا	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	ءَاِذَامُتۡنَا
۴۶۶	۲۳	الصفت	۵۳	ءَاِذَامِتۡنَا	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	ءَاِذَامُتۡنَا
۴۶۷	۲۳	الصفت	۵۵	فَرَاٰہُ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "الف" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	فَرِاٰہُ (فَرَاٰہُ)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴٦٨	٢٣	الصفت	١٠٢	یٰبُنَیَّ	دوسری "ی" پر تشدید باقی رکھتے ہوئے بجائے زبر کے زیر سے پڑھتے ہیں	یٰبُنَیِّ
۴٦٩	٢٣	الصفت	١٢٦	اللّٰہَ	"ہ" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	اللّٰہُ
۴٧٠	٢٣	الصفت	١٢٦	رَبَّکُمْ	"ب" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	رَبُّکُمْ
۴٧١	٢٣	الصفت	١٢٦	وَرَبَّ	"ب" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرَبُّ
۴٧٢	٢٣	الصفت	١٥٥	تَذَکَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّکَّرُوْنَ
۴٧٣	٢٣	ص	٢٣	وَلِیَ نَعْجَةٌ	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	وَلِیْ نَعْجَةٌ
۴٧۴	٢٣	ص	٥٧	وَّغَسَّاقٌ	"س" کو مشدد کے بجائے صرف زبر سے پڑھتے ہیں۔	وَّغَسَاقٌ
۴٧٥	٢٣	ص	٦٩	مَاکَانَ لِیَ	"ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	مَاکَانَ لِیْ
۴٧٦	٢۴	الزمر	٧	یَرْضَهُ لَکُمْ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ہ'' کو پیش سے بغیر صلہ حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (١) شاطبیہ کی طرح (٢) ''ہ'' کو ساکن کر کے۔	یَرْضَهُ لَکُمْ (یَرْضَهْ لَکُمْ)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۷۷	۲۴	الزمر	۳۹	مَكَانَتِكُمْ	"ن" کے بعد الف کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	مَكَانَاتِكُمْ
۴۷۸	۲۴	الزمر	۵۹	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰىٖ)
۴۷۹	۲۴	الزمر	۶۱	بِمَفَازَتِهِمْ	"ز" کے بعد الف کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	بِمَفَازَاتِهِمْ
۴۸۰	۲۴	الزمر	۷۱	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰىٖ)
۴۸۱	۲۴	المؤمن	۱	حٰمٓ	"ح" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	حٖمٓ
۴۸۲	۲۴	المؤمن	۵	فَاَخَذْتُهُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	فَاَخَذْتُّهُمْ
۴۸۳	۲۴	المؤمن	۲۶	يُّظْهِرَ	"ی" اور "ہ" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	يَّظْهَرَ
۴۸۴	۲۴	المؤمن	۲۶	الْفَسَادَ	"د" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔ (ملا کر پڑھنے کی صورت میں خیال رکھا جائے)	الْفَسَادُ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۸۵	۲۴	المؤمن	۳۷	فَاَطَّلِعَ	"ع" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	فَاَطَّلِعُ
۴۸۶	۲۴	المؤمن	۴۰	يَدْخُلُوْنَ	"ی" کو پیش اور "خ" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	يُدْخَلُوْنَ
۴۸۷	۲۴	المؤمن	۴۶	اَدْخِلُوْٓا	ہمزہ اور "خ" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔ ملا کر پڑھنے کی صورت میں ہمزہ گر جائیگا۔ ہمزہ قطعی ہمزہ وصلی بن جائیگا۔	اُدْخُلُوْٓا
۴۸۸	۲۴	المؤمن	۵۰	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلِى)
۴۸۹	۲۴	المؤمن	۶۰	سَيَدْخُلُوْنَ	شاطبیہ کے مطابق ''ی'' کو پیش اور ''خ'' پر زبر سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ی" پر زبر اور ''خ'' کو پیش سے حفص کی طرح	سَيُدْخَلُوْنَ (سَيَدْخُلُوْنَ)
۴۹۰	۲۴	المؤمن	۶۷	شُيُوْخًا	"ش" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	شِيُوْخًا
۴۹۱	۲۴	حم السجدۃ	۱	حٰمٓ	"ح" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	حِمٓ

225

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۹۲	۲۴	حمٓ السجدۃ	۲۹	اَرِنَا	"ر" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	اَرْنَا
۴۹۳	۲۴	حمٓ السجدۃ	۴۴	ءَاَعْجَمِیٌّ	دونوں ہمزہ کو تحقیق سے یعنی واضح طور سے (مکمل طور سے صاف ادا کرتے ہوئے) پڑھتے ہیں۔ جبکہ حفص کے نزدیک دوسری ہمزہ کی تسہیل ہے	ءَاَعْجَمِیٌّ
۴۹۴	۲۵	حمٓ السجدۃ	۴۷	ثَمَرٰتٍ	"ر" کے بعد والے الف کو حذف کر کے پڑھتے ہیں۔ مفرد کے صیغہ سے	ثَمَرَتٍ
۴۹۵	۲۵	الشوریٰ	۱	حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ	''ح'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔شاطبیہ کے مطابق ''ع'' کو توسط یا طول سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) حرف "ع" کو طول، توسط یا قصر سے۔	حٖمٓ ۞ عٓسٓقٓ (حٖمٓ ۞ عٓسٓقٓ)
۴۹۶	۲۵	الشوریٰ	۵	یَتَفَطَّرْنَ	"ت" کے بدلہ "ن" ساکن لا کر "ط" کو بغیر تشدید کے صرف زیر سے پڑھتے ہیں۔	یَنْفَطِرْنَ
۴۹۷	۲۵	الشوریٰ	۲۰	نُؤْتِهٖ	"ہ" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	نُؤْتِهْ

226

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۴۹۸	۲۵	الشوری	۲۵	مَا تَفْعَلُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	مَا يَفْعَلُوْنَ
۴۹۹	۲۵	الزخرف	۱	حٰمٓ	"ح" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	حِمٓ
۵۰۰	۲۵	الزخرف	۱۵	جُزْءًا	"ز" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	جُزُءًا
۵۰۱	۲۵	الزخرف	۱۸	يُّنَشَّؤُا	"ی" پر زبر لگا کر "ن" کو ساکن کر کے "ش" کو بغیر تشدید کے صرف زبر سے پڑھتے ہیں۔	يَنْشَؤُا
۵۰۲	۲۵	الزخرف	۲۴	قٰلَ اَوَلَوْ	"ق" پر پیش لگا کر "ق" کے بعد والے الف کو حذف کرتے ہوئے "ل" کو ساکن کر کے (امر کے صیغہ سے)	قُلْ اَوَلَوْ
۵۰۳	۲۵	الزخرف	۳۳	لِبُيُوْتِهِمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	لِبِيُوْتِهِمْ
۵۰۴	۲۵	الزخرف	۳۴	وَلِبُيُوْتِهِمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَلِبِيُوْتِهِمْ
۵۰۵	۲۵	الزخرف	۳۶	نُقَيِّضْ لَهٗ	شاطبیہ کے مطابق ''ن'' سے حفص کی طرح۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ن'' کے بجائے ''ی'' سے۔	نُقَيِّضْ لَهٗ (يُقَيِّضْ لَهٗ)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۰۶	۲۵	الزخرف	۳۸	جَآءَنَا	ہمزہ کے بعد الف کی زیادتی سے پڑھتے ہیں۔ (تثنیہ کے صیغہ سے)	جَآءَانَا
۵۰۷	۲۵	الزخرف	۵۳	اَسْوِرَةٌ	"س" پر زبر اور اسکے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ جمع کے صیغہ سے	اَسَاوِرَةٌ
۵۰۸	۲۵	الزخرف	۶۸	يٰعِبَادِ	ملا کر پڑھنے کی صورت میں "ی" مفتوحہ کے اضافہ سے۔ ٹھیرنے کی صورت میں "ی" اضافیہ کو ساکن کر کے۔	يٰعِبَادِيَ/ يٰعِبَادِیْ
۵۰۹	۲۵	الزخرف	۷۱	تَشْتَهِيْهِ	دوسری والی "ہ" حذف کر کے پڑھتے ہیں۔ ملا کر پڑھنے کی صورت میں "ی" بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ ٹھیرنے کی صورت میں "ی" پر وقف ہو گا۔	تَشْتَهِي/ تَشْتَهِیْ
۵۱۰	۲۵	الزخرف	۸۰	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰى)
۵۱۱	۲۵	الدخان	۱	حٰمٓ	"ح" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	حٰمٓ
۵۱۲	۲۵	الدخان	۲۵	وَعُيُوْنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَعِيُوْنٍ
۵۱۳	۲۵	الدخان	۴۵	يَغْلِيْ	"ی" کے بجائے "ت" سے پڑھتے ہیں۔	تَغْلِيْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۱۴	۲۵	الدخان	۵۲	وَعُيُوْنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَعِيُوْنٍ
۵۱۵	۲۵	الجاثیة	۱	حٰمٓ	"ح" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	حِمٓ
۵۱۶	۲۵	الجاثیة	۶	يُؤْمِنُوْنَ	"ی" کے بجائے "ت" سے پڑھتے ہیں۔	تُؤْمِنُوْنَ
۵۱۷	۲۵	الجاثیة	۹	هُزُوًا	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۵۱۸	۲۵	الجاثیة	۱۱	رِّجْزٍ اَلِيْمٌ	حالت وصل میں "م" پر دو پیش کے بجائے دو زیر سے پڑھتے ہیں۔	رِّجْزٍ اَلِيْمٍ
۵۱۹	۲۵	الجاثیة	۲۱	سَوَآءً	ہمزہ کو دو پیش سے پڑھتے ہیں۔	سَوَآءٌ
۵۲۰	۲۵	الجاثیة	۲۳	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	اَفَلَا تَذَّكَّرُوْنَ
۵۲۱	۲۶	الجاثیة	۳۵	اتَّخَذْتُمْ	"ذ" کا "ت" میں ادغام کامل کر کے پڑھتے ہیں۔	اتَّخَذْتُّمْ
۵۲۲	۲۶	الجاثیة	۳۵	هُزُوًا	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	هُزُؤًا
۵۲۳	۲۶	الاحقاف	۱	حٰمٓ	"ح" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔	حِمٓ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۲۴	۲۶	الاحقاف	۱۶	نَتَقَبَّلُ	"ن" کے بجائے "ی" مضمومہ سے پڑھتے ہیں۔	يُتَقَبَّلُ
۵۲۵	۲۶	الاحقاف	۱۶	اَحْسَنَ	"ن" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	اَحْسَنُ
۵۲۶	۲۶	الاحقاف	۱۶	وَنَتَجَاوَزُ	"ن" کے بجائے "ی" مضمومہ سے پڑھتے ہیں۔	وَيُتَجَاوَزُ
۵۲۷	۲۶	الاحقاف	۱۷	اُفٍّ لَّكُمَآ	"ف" کو دوزیر (تنوین) کے بجائے صرف زیر (حرکت) سے پڑھتے ہیں۔	اُفِّ لَكُمَآ
۵۲۸	۲۶	الاحقاف	۳۴	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلِٰى)
۵۲۹	۲۶	محمد	۴	قُتِلُوْا	"ق" پر زبر "ق" کے بعد الف کا اضافہ کر کے "ت" پر زبر لگا کر پڑھتے ہیں	قٰتَلُوْا
۵۳۰	۲۶	محمد	۲۶	اِسْرَارَهُمْ	ہمزہ کو زیر کے بجائے زبر سے پڑھتے ہیں۔	اَسْرَارَهُمْ
۵۳۱	۲۶	محمد	۲۸	رِضْوَانَهٗ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	رُضْوَانَهٗ
۵۳۲	۲۶	محمد	۳۱	وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ	"ن" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	وَلَيَبْلُوَنَّكُمْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۳۳	۲۶	محمد	۳۱	نَعۡلَمَ	"ن" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	یَعۡلَمَ
۵۳۴	۲۶	محمد	۳۱	وَنَبۡلُوَا	"ن" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	وَیَبۡلُوَا
۵۳۵	۲۶	محمد	۳۵	اِلَی السَّلۡمِ	"س" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	اِلَی السِّلۡمِ
۵۳۶	۲۶	الفتح	۱۰	عَلَیۡهُ اللّٰهَ	کلمہ "علیه" کی "ہ" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	عَلَیۡهِ اللّٰهَ
۵۳۷	۲۶	الفتح	۲۹	وَرِضۡوَانًا	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرُضۡوَانًا
۵۳۸	۲۶	ق	۳	مِتۡنَا	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مُتۡنَا
۵۳۹	۲۶	ق	۳۰	نَقُوۡلُ	"ن" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	یَقُوۡلُ
۵۴۰	۲۶	الذاریات	۱۵	وَعُیُوۡنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَعِیُوۡنٍ
۵۴۱	۲۶	الذاریات	۲۳	مِثۡلَ مَآ	"ل" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مِثۡلُ مَآ
۵۴۲	۲۷	الذاریات	۴۹	تَذَکَّرُوۡنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّکَّرُوۡنَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۴۳	۲۷	الطور	۲۴	لُؤْلُؤًا	پہلے ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	لُولُؤًا
۵۴۴	۲۷	الطور	۳۷	اَلْمُصَّيْطِرُوْنَ	صرف "ص" سے پڑھتے ہیں۔	اَلْمُصَيْطِرُوْنَ
۵۴۵	۲۷	النجم	۱۱	مَا رَاٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "ہمزہ" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح	مَا رِاٰى (مَا رَاٰى)
۵۴۶	۲۷	النجم	۱۳	رَاٰهُ نَزْلَةً	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "ہمزہ" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	رِاٰهُ نَزْلَةً (رَاٰهُ نَزْلَةً)
۵۴۷	۲۷	النجم	۱۸	لَقَدْ رَاٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" اور "ہمزہ" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح	لَقَدْ رِاٰى (لَقَدْ رَاٰى)
۵۴۸	۲۷	القمر	۱۲	عُيُوْنًا	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	عِيُوْنًا
۵۴۹	۲۷	الرحمن	۲۲	اللُّؤْلُؤُ	پہلے ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	اللُّوْلُؤُ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۵۰	۲۷	الرحمن	۲۴	اَلْمُنْشَئٰتُ	دو طرح سے پڑھتے ہیں: (ا) حفص کیطرح، (۲)"ش" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	اَلْمُنْشِئٰتُ
۵۵۱	۲۷	الواقعة	۲۳	اللُّؤْلُوءِ	پہلے ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	اللُّوْلُوءِ
۵۵۲	۲۷	الواقعة	۳۷	عُرُبًا	"ر" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	عُرْبًا
۵۵۳	۲۷	الواقعة	۴۷	مِتْنَا	"م" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	مُتْنَا
۵۵۴	۲۷	الواقعة	۶۲	تَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	تَذَّكَّرُوْنَ
۵۵۵	۲۷	الواقعة	۶۶	اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ	کلمہ "اِنَّا" سے پہلے ہمزہ مفتوحہ (ہمزہ استفہام "ء") کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	ءَاِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ
۵۵۶	۲۷	الحدید	۹	لَرَءُوْفٌ	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	لَرَؤُفٌ
۵۵۷	۲۷	الحدید	۱۴	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (ا) شاطبیہ کی طرح (۲)"ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰى)
۵۵۸	۲۷	الحدید	۱۶	وَمَا نَزَلَ	"ز" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	وَمَا نَزَّلَ

233

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۵۹	۲۷	الحدید	۱۸	اَلْمُصَّدِّقِیْنَ	"ص" پر صرف زبر سے بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں۔	اَلْمُصَدِّقِیْنَ
۵۶۰	۲۷	الحدید	۱۸	اَلْمُصَّدِّقٰتِ	"ص" پر صرف زبر سے بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں۔	اَلْمُصَدِّقٰتِ
۵۶۱	۲۷	الحدید	۲۰	وَرِضْوَانٌ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرُضْوَانٌ
۵۶۲	۲۷	الحدید	۲۷	رِضْوَانِ اللّٰهِ	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	رُضْوَانِ اللّٰهِ
۵۶۳	۲۸	المجادلة	۱۱	انْشُزُوْا	دو طرح سے پڑھتے ہیں: (۱) حفص کیطرح، (۲) "ش" کو زیر سے۔ اگر ہمزہ وصلی سے ابتدا ہو تو ہمزہ وصلی کو بھی زیر سے۔	انْشِزُوْا
۵۶۴	۲۸	المجادلة	۱۱	فَانْشُزُوْا	دو طرح سے پڑھتے ہیں: (۱) حفص کیطرح، (۲) "ش" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	فَانْشِزُوْا
۵۶۵	۲۸	الحشر	۲	بُیُوْتَهُمْ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بِیُوْتَهُمْ
۵۶۶	۲۸	الحشر	۸	وَرِضْوَانًا	"ر" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	وَرُضْوَانًا
۵۶۷	۲۸	الحشر	۱۰	رَءُوْفٌ	"و" کو حذف کر کے صرف ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔	رَؤُفٌ

روایت شعبہ	اختلاف شعبہ	روایت حفص	آیت	سورہ	پارہ	نمبر
بَعْدِیَ اسْمُهٗٓ	"ی" کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	بَعْدِی اسْمُهٗٓ	٦	الصف	٢٨	٥٦٨
مُتِمٌّ	کلمہ "مُتِمٌّ" کے دوسرے "م" پر پیش کے بجائے دو پیش سے پڑھتے ہیں	مُتِمٌّ	٨	الصف	٢٨	٥٦٩
نُوْرَهٗ	"ر" پر زبر اور "ہ" کو الٹے پیش سے پڑھتے ہیں۔ "ہ" ضمیر صلہ بالواو سے	نُوْرِهٖ	٨	الصف	٢٨	٥٧٠
بِمَا يَعْمَلُوْنَ	"ت" کے بجائے "ی" سے پڑھتے ہیں۔	بِمَا تَعْمَلُوْنَ	١١	المنافقون	٢٨	٥٧١
بَلٰى (بَلٰى)	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (١) شاطبیہ کی طرح (٢) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى	٧	التغابن	٢٨	٥٧٢
بِيُوْتِهِنَّ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	بُيُوْتِهِنَّ	١	الطلاق	٢٨	٥٧٣
مُبَيَّنَةٍ	"ی" مشدد کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُبَيِّنَةٍ	١	الطلاق	٢٨	٥٧٤
بَالِغٌ	"غ" پر پیش (حرکت) کے بجائے دو پیش (تنوین) سے پڑھتے ہیں۔	بَالِغُ	٣	الطلاق	٢٨	٥٧٥
اَمْرَهٗ	"ر" پر زبر اور "ہ" کو الٹے پیش سے پڑھتے ہیں۔ صلہ بالیاء کے بجائے صلہ بالواو	اَمْرِهٖ	٣	الطلاق	٢٨	٥٧٦

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۷۷	۲۸	الطلاق	۸	نُّكْرًا	"ک" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	نُّكُرًا
۵۷۸	۲۸	الطلاق	۱۱	مُبَيِّنٰتٍ	"ی" مشدد کو زبر سے پڑھتے ہیں۔	مُبَيَّنٰتٍ
۵۷۹	۲۸	التحریم	۴	وَجِبْرِيْلُ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ج''اور ''ر''پر زبر ''ر''کے بعد ہمزہ مکسورہ کا اضافہ کرتے ہوئے ''ی''کو گرا کر پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ہمزہ مکسورہ کے بعد ''ی''کو باقی رکھتے ہوئے پڑھتے ہیں	وَجَبْرَئِلُ (وَجَبْرَئِيْلُ)
۵۸۰	۲۸	التحریم	۸	نَصُوْحًا	"ن" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	نُصُوْحًا
۵۸۱	۲۸	التحریم	۱۲	وَكُتُبِهٖ	"ک" کو زیر "ت" پر زبر اور "ت" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے۔ مفرد کے صیغہ سے	وَكِتٰبِهٖ
۵۸۲	۲۹	الملک	۹	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلا امالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٰىٖ)
۵۸۳	۲۹	الملک	۲۸	وَمَنْ مَّعِيَ	"ی" پر زبر کے بجائے سکون لگا کر پڑھتے ہیں۔	وَمَنْ مَّعِيْ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۸۴	۲۹	القلم	۱	نٓ وَالْقَلَمِ	حرف ''ن'' میں جو ''ن'' ساکن چھپا ہوا ہے اسکوملا کر پڑھنے کی صورت ادغام سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) ''ن'' کے اظہار سے	نٓ وَّالْقَلَمِ (نٓ وَالْقَلَمِ)
۵۸۵	۲۹	القلم	۱۴	اَنْ كَانَ	ہمزہ سے پہلے ہمزہ مفتوحہ (ہمزہ استفہام "ء") کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	ءَاَنْ كَانَ
۵۸۶	۲۹	الحاقة	۳	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٰىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۵۸۷	۲۹	الحاقة	۴۲	مَاتَذَكَّرُوْنَ	"ذ" کو مشدد کر کے پڑھتے ہیں۔	مَاتَذَّكَّرُوْنَ
۵۸۸	۲۹	المعارج	۱۶	نَزَّاعَةً	"ۃ" پر دو زبر کے بجائے دو پیش سے پڑھتے ہیں۔	نَزَّاعَةٌ
۵۸۹	۲۹	المعارج	۳۳	بِشَهٰدٰتِهِمْ	"د" کے بعد والے الف کو حذف کر کے پڑھتے ہیں۔ مفرد کے صیغہ سے	بِشَهٰدَتِهِمْ
۵۹۰	۲۹	المعارج	۴۳	اِلٰى نُصُبٍ	"ن" پر زبر اور "ص" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	اِلٰى نَصْبٍ
۵۹۱	۲۹	نوح	۲۸	بَيْتِيَ مُؤْمِنًا	کلمہ "بيتي" کی دوسری "ی" کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	بَيْتِىْ مُؤْمِنًا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۵۹۲	۲۹	الجن	۳	وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّهٗ تَعٰلٰى
۵۹۳	۲۹	الجن	۴	وَاَنَّهٗ كَانَ	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّهٗ كَانَ
۵۹۴	۲۹	الجن	۵	وَاَنَّا ظَنَنَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا ظَنَنَّا
۵۹۵	۲۹	الجن	۶	وَاَنَّهٗ كَانَ	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّهٗ كَانَ
۵۹۶	۲۹	الجن	۷	وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّهُمْ ظَنُّوْا
۵۹۷	۲۹	الجن	۸	وَاَنَّا لَمَسْنَا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا لَمَسْنَا
۵۹۸	۲۹	الجن	۹	وَاَنَّا كُنَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا كُنَّا
۵۹۹	۲۹	الجن	۱۰	وَاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا لَا نَدْرِيْٓ
۶۰۰	۲۹	الجن	۱۱	وَاَنَّا مِنَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا مِنَّا
۶۰۱	۲۹	الجن	۱۲	وَاَنَّا ظَنَنَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا ظَنَنَّا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۶۰۲	۲۹	الجن	۱۳	وَاَنَّا لَمَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا لَمَّا
۶۰۳	۲۹	الجن	۱۴	وَاَنَّا مِنَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّا مِنَّا
۶۰۴	۲۹	الجن	۱۹	وَاَنَّهٗ لَمَّا	ہمزہ کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَاِنَّهٗ لَمَّا
۶۰۵	۲۹	المزمل	۹	رَبُّ الْمَشْرِقِ	"ب" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	رَبِّ الْمَشْرِقِ
۶۰۶	۲۹	المدثر	۵	وَالرُّجْزَ	"ر" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَالرِّجْزَ
۶۰۷	۲۹	المدثر	۲۷	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٖىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۰۸	۲۹	المدثر	۳۳	اِذْ اَدْبَرَ	"ذ" پر زبر لگا کر "ذ" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے "اَدْبَرَ" کا ہمزہ حذف کر کے "د" کو زبر سے	اِذَا دَبَرَ
۶۰۹	۲۹	القیامة	۴	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلاامالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) "ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٖى)

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۶۱۰	۲۹	القیامۃ	۲۷	مَنْ سکتہ رَاقٍ	کلمہ "من" پر سکتہ نہیں کرتے بلکہ نون ساکن کا "ر" میں ادغام کامل کرتے ہوئے	مَنْ رَّاقٍ
۶۱۱	۲۹	القیامۃ	۳۶	سُدًى	طریق شاطبیہ کے مطابق ''الف'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔ یہ امالہ صرف حالت وقف میں ہوگا۔ ملا کر پڑھنے کی صورت میں حفص کی طرح۔	سُدٰی (سُدًی)
۶۱۲	۲۹	القیامۃ	۳۷	يُّمْنٰى	"ی" کے بجائے "ت" سے پڑھتے ہیں۔	تُّمْنٰى
۶۱۳	۲۹	الدھر	۴	سَلٰسِلَا	ملا کر پڑھنے کی صورت میں دوسرے "ل" پر دوزبر اور وقف کرنے کی صورت میں الف پڑھتے ہیں۔ (دیگر تفصیلات روایت حفص کی خصوصیات میں دیکھیں)۔	سَلٰسِلًا
۶۱۴	۲۹	الدھر	۱۵	قَوَارِيْرَا	یہ کلمہ آیت کے ختم پر آیا ہے ملا کر پڑھنے کی صورت میں دوسرے "ر" پر دو زبر اور وقف کرنیکی صورت میں الف سے۔ (دیگر تفصیلات روایت حفص کی خصوصیات میں دیکھیں)	قَوَارِيْرًا

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
٦١٥	٢٩	الدھر	١٦	قَوَارِيْرَا	یہ کلہ آیت کے شروع پر آیا ہے ملا کر پڑھنے کی صورت میں دوسرے "ر" پر دو زبر اور وقف کرنیکی صورت میں الف سے۔	قَوَارِيْرًا
٦١٦	٢٩	الدھر	١٩	لُؤْلُؤًا	پہلے ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	لُولُؤًا
٦١٧	٢٩	الدھر	٢١	خُضْرٌ	"ر" پر دو پیش کے بجائے دو زیر سے پڑھتے ہیں۔	خُضْرٍ
٦١٨	٢٩	المرسلات	٦	نُذْرًا	"ذ" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	نُذُرًا
٦١٩	٢٩	المرسلات	١٤	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق "ر" کوامالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (١) شاطبیہ کی طرح (٢) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٖىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
٦٢٠	٢٩	المرسلات	٣٣	جِمٰلَتٌ	"ل" کے بعد الف کا اضافہ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ (جمع کے صیغہ سے)	جِمٰلٰتٌ
٦٢١	٢٩	المرسلات	٤١	وَعُيُوْنٍ	"ع" کو زیر سے پڑھتے ہیں۔	وَعِيُوْنٍ
٦٢٢	٣٠	النباء	٢٥	وَغَسَّاقًا	"س" کو بغیر تشدید کے صرف زبر سے پڑھتے ہیں۔	وَغَسَاقًا
٦٢٣	٣٠	النازعات	١١	نَّخِرَةً	"ن" کے بعد الف کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	نٰخِرَةً

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۶۲۴	۳۰	التکویر	۱۲	سُعِّرَتۡ	شاطبیہ کے مطابق ''ع'' کوزیر سے بغیر تشدید کے۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے :(ا)شاطبیہ کی طرح (۲) ''ع'' کو تشدید سے حفص کی طرح۔	سُعِرَتۡ (سُعِّرَتۡ)
۶۲۵	۳۰	التکویر	۲۳	رَاٰهُ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' اور ''ہمزہ'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے : (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح	رِاٰهُ (رَاٰهُ)
۶۲۶	۳۰	الانفطار	۱۷	وَمَآ اَدۡرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدۡرِىكَ (وَمَآ اَدۡرٰىكَ)
۶۲۷	۳۰	الانفطار	۱۸	ثُمَّ مَآ اَدۡرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	ثُمَّ مَآ اَدۡرِىكَ (ثُمَّ مَآ اَدۡرٰىكَ)
۶۲۸	۳۰	المطففین	۸	وَمَآ اَدۡرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (ا) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدۡرِىكَ (وَمَآ اَدۡرٰىكَ)
۶۲۹	۳۰	المطففین	۱۴	بَلۡ سکتہ رَانَ	"ل" کا "ر" میں ادغام کر کے سکتہ کے بغیر الف کے امالہ کے ساتھ پڑھتے ہیں	بَلۡ رَّانَ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۶۳۰	۳۰	المطففین	۱۹	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کوامالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٖىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۳۱	۳۰	المطففین	۳۱	فَكِهِيْنَ	"ف" کے بعد الف کے اضافہ سے پڑھتے ہیں۔	فٰكِهِيْنَ
۶۳۲	۳۰	الانشقاق	۱۵	بَلٰى	طریق شاطبیہ کے مطابق "ل" کو بلاامالہ حفص کی طرح پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے (۱) شاطبیہ کی طرح (۲)"ل" کو امالہ سے پڑھتے ہیں	بَلٰى (بَلٖى)
۶۳۳	۳۰	الطارق	۲	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کوامالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٖىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۳۴	۳۰	الغاشیة	۴	تَصْلٰى	"ت" کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	تُصْلٰى
۶۳۵	۳۰	البلد	۱۲	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کوامالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلاامالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٖىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۳۶	۳۰	البلد	۲۰	مُّؤْصَدَةٌ	ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	مُّوْصَدَةٌ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۶۳۷	۳۰	العلق	۷	اَنْ رَّاٰهُ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' اور ''ہمزہ'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	اَنْ رّٰاٰهُ (اَنْ رَّاٰهُ)
۶۳۸	۳۰	القدر	۲	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٰىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۳۹	۳۰	القارعة	۳	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٰىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۴۰	۳۰	القارعة	۱۰	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٰىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۴۱	۳۰	الهمزة	۵	وَمَآ اَدْرٰىكَ	طریق شاطبیہ کے مطابق ''ر'' کو امالہ سے پڑھتے ہیں۔ طیبہ کے مطابق دو طریقے: (۱) شاطبیہ کی طرح (۲) بلا امالہ کے حفص کی طرح۔	وَمَآ اَدْرٰىكَ (وَمَآ اَدْرٰىكَ)
۶۴۲	۳۰	الهمزة	۸	مُّؤْصَدَةٌ	ہمزہ ساکنہ کو "و" ساکن سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	مُوْصَدَةٌ

نمبر	پارہ	سورہ	آیت	روایت حفص	اختلاف شعبہ	روایت شعبہ
۶۴۳	۳۰	الھمزۃ	۹	عَمَدٍ	"ع"اور"م"دونوں کو پیش سے پڑھتے ہیں۔	عُمُدٍ
۶۴۴	۳۰	الکافرون	۶	وَلِیَ دِیْنِ	کلمہ "لِیَ"کی"ی"کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔	وَلِیْ دِیْنِ
۶۴۵	۳۰	الاخلاص	۴	کُفُوًا	"و"کو ہمزہ سے بدل کر پڑھتے ہیں۔	کُفُؤًا

*****

ختم القرآن کے لئے منتخب دعائیں

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُتَوَحِّدُ فِي الْجَلَالِ بِكَمَالِ الْجَمَالِ تَعْظِيْمًا وَّتَكْبِيْرًا. اَلْمُتَفَرِّدُ بِتَصْرِيْفِ الْاَحْوَالِ عَلَى التَّفْصِيْلِ وَالْاِجْمَالِ تَقْدِيْرًا وَّتَدْبِيْرًا. اَلْمُتَعَالِيْ بِعَظَمَتِهٖ وَمَجْدِهِ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا. وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَهٗٓ اِلٰى جَمِيْعِ الثَّقَلَيْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَآ اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَيْنَا مِنْ نِّعَمِكَ الْعَظِيْمَةِ. وَالْاٰلَٓائِكَ الْجَسِيْمَةِ. حَيْثُ اَنْزَلْتَ عَلَيْنَا خَيْرَ كُتُبِكَ. وَاَرْسَلْتَ اِلَيْنَآ اَفْضَلَ رُسُلِكَ. وَشَرَعْتَ لَنَآ اَفْضَلَ شَرَآئِعِ دِيْنِكَ. وَجَعَلْتَنَا مِنْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. وَهَدَيْتَنَا لِمَعَالِمِ دِيْنِكَ الَّذِي ارْتَضَيْتَهٗ لِنَفْسِكَ.

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَ نْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ. رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ. رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. رَبَّنَآ اِنَّكَ
مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ. رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا
مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ. رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ،
وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ.

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ . رَبَّنَا
اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ. اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا
وَّمُقَامًا. رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا. رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ، اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَآ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا وَوَفِّقْنَآ اِلَى الْحَقِّ، وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ، بِنُوْرِ
الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَاعْفُ عَنَّا يَا كَرِيْمُ، وَاعْفُ عَنَّا يَا رَحِيْمُ، وَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ، يَآ اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْقُرْاٰنِ، وَاَكْرِمْنَا بِكَرَامَةِ الْقُرْاٰنِ، وَشَرِّفْنَا بِشَرَافَةِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مُرَادَنَا بِبَرَكَةِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ زَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِجَاهِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ جَمِّلْ اَحْوَالَنَا بِجَمَالِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ حَسِّنْ اَخْلَاقَنَا بِحُسْنِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ اَبْدَانَنَا بِفَضْلِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُبُوْرَنَا بِنُوْرِ الْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ دَرَجَاتِنَا بِالْقُرْاٰنِ، وَاغْفِرْ خَطِيْئٰتِنَا بِالْقُرْاٰنِ. اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنَا بِخِلْعَةِ الْقُرْاٰنِ، وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ الْقُرْاٰنِ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِكَرَامَةِ الْقُرْاٰنِ، وَعَافِنَا مِنْ كُلِّ بَلَآءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ بِحُرْمَةِ الْقُرْاٰنِ.

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا خَتْمَ الْقُرْاٰنِ وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَاكَانَ مِنْ خَطَاٍ اَوْنِسْيَانٍ اَوْ تَحْرِيْفٍ اَوْ تَغْيِيْرٍ اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ. اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ حَلَاوَةً، وَّبِكُلِّ جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ جَزَآءً. اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَارْفَعْنَا بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ.

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا تِلَاوَتَنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَاكَانَ مِنَّا فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ، مِنْ خَطَاٍ اَوْ نِسْيَانٍ، اَوْ تَحْرِيْفِ كَلِمَاتٍ عَنْ مَّوَاضِعِهَا، اَوْ تَقْدِيْمٍ اَوْ تَاْخِيْرٍ، اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ، اَوْ تَاْوِيْلٍ عَلٰى غَيْرِ مَآ اَنْزَلْتَهٗ، اَوْ رَيْبٍ اَوْ شَكٍّ

اَوْ سَهْوٍ اَوْ سُوْٓءِ اِلْحَانٍ، اَوْ تَعْجِيْلٍ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ، اَوْ كَسْلٍ اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زَيْغِ لِسَانٍ، اَوْ وَقْفٍ بِغَيْرِ وُقُوْفٍ، اَوْ اِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ، اَوْ اِظْهَارٍ بِغَيْرِ بَيَانٍ، اَوْمَدٍّ اَوْ تَشْدِيْدٍ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ جَزْمٍ اَوْ اِعْرَابٍ بِغَيْرِ مَاكَتَبَهٗ، اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ، عِنْدَ اٰيَاتِ الرَّحْمَةِ اَوْ اٰيَاتِ الْعَذَابِ، فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتَنَا فِيْ قُبُوْرِنَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِالْقُرْاٰنِ، واجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً. اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنَا مِنْهُ مَا نَسِيْنَا، وَعَلِّمْنَا مِنْهُ مَا جَهِلْنَا، وَارْزُقْنَا تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ، وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لَّنَا وَلَاتَجْعَلْهُ حُجَّةً عَلَيْنَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنِ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِيْنًا، وَّعَلَى الصِّرَاطِ نُوْرًا، وَّفِي الْجَنَّةِ رَفِيْقًا، وَّمِنَ النَّارِ سِتْرًا وَّحِجَابًا. وَاِلَى الْخَيْرَاتِ كُلِّهَا دَلِيْلًا، وَارْزُقْنَا اَدَآءَهٗ بِالْقَلْبِ وَ اللِّسَانِ وَحُبَّ الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ وَالْبِشَارَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا عَبِيْدُكَ بَنُوْا عَبِيْدِكَ. بَنُوْا اِمَآئِكَ نَوَاصِيْنَا بِيَدِكَ. مَاضٍ فِيْنَا حُكْمُكَ. عَدْلٌ فِيْنَا قَضَآؤُكَ. نَسْاَلُكَ اللّٰهُمَّ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ. اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ. اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ. اَوِ

اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قُلُوْبِنَا .وَنُوْرَ صُدُوْرِنَا . وَجَلَآءَ اَحْزَانِنَا . وَذَهَابَ هُمُوْمِنَا وَغُمُوْمِنَا . وَسَآئِقَنَا وَ دَلِيْلَنَآ اِلَيْكَ وَاِلٰى رِضْوَانِكَ وَجَنَّاتِكَ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ .اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنَا مِنْهُ مَا نَسِيْنَا ،وَعَلِّمْنَا مِنْهُ مَا جَهِلْنَا ،وَارْزُقْنَا تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنَّا .اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يُّحَلِّلُ حَلَالَهٗ .وَيُحَرِّمُ حَرَامَهٗ .وَيَعْمَلُ بِمُحْكَمِهٖ .وَيُؤْمِنُ بِمُتَشَابِهِهٖ .وَيَتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ .اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يُّقِيْمُ حُدُوْدَهٗ . وَلَا تَجْعَلْنَا مِمَّنْ يُّقِيْمُ حُرُوْفَهٗ وَ يُضَيِّعُ حُدُوْدَهٗ . اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ الْقُرْاٰنِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُكَ وَخَآصَّتُكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ ،مِنْ زَوَالِ الْاِيْمَانِ ،وَمِنْ فِتْنَةِ الشَّيْطَانِ ،وَمِنْ نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ ،يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ ،كَمْ لَكَ عَلَيْنَا مِنْ اِحْسَانٍ ،اِحْسَانُكَ الْقَدِيْمُ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ ،يَا رَحِيْمُ يَا رَحْمٰنُ ،يَا غَفُوْرُ يَا غَفَّارُ ،اِغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ ،مَا عَلِمْنَا مِنْهُ وَمَا لَمْ نَعْلَمْ ،وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ ،مَا عَلِمْنَا مِنْهُ وَمَا لَمْ نَعْلَمْ ،اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا كَرِيْمُ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَآءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ، وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ، وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ، وَنَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَآءٍ قَضَيْتَهٗ لَنَا خَيْرًا.

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا بِالْاِسْلَامِ قَآئِمِيْنَ، وَاحْفَظْنَا بِالْاِسْلَامِ قَاعِدِيْنَ، وَاحْفَظْنَا بِالْاِسْلَامِ رَاقِدِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ زِيَادَةً فِي الدِّيْنِ، وَبَرَكَةً فِي الْعُمُرِ، وَصِحَّةً فِي الْجَسَدِ، وَسَعَةً فِي الرِّزْقِ، وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ، وَشَهَادَةً عِنْدَ الْمَوْتِ، وَمَغْفِرَةً بَعْدَ الْمَوْتِ، وَعَفْوًا عِنْدَ الْحِسَابِ، وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ، وَنَصِيْبًا مِّنَ الْجَنَّةِ، وَالنَّظَرَ اِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ.

اَللّٰھُمَّ اٰمِنَّا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ اَكْلِ الدِّيْدَانِ. وَاَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ وَالِدَيْنَا مِنَ النِّيْرَانِ. وَبَيِّضْ وُجُوْهَنَا يَوْمَ الْبَعْثِ، وَيَمِّنْ كِتَابَنَا، وَيَسِّرْ حِسَابَنَا، وَثَقِّلْ مِيْزَانَنَا بِالْحَسَنَاتِ. وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلَى الصِّرَاطِ، وَ اَسْكِنَّا فِيْ وَسَطِ الْجَنَّاتِ. وَ ارْزُقْنَا جِوَارَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَكْرِمْنَا يَوْمَ الْبَعْثِ يَوْمَ لِقَآئِكَ يَا دَيَّانُ.

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِيْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْۢبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كُرْباً اِلَّا نَفَّسْتَهٗ وَلَا غَمًّا اِلَّا اَبْعَدْتَّهٗ وَلَا غَآئِباً اِلَّا رَدَدْتَّهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ، وَلَا مَرِيْضًا اِلَّا شَفَيْتَهٗ، وَلَا مُبْتَلًى اِلَّا عَافَيْتَهٗ، وَ لَا ضَآ لًّا اِلَّا هَدَيْتَهٗ، وَ لَا بَاغِيًا اِلَّا قَطَعْتَهٗ، وَلَا مَيْتًا اِلَّا رَحِمْتَهٗ، وَلَا عَدُوًّا اِلَّا خَذَلْتَهٗ، وَلَا مُجَاهِدًا اِلَّا نَصَرْتَهٗ، وَ لَا عَسِيْرًا اِلَّا يَسَّرْتَهٗ، وَلَا عَيْبًا اِلَّا سَتَرْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَآئِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هِيَ لَكَ رِضًى وَّلَنَا فِيْهَا صَلَاحٌ اِلَّا اَعَنْتَنَا عَلٰى قَضَآئِهَا وَيَسَّرْتَهَا لَنَا بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. رَبَّنَا لَا

تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ .

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا .

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَ نْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ . سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ، غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ . رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ، رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ ، اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ . رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ .

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لَنَآ دِيْنَنَا الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِنَا ، وَاَصْلِحْ لَنَا دُنْيَانَا الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشُنَا ، وَاَصْلِحْ لَنَا اٰخِرَتَنَا الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادُنَا ، وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لَّنَا فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لَّنَا مِنْ كُلِّ شَرٍّ . اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِنَا اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ اَعْمَالِنَا خَوَاتِمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِنَا يَوْمَ نَلْقَاكَ فِيْهِ . اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ عِيْشَةً هَنِيَّةً وَّمِيْتَةً سَوِيَّةً وَّمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ ى وَّلَا فَاضِحٍ .

اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَسْاَلَةِ وَخَيْرَ الدُّعَآءِ وَخَيْرَ النَّجَاحِ وَخَيْرَ الْعِلْمِ وَخَيْرَ الْعَمَلِ وَخَيْرَ الثَّوَابِ وَخَيْرَ الْحَيَاةِ وَخَيْرَ الْمَمَاتِ ، اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا وَثَقِّلْ مَوَازِيْنَنَا،وَحَقِّقْ اِيْمَانَنَا وَارْفَعْ دَرَجَاتِنَا وَتَقَبَّلْ صَلٰوَاتِنَا وَاغْفِرْ خَطِيْٓئَاتِنَا وَ نَسْاَلُكَ الْعُلَا مِنَ الْجَنَّةِ.اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا،وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَاتَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَاتُبَلِّغُنَا بِهَا جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَاتُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا اللّٰھُمَّ بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّاتِنَا اَبَدًا مَّآ اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَآ اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا وَ لَا يَخَافُكَ فِيْنَا.

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُالرَّاحِمِينَ.وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ، وَانْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ،وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ،

وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ، وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ، وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَسْتَجِيْرُ بِكَ مِنَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ يَّوْمِ السُّوْٓءِ، وَمِنْ لَّيْلَةِ السُّوْٓءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْٓءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْٓءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْٓءِ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ، وَمِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَآءٍ لَّا يُسْمَعُ، وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ.

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَالْقُرْاٰنِ ، وَزَيِّنْهُمَا فِيْ قُلُوْبِنَا ، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا ، وَّقَلْبًا خَاشِعًا ، وَّرِزْقًا طَيِّبًا ، وَّسَعْيًا مَّشْكُورًا، وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا، وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا مَّقْبُوْلًا.

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ ، وَنَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ ، وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْٓ اَعْلٰى جَنَّةِ الْخُلْدِ.

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ والْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ،وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ ، وَاهْدِهِمْ سُبُلَ السَّلامِ وَاَخْرِجْهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْهُمُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْٓ اَسْمَاعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ مَّآ اَبْقَيْتَهُمْ وَاجْعَلْهُمْ شَاكِرِيْنَ لِنِعَمِكَ وَ مُثْنِيْنَ بِهَا وَاَتِمَّهَا عَلِيْهِمْ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ مَوْتَى الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا لَكَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِنَبِيِّكَ بِالرِّسَالَةِ وَمَاتُوْا عَلٰى ذٰلِكَ،اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَ عَافِهِمْ وَاعْفُ عَنْهُمْ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُمْ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُمْ ،وَ اغْسِلْهُمْ بِالْمَآءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرْدِ. وَ نَقِّهِمْ مِّنَ الذُّنُوْبِ وَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ.اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَطَايَاهُمْ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ،وَاَبْدِلْهُمْ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِمْ ،وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِمْ ،وَاَعِذْهُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.اَللّٰهُمَّ وَ اَنْزِلْ عَلٰى قُبُوْرِهِمُ الضِّيَآءَ وَ النُّوْرَ وَ الْفُسْحَةَ وَ السُّرُوْرَ.وَ جَازِهِمْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا ، وَبِالسَّيِّئٰاتِ عَفْوًا وَّ غُفْرَانًا،حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِيْ بُطُوْنِ الْاَلْحَادِ مُطْمَئِنِّيْنَ،

وَعِنْدَ قِيَامِ الْاَشْهَادِ اٰمِنِيْنَ وَبِجُوْدِ رِضْوَانِكَ وَاثِقِيْنَ وَاِلٰى اَعْلٰى عُلُوِّ دَرَجَاتِكَ سَابِقِيْنَ ، بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ انْقُلْهُمْ جَمِيْعاً مِّنْ ضِيْقِ اللُّحُوْدِ وَمَرَاتِعِ الدُّوْدِ اِلٰى جَنَّاتِ الْخُلُوْدِ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ . اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَآ اِذَا صِرْنَآ اِلٰى مَا صَارُوْٓا اِلَيْهِ تَحْتَ الْجَنَادِلِ وَالتُّرَابِ وَحْدَنَا ، بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاَذِلَّ الشِّرْكَ وَالْمُشْرِكِينَ ، وَدَمِّرْ اَعْدَآءَكَ اَعْدَآءَ الدِّينِ . اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ ، وَخَرِّبْ بُنْيَانَهُمْ ، وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ ، بِقُدْرَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا قَهَّارُ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا رَخَآءً سَخَآءً وَّسَآئِرَ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اٰمِنَّا فِيْ دُوْرِنَا ، وَاَصْلِحْ اَئِمَّتَنَا وَوُلَاةَ اُمُوْرِنَا ، وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ وِلَايَتَنَا فِيْمَنْ خَافَكَ وَاتَّقَاكَ وَاتَّبَعَ رِضَاكَ ، بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ . اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنَا

فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَآ اَعْطَيْتَ ، وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا قَضَيْتَ ، وَلَكَ الشُّكْرُ عَلٰى مَآ اَعْطَيْتَ ، وَنَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ .

اَللّٰهُمَّ يَا سَامِعَ الصَّوْتِ ، وَيَا سَابِقَ الْفَوْتِ ، وَيَا كَاسِيَ الْعِظَامِ لَحْمًا بَعْدَ الْمَوْتِ ، صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ الْاَبْرَارُ وَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ . سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

✿✿✿✿✿

قرائت، روایت، راوي، وجہ اور طریق میں فرق:-

- قرائت: جس کی سند ائمہ قرائت سبعہ یا قرائت عشرہ میں سے کسی ایک امام سے منسوب ہو، جیسے کہا جاتا ہے قرائت عاصم ، قرائت نافع اور قراءت ابن کثیر وغیرہ ۔

- روایت:- وہ قرائت جوائمہ قرائت سبعہ یا قرائت عشرہ میں سے کسی امام کے راوی سے نقل کی گئی ہو جیسے کہا جاتا ہے قرائت عاصم بروایت حفص یا شعبہ اور ، قرائت نافع بروایت ورش اور قالون.

- راوی: ہر وہ قاری جو ائمہ سبعہ یا ائمہ عشرہ میں سے کسی امام کی قراءت نقل کرتا ہو، راوی کہلاتا ہے . جیسے: شعبہ اور حفص امام عاصم کے اور ورش اور قالون امام نافع کے راوی ہیں.

- طریق:-ایسی قرائت جو کسی راوی سے نقل کی گئی ہو، چاہئے ایک واسطے سے یا دو واسطوں سے، طریق کہلاتی ہے جیسے قرائت عاصم بروایت حفص از طریق شاطبیہ وغیرہ۔

- وجہ:- قراء کا ایسا اختلاف جس میں قاری کسی بھی اختلافی قرآت کو اختیار کرنے میں آزاد ہو ۔

ان مصطلحات کو مختصراً اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ:
جب اختلاف قراءت امام کی طرف منسوب ہوتو قراءت کہلائے گی اور دو راویوں میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہوتو روایت کہلائے گی اور راوی کے شاگرد کی طرف منسوب ہوتو طریق کہلائے گی

ملنے کے پتے
دکن ٹریڈرس مغلپورہ حیدرآباد دکن
نظام عطار موتی گلی، محبوب چوک، حیدرآباد تلنگانہ انڈیا فون نمبر:- 9392420181+